اسامہ بن لادن

زندگی اور موت کی پوری کہانی

اسامہ طیب
قاضی عثمان طارق

الہلال

Marfat.com

Marfat.com

اسامہ بن لادن

زندگی اور موت کی پوری کہانی

ترتیب:

اسامہ طیب، قاضی عثمان طارق

الہلال انجمن، لاہور

alhilalbooks@msn.com

Marfat.com

297.9924
13751

جملہ حقوق بحق ادارہ محفوظ

2011ء

کتاب : اسامہ بن لادن: زندگی اور موت کی پوری کہانی
تالیف وتدوین : اسامہ طیب، قاضی عثمان طارق
اہتمام : قاضی عثمان طارق
اشاعت : اول
مطبع : میٹروپرنٹرز، لاہور
قیمت : 300/- روپے

اسٹاکسٹ:

کتاب سرائے لاہور
فرسٹ فلور، الحمد مارکیٹ، غزنی سٹریٹ 042-37320318

مکتبہ خواتین میگزین
منصورہ مارکیٹ، ملتان روڈ، لاہور 042-35435667

سنگت پبلشرز
25۔سی لوئر مال لاہور۔ 042-37358741

فضلی بک سپر مارکیٹ
اردو بازار، کراچی 021-2212991

Marfat.com

انتساب

ان انسانوں کے نام

جو

پچھلے دس برس میں مارے گئے

Marfat.com

Marfat.com

ترتیب

عرض ناشر		11
اسامہ بن لادن: ایک حقیقت پسندانہ تاریخی جائزہ	عدنان طارق	13
ٹائم لائن: اسامہ بن لادن کی زندگی کے اہم واقعات	عدنان طارق	38
ایبٹ آباد آپریشن کب، کیا اور کیسے؟	نعیم الحسن	41
اسامہ بن لادن کے بعد امریکہ کا اگلا قدم کیا ہوگا؟	علامہ طاؤس خان	46
افغانستان سے انخلا کا امریکی ڈرامہ	عبدالمنعم فائز	51
آپریشن ایبٹ آباد: اسامہ بن لادن کی ہلاکت	عون علی	55
پراسرار امریکی کاروائی	سی آر شمسی	59
اسامہ بن لادن کے بعد امت کا مستقبل	شاہنواز فاروقی	62
دہشتگردی کے خلاف نام نہاد جنگ۔ امت مسلمہ تاراج	سید عدنان فاروق	67
اسامہ بن لادن............زندگی سے موت تک کا سفر	منظر وحید	71
القاعدہ سے انٹرنیشنل اسلامک فرنٹ تک	رؤف طاہر	75
امریکہ اسامہ تک کیسے پہنچا؟	سید عاصم محمود	84
میں تمہارے ساتھ شہید ہونا چاہتی ہوں......امل لادن	عدنان طارق	95

Marfat.com

اسامہ کی ہلاکت	ویکلی اکانومسٹ	99
آپریشن جیرونیمو......؟	محمد بلال غوری	102
افغانستان سے لوٹ آنے والے عرب نوجوانوں کی کہانیاں	رؤف طاہر	106
ایبٹ آباد آپریشن کے سیاسی عسکری اور معاشی اثرات	پروفیسر محمد یوسف عرفان	116
اسامہ بن لادن.....حالاتِ زندگی ایک نظر میں	روزنامہ اسلام کراچی	121

قومی اخبارات سے منتخب شدہ کالمز

ملا عمر اور اسامہ بن لادن		123
شہید اُسامہ کے بعد	عبدالقادر حسن	126
وہ شہید ہے	عباس اطہر	129
نخلِ دار	ہارون الرشید	133
اک معمہ ہے، سمجھنے کا نہ سمجھانے کا	ڈاکٹر صفدر محمود	137
وہ جو کوئی بھی تھا!	عرفان صدیقی	141
بوجھ	منیر احمد بلوچ	145
کچھ بتاؤ تو سہی!	عرفان صدیقی	150
اسامہ بن لادن کا خوف	اوریا مقبول جان	154
کندن بننے کے دن آرہے ہیں	اوریا مقبول جان	158
امریکہ نے اسامہ کو سچا ثابت کر دیا	حامد میر	162
اور جب انسان کو شکست ہوئی!	رؤف کلاسرا	166
انجام	انصار عباسی	170

Marfat.com

ابھی کئی راؤنڈ باقی ہیں	محمد عامر خاکوانی	173
ہماری قومی خودمختاری کی زبوں حالی	مرزا اسلم بیگ	178
پاکستان کے سامنے متبادل کم ہیں	کلدیپ نائر	183
ماروائے اسامہ پاک امریکہ تعلقات	جارج فریڈمین	187
آپریشن برائے اسامہ بن لادن	نجم سیٹھی	191
اسامہ بن لادن......مجاہد یا دہشت گرد	قاضی حسین احمد	195
اسامہ بن لادن کا قتل	نصرت مرزا	199
امریکی معیشت کی تباہی اور اسامہ	ایرک مارکولس	202
اسامہ بن لادن چلے گئے	ایم اے تبسّم	206
جرگہ	سلیم صافی	211
اسامہ، عوام اور حکمران	انور گرے وال	215
اسامہ بن لادن.......... مسلم معاشروں کا المیہ	عامر حسینی	217
دنیا بن لادن کے بعد	راجر کوہن	221
اور اب پاکستان ٹارگٹ ہوگا	جاوید چودھری	224
اسامہ، اوباما، ڈرامہ!	ڈاکٹر محمد اجمل نیازی	236
اسامہ کی ہلاکت کھلا قتل ہے	زاہدہ حنا	240
اب کیا ہونے والا ہے......	عبدالباسط	245
وار تھیٹر!	عبداللہ طارق سہیل	249
موجاں ای موجاں	عبداللہ طارق سہیل	252
کیا ہم اس غل غوغا میں دور کی آواز سن لیں گے؟	خالد احمد	253
شیخ اسامہ کے بعد پاکستان کی قومی سلامتی کا سوال	محمد احمد حافظ	257

Marfat.com

دو شہید قائد......عبداللہ عزام اور اسامہ بن لادن	روزنامہ اسلام کراچی	261
تین غلطیاں	عمار چودھری	268
امریکہ، پاک فوج اور انڈیا......زبانیں لمبی، عقلیں چھوٹی	حسن نثار	272
اسامہ بن لادن......آپریشن ایبٹ آباد	نذیر ناجی	275
2 مئی......امریکی انتقام	جاوید قریشی	279
سمندر میں اتر جاؤں گا	منیر احمد بلوچ	284

Marfat.com

عرضِ ناشر

اسامہ بن لادن ...... انسانی تاریخ میں ایسے کردار کی مثال نہیں ملے گی۔ اس کی زندگی پراسرار تھی اور بہت کم لوگ یہ کہہ سکتے ہیں کہ انہوں نے اسے دیکھا، لیکن نہ دیکھے جانے کے باوجود مغرب کی دنیا اس سے دن رات کانپتی رہی۔ خوف و دہشت کی علامت بن کر بہت سے دوسرے لوگ بھی دنیا کے پردے پر نمودار ہوئے۔ چنگیز خان، ہلاکو خان، اٹیلا، ہٹلر، حسن بن صباح لیکن آدھی دنیا کی نیندیں حرام کرنے کا جو ریکارڈ اسامہ کے حصے میں آیا، وہ ان میں سے کسی کو نہیں ملا۔ تاریخ کے ان کرداروں نے کروڑوں افراد ہلاک کئے۔ اسامہ پر تو محض چند ہزار افراد مارنے کا الزام ہے۔ ورلڈ ٹریڈ سنٹر پر حملے میں دو چار ہزار افراد مارے گئے۔ اس کے بعد سپین، مالی، صومالیہ وغیرہ کے واقعات میں ملا کر بھی ڈیڑھ ہزار سے زیادہ افراد نہیں مرے ہونگے لیکن اسامہ کا خوف کچھ ایسے تھا جیسے اس نے آدھی دنیا ماردی اور باقی آدھی مارنے والا ہے۔

لیکن خوف اور دہشت کی علامت وہ اہل مغرب کے لئے تھا۔ پونے دو ارب آبادی والے مسلمان خطہ ارض میں اسے کچھ اور سمجھا جاتا تھا۔ اس سے محبت کرنے والوں کی کمی نہیں تھی۔ اسامہ کی جنگ کا محور مسلمان خطوں پر سے امریکہ اور امریکی تابعداروں کے اقتدار کا خاتمہ تھا۔ فلسطین پر مظالم نے اسے شہزادگی کی زندگی ترک کر کے غاروں میں رہنے والا درویش بنا دیا۔ پھر اس کی جدوجہد کا دائرہ پھیلتا گیا۔ اس کی کامیابی امریکہ کے دو کوٹھے گرا دینا نہیں۔ اس کی کامیابی وہ ہے جو مشرقِ وسطیٰ کو اپنی لپیٹ میں لے چکی ہے۔ تقریباً ہر جگہ امریکی تابعداروں کے تخت لرز رہے ہیں۔ مصر و امریکی ایجنٹ حکمران، اور اسرائیلی گماشتہ حسنی مبارک اپنے ہی وطن میں گویا جلاوطن ہے، تیونس کا امریکی وفادار حکمران صدر بے وطن ہے۔ یمن کے سفاک آمر اور امریکی پٹھو کو

Marfat.com

حکومت قبل از وقت چھوڑنا پڑ رہی ہے۔ شام میں اسرائیل کے بظاہر دشمن لیکن عملاً اس کے سٹریٹجک اتحادی حکمران اپنے ہی عوام کے خون کی ندیاں بہانے کے باوجود دن رات معزولی کے خطرے میں گھرے ہوئے ہیں۔ یہی اسامہ نے کہا تھا، ایک دن آئے گا جب امریکہ کے یہ تابعدار حکمران جلاوطن ہونگے اور ذلیل ہونگے اور رسوا ہونگے۔

دنیا کی سرکاری کتابوں میں اسامہ تاریخ کا سب سے بڑا دہشت گرد ہے۔ وہ امریکہ بھی کئی ہزار انسانوں کے قتل کا الزام لگا کر اسے سب سے خطرناک دہشت گرد کہتا ہے جس نے سات لاکھ افراد ویت نام میں، دس سے پندرہ لاکھ عراق میں اور پانچ، چھ لاکھ انسان افغانستان میں مارے ہیں۔ اور وہ بھارت بھی اسامہ کو خطرناک ترین دہشت گرد کہتا ہے جو صرف مقبوضہ کشمیر میں ایک لاکھ سے زیادہ کشمیری مار چکا ہے۔ لیکن تاریخ کا یہ دور گزرنے کے مرحلے میں ہے، نیا دور شروع ہونے والا ہے۔ اس دور میں کتنی خونریزی ہوگی اور کس کے نام لکھی جائے گی اور کون اصل دہشت گرد ہے، اس کا فیصلہ آنے والے دور ہی میں ہوگا۔ اسامہ دہشت گرد تھا، یہ تحریر کچی پنسل کی ہے۔ پکی پنسل کی تحریر کیا ہوگی، اس کیلئے انتظار کرنا ہوگا۔

والسلام

قاضی عثمان طارق

Marfat.com

اسامہ بن لادن

ایک حقیقت پسندانہ تاریخی جائزہ

عدنان طارق

اسامہ بن لادن 1957ء میں محمد عود بن لادن کے ہاں پیدا ہوا۔ محمد عود بن لادن پیشہ سے ایک تعمیراتی ٹھیکیدار تھا اور عرب دنیا کے اندر بہت سے معروف و مشہور تعمیراتی کارہائے نمایاں سرانجام دے چکا تھا۔ یہ ایک یمنی الاصل خاندان ہے جو 1930ء میں سعودی عرب منتقل ہو گیا تھا۔ کہا جاتا ہے کہ 1923ء میں سعود بن عبدالعزیز کے حجاز کے حکمران بننے کے بعد سلفی مزاج محمد عود بن لادن کو یہ محسوس ہوا کہ سرزمین حجاز ہی اس کے مزاج سے ہم آہنگ ہے۔ 1930ء میں اس نے سعودی عرب ہجرت کی اور ایک مزدور کی حیثیت سے اپنی پیشہ وارانہ زندگی شروع کی، محنتی مزاج کی بدولت وہ حجاز کے بڑے تعمیراتی ٹھیکہ داروں میں شمار ہونے لگا۔ محمد عود بن لادن سعودی شاہی خاندان کے اہم فرد شہزادہ فیصل کے قریبی دوستوں میں شمار ہوتا تھا۔ کہا جاتا ہے کہ ساٹھ کی دہائی میں جب شاہ سعود اور شاہ فیصل کے درمیان اختلافات پیدا ہوئے تو یہ محمد عود بن لادن ہی تھا جس نے شاہ سعود کو اس امر پر قائل کیا کہ وہ شہزادہ فیصل کے حق میں بادشاہت سے دستبردار ہو جائے۔ شاہ سعود کی رخصتی کے بعد حالات سعودی عرب کے لئے بہت ہنگامہ پرور تھے۔ سعودی عرب کی بادشاہت کو شدید معاشی بحران کا سامنا تھا۔ نئے بادشاہ شاہ فیصل کے لئے ان حالات کو سنبھالا دینا بہت مشکل تھا۔ یہ وہ دور تھا جب سعودی عرب میں تیل دریافت تو ہو چکا تھا لیکن اسے ایک بڑی پیٹرو ڈالر صنعت کی شکل حاصل کرنے کے لیے ایک طویل عرصے کا انتظار کرنا تھا۔ سعودی شاہی خزانہ خالی تھا اور مملکت کے ملازمین کی تنخواہیں ادا کرنے کے لئے رقم نہ تھی۔ ایسی صورت میں اسامہ بن لادن کے والد محمد عود بن لادن نے چھ مہینے کے لئے مملکت کے تمام ملازمین

Marfat.com

کو اپنی جیب سے تنخواہیں ادا کیں۔ اس احسان کے بدلے شاہ فیصل نے ایک شاہی فرمان جاری کیا جس کے مطابق بادشاہت کے تمام تعمیراتی منصوبے مکمل کرنے کی ذمہ داری عود بن لادن کی فرم کے سپرد کر دی گئی۔

1969ء میں عود بن لادن نے مسجد اقصیٰ کی از سر نو تعمیر کا منصوبہ اپنے ذمے لیا۔ بن لادن کی فیملی کا یہ دعویٰ رہا ہے کہ انہیں امت مسلمہ کی تین اہم ترین مقدس مساجد کی تعمیر کا اعزاز حاصل ہے۔ عاجزی اور انکساری محمد عود بن لادن کی طبیعت میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ کہا جاتا ہے کہ اس نے وہ بیگ آخر تک سنبھالے رکھا جو وہ ایک مزدور کی حیثیت سے استعمال کیا کرتا تھا۔ تاہم اس کے ساتھ ساتھ وہ سخت گیر طبیعت کا مالک تھا۔ اس نے دس سے زیادہ شادیاں کیں اور اس کے پچاس بچے تھے۔ اسامہ ان میں ساتویں نمبر پر تھا۔

اسامہ بن لادن ___ بچپن ___ تنہائی ___ خاموشی

اسامہ بچپن سے ہی اپنے دوسرے بہن بھائیوں کی نسبت بہت خاموش اور تنہائی پسند انسان تھا۔ جب اسکی عمر 13 برس کی ہوئی تو اس نے اپنے باپ کو کھو دیا۔ سترہ برس کی عمر میں اس کی شادی ایک شامی لڑکی سے ہوئی جو اس کی قریبی عزیزہ تھی۔ اس کی پرورش ایک مذہبی انسان کے طور پر ہوئی اس اہم تربیت نے اسے عمر بھر ہر قسم کی گراوٹ سے بچائے رکھا۔ اپنی ابتدائی اور ثانوی تعلیم جدہ میں حاصل کی۔ جدہ میں ہی شاہ عبدالعزیز یونیورسٹی سے اس نے پبلک ایڈمنسٹریشن میں گریجویشن کی ڈگری حاصل کی۔

ایک عمومی مذہبی رویے کے ساتھ ساتھ اس نے مذہب میں خصوصی دلچسپی کا مظاہرہ بھی شروع کر دیا۔ سلفی روایات تو اس کے خاندان کا مجموعی خاصہ تھیں اور اسامہ ان روایات سے نہ صرف متاثر تھا بلکہ ان کو آگے لے کر چلنے کے لئے اپنی شخصیت کی مخصوص تشکیل کا رجحان بھی رکھتا تھا۔

سکول اور یونیورسٹی میں اس نے بہت سے دوسرے مسلمان نوجوانوں کی طرح اخوان المسلمون میں شرکت اختیار کی۔ اس دور میں جدہ اور مدینہ میں مذہبی علمائے کرام اور دانشوروں کی

Marfat.com

ایک بڑی تعداد موجود تھی۔ اسامہ ان حضرات کی محفلوں میں شریک ہوتا اور نظریاتی استفادہ کرتا۔ اس کے قریبی دوست بتاتے ہیں کہ ایسی محفلوں میں اسامہ شروع سے لے کر اختتامِ محفل تک خاموش رہتا لیکن ہر بات پر توجہ دیتا۔ سیکھنے اور سمجھنے کے اس خاموش عمل نے اس کی شخصیت کے لیے مہمیز کا کام کیا۔ یہ اس کا دورِ خاموشی تھا۔ اس وقت اسامہ ہر بات کو سننے اور سمجھنے کی کوشش کرتا اور کسی قسم کا کوئی ردِعمل ظاہر نہ کرتا۔ 1980ء میں جب خانہ کعبہ میں کچھ شرپسندوں نے قبضہ جما لیا تو اسامہ نے اس اہم واقعہ پر کسی قسم کا ردِعمل ظاہر نہ کیا۔

دینیاتی اسلام کی تربیت کے ضمن میں اسامہ نے دو اساتذہ سے شرفِ تلمذ حاصل کیا۔ ایک تو عبداللہ عزام تھے جو جدہ یونیورسٹی میں اسلامیات کے پروفیسر تھے اور دوسرے تھے محمد قطب، جو اخوان المسلمون کے معروف رہنما اور دانشور تھے۔ محمد قطب، معروف اخوانی رہنما سید قطب کے بھائی تھے۔ تاہم محمد قطب تحریکی زندگی کی بجائے ادبی اور علمی میدانوں کے شہسوار تھے۔ اسامہ نے ان سے بہت کچھ سیکھا، علم بھی اور زندگی کا مقصد بھی۔

پاکستان کا پہلا دورہ____تسلسل

یہ وہ دور تھا جب روس کو افغانستان پر حملہ کئے ہوئے دو اڑھائی برس کا عرصہ ہو چکا تھا۔ اسامہ بن لادن پاکستان آیا۔ یہاں جماعت اسلامی کراچی نے اس کا استقبال کیا اور بعد میں پشاور کے مہاجرین کیمپوں کا دورہ کرایا۔ اس کے ساتھ چند اہم مجاہدین کمانڈرز بھی تھے۔ ان کمانڈروں میں ربانی اور عبدالرسول سیاف سے وہ پہلے ہی شناسا تھا کیونکہ ان سے اس کی ملاقاتیں حج کے دوران ہو چکی تھیں۔ یہ ایک خفیہ دورہ تھا جو ایک مہینہ تک جاری رہا۔ واپسی پر اس نے فیصلہ کیا کہ سعودی عرب کے اندر مجاہدین کی مالی، اخلاقی اور نظریاتی مدد کے لئے بڑے پیمانے پر مہم چلانے کی ضرورت ہے اس نے اپنے بھائیوں کو اپنا ہم خیال بنایا اور سعودی حکومت سے قریبی تعلقات کا فائدہ اٹھاتے ہوئے سعودی عرب میں وسیع پیمانے پر مہم شروع کر دی۔ اس کے بعد کے ایک سال میں اس نے پاکستان اور افغانستان کے سرحدی علاقوں کا تین سے زائد مرتبہ دورہ کیا اور

Marfat.com

ہر دفعہ بڑی رقم اور دیگر امدادی سامان مجاہدین کے حوالے کیا۔

افغانستان میں پہلی بار

1982ء کے اواخر میں اسامہ نے پاکستان آ کر یہ فیصلہ کیا کہ اس بار وہ افغانستان کے اندر کا دورہ کرے گا تاکہ زمینی صورتحال کا درست اندازہ لگایا جا سکے۔ اس بار وہ بڑے پیمانے پر تعمیراتی سامان بھی ساتھ لے کر آیا تھا۔ اس کا مقصد یہ تھا کہ افغانستان کے سرحدی علاقے جو مجاہدین کے قبضے میں ہیں وہاں پر ضروری نوعیت کے تعمیراتی کام کروائے جائیں۔ اسامہ صرف امدادی کاموں کی حد تک ہی نہیں رہنا چاہتا تھا۔ وہ آگے بڑھ بڑھ کر جہاد میں ایک لڑاکا مجاہد کی حیثیت سے اپنی شخصیت دکھلانا چاہتا تھا۔ رفتہ رفتہ اس نے افغانستان کے اندر زیادہ سے زیادہ وقت گزارنا شروع کر دیا۔ 1983ء کے وسط میں اس نے چھوٹی موٹی لڑائیوں میں بے قاعدہ طریقے سے حصہ لینا شروع کر دیا۔ اس دور میں سعودی عرب سے بہت سے نوجوان جہاد کی غرض سے افغانستان میں آیا کرتے تھے۔ اسامہ جیسے امیر کبیر سعودی کو دیکھ کر ان کی ہمت بڑھ جاتی، یوں سعودی نوجوانوں کی تعداد میں اضافہ بھی ہونا شروع ہو گیا۔ اس کے باوجود اسامہ عرب مجاہدین کی تعداد سے مطمئن نہ تھا۔ اس کی خواہش تھی کہ عرب مجاہدین بڑی تعداد میں افغانستان میں روسی فوج سے لڑنے کے لئے آئیں۔

گیسٹ ہاؤس ___ 1984ء

اس غرض سے 1984ء میں اسامہ نے پشاور میں ایک قدیم برطانوی ہند کی تعمیر شدہ عمارت کرائے پر حاصل کی۔ اس عمارت کا نام بیتِ انصار رکھا گیا۔ یہ گھر عرب مجاہدین کے لئے افغانستان میں داخل ہونے سے پہلے پہلا پڑاؤ ہوا کرتا تھا۔ اس وقت تک اسامہ نے نہ تو کوئی گروپ بنایا تھا اور نہ ہی کوئی تربیتی کیمپ۔ صرف اسی ایک گھر میں بیٹھ کر وہ اپنا کام کر رہا تھا۔ اسی سال اسامہ کے استاد عبداللہ عزام نے پشاور میں ادارہ برائے جہاد قائم کیا۔ یہ ادارہ بہت موثر ثابت ہوا۔ اس کے مقاصد ہمہ جہتی تھے مثلاً جہاد کے لئے نوجوان مسلمانوں کو تمام عالم اسلام سے

Marfat.com

مائل کرنا اور ان کی ذہنی آبیاری اور اس کے ساتھ ساتھ میڈیا کے توسط سے جہادی نظریات کا پھیلاؤ۔ ایک نظریاتی شخصیت کے ساتھ ساتھ استاد ہونے کا عبداللہ عزام نے خوب فائدہ اٹھایا۔ وہ ایک بہترین مدیر بھی تھے۔ اپنے ادارہ کے زیر اہتمام مختصر عربی کتابچے شائع کر کے عرب ملکوں میں نوجوان نسل میں وسیع پیمانے پر تقسیم کرواتے۔

کیمپوں کا قیام ____ 1986ء

پچھلے چار برس کی کارکردگی اسامہ کے اعتماد کو تقویت پہنچانے کا باعث بنی۔ اب اسامہ آگے بڑھ کر اپنا کیمپ بنانا چاہتا تھا۔ ان کیمپوں کے بنانے کا مقصد مجاہدین کی تربیت و تنظیم اور اس کے بعد ان کو لڑائی کے محاذ پر کامیابی کے ساتھ روانہ کرنا تھا۔ 1986ء کے اوائل میں اسامہ نے اپنا پہلا کیمپ افغانستان میں قائم کیا۔ اس کے بعد اگلے دو سال کے اندر اندر ایسے چھ بڑے کیمپ بنائے گئے۔ اسامہ کے ان کیمپوں کا بنیادی مقصد عرب مجاہدین کی ٹریننگ کرنا تھا، تاہم ان میں ایک خاصی تعداد غیر عرب مجاہدین کی بھی تھی۔ جن میں پاکستان، چیچنیا، بوسنیا وغیرہ کے مجاہدین بھی شامل تھے۔ اسامہ نے شام اور مصر کی فوج کے سابق فوجی افسران کو مجاہدین کی تربیت کے لئے متعین کیا۔ ان کیمپوں کے قیام کی وجہ سے عرب دنیا سے مسلم نوجوانوں کی بڑی تعداد نے افغان جہاد میں شمولیت کی غرض سے پاکستان اور افغانستان آنا شروع کر دیا۔ جب ان کیمپوں نے ایک بڑی تعداد میں تربیت یافتہ مجاہدین پیدا کر لئے تو اسامہ بن لادن نے فیصلہ کیا کہ ان مجاہدین کو بجائے افغان مجاہد کمانڈروں کی سربراہی میں روسیوں سے لڑانے کے خود اپنی عرب آرمی بنا کر روسیوں پر حملہ کیا جائے۔ تمام تر منصوبہ بندی کے بعد پہلی روس۔ عرب جنگ خوست کے صوبے میں دو سو کلومیٹر کے فاصلے پر پکتیا کے مقام پر ہوئی۔ اس لڑائی کا نام معرکہ ججی ہے۔ اس کامیاب معرکے کے بعد سے لے کر 1989ء تک عرب مجاہدین اسامہ بن لادن کی سرکردگی میں پانچ بڑے معرکے اور سینکڑوں چھوٹی بڑی کارروائیاں کر چکے تھے۔

1984ء سے لے کر 1985ء تک اسامہ بن لادن سعودی عرب سے زیادہ افغانستان

Marfat.com

میں وقت گزارنے لگا۔ اس عرصہ میں اس نے پاکستان کے دورے بھی کم کردیے۔ ہر سال کے آٹھ مہینے اس نے افغانستان کے لئے مختص کردیے تھے۔

القاعدہ کا قیام ___ 1988ء ___ چند متضاد تھیوریاں

القاعدہ ایک ایسی تنظیم ہے جس کے باقاعدہ قیام اور اغراض و مقاصد کے بارے میں قطعیت سے کچھ بھی نہیں کہا جاسکتا۔ اس ضمن میں تین مختلف آراء ہیں۔

ایک رائے کے مطابق افغان جنگ کے خاتمے کے دور میں عبداللہ عزام مسلمان نوجوانوں کے لئے ایک نظریاتی دینیاتی پلیٹ فارم بنارہے تھے جس کا نام القاعدہ رکھا گیا۔ عربی لفظ القاعدہ کا لفظی اور لغوی ہر دو طرح سے مطلب ''پلیٹ فارم'' ___ مرکزی تربیت گاہ ___ ہے۔ یہ تنظیم عبداللہ عزام نے پشاور میں قیام کے دوران قائم کی۔ اس زمانے میں عبداللہ عزام بین الاقوامی یونیورسٹی اسلام آباد میں پروفیسر تھے۔

ایک دوسرے ورژن کے مطابق ایمن الظواہری القاعدہ تنظیم کو ایک عسکری تنظیم بنانا چاہتے تھے۔ جبکہ عبداللہ عزام اسے پرامن اور علمی مقاصد کے لئے استعمال کرنا چاہتے تھے اور وہ اسامہ بن لادن سے بھی ایمن الظواہری کے خیال کے بارے میں اپنے تحفظات کا اظہار کرچکے تھے۔ معروف صحافی خالد احمد کے بقول اس ایشو پر اختلافات اس قدر بڑھے کہ بات عبداللہ عزام کی شہادت تک جا پہنچی۔ تاہم اس بات کی صداقت کے شواہد نہیں ملے۔

ایک تیسرے خیال کے مطابق القاعدہ تنظیم کے ابتدائی خدوخال اس وقت سامنے آئے جب عرب مجاہدین کی آمدورفت کے حوالے سے ریکارڈ کی درستی کی خاطر ایک نظم بنانے کی ضرورت پیش آئی۔ اس نظم کو القاعدہ کا نام دیا گیا۔ اس کا مرکزی نظام پشاور میں موجود گیسٹ ہاؤس تھا۔ جہاں تمام عرب مجاہدین کے کوائف اور آنے جانے کے اوقات کی دستاویزی تدوین کی جاتی اور ان کو محفوظ رکھا جاتا۔ افغان جہاد ختم ہوا۔ افغانستان میں شورش اور انارکی کا بازار گرم ہوا۔ اسامہ کا قائم کردہ وسیع و عریض نیٹ ورک اپنی افادیت کے لئے کسی نئی حرکت کا منتظر تھا۔ یوں

Marfat.com

القاعدہ کے پرانے نظم کو ایک نیا ولولہ انگیز تحرک عطا کرنے کا ارادہ ہوا۔

سعودیہ میں واپسی ___ 1989ء

اکتوبر 1989ء میں سوویت افواج افغانستان چھوڑ کر چلی گئیں۔ اسامہ سعودی عرب واپس چلا گیا۔ سعودی حکومت نے افغان جہاد کے دوران مجاہدین کی ہر ممکن مدد کی۔ لیکن وہ عرب مجاہدین کی عرب واپسی سے خائف تھی۔ سعودی بادشاہت کے نزدیک یہ عرب مجاہدین مملکت کے اندر بادشاہت کے خلاف باغیانہ خیالات پھیلانے کا سبب بنتے ہوئے بادشاہت کے خاتمے کا باعث بن سکتے ہیں۔ لہٰذا اسامہ کی وطن واپسی کو سعودی بادشاہت نے ناگوار انداز میں لیا اور اس کے نقل و حرکت کرنے اور سرگرم ہونے پر پابندی لگا دی۔ ایک خیال یہ بھی ہے کہ اسامہ جنوبی یمن میں جہاد کا نیا باب کھولنا چاہتا تھا۔ سعودی حکومت اس کے سخت خلاف تھی۔ اس کے ساتھ ساتھ اسامہ بن لادن نے صدام حسین کے خلاف تقاریر کا سلسلہ شروع کر دیا۔ اس زمانے میں سعودی حکومت کے صدام حسین کے ساتھ تعلقات بہت اچھے تھے۔ اسامہ پر پابندیاں لگانا دراصل ایک ضرورت سے زیادہ محتاط رویے کی نشاندہی کرتا ہے کیونکہ اسامہ نے عوامی روابط پر کبھی بھی زور نہیں دیا بلکہ اس نے اپنے تمام نظریات کا اظہار سعودی بادشاہت کے نام خفیہ خطوط کی شکل میں کیا تھا۔

صدام کا کویت پر حملہ ___ قبضہ ___ اسامہ کا ردعمل

اسامہ نے سعودی بادشاہت کو خبردار کیا تھا کہ صدام حسین کسی بھی وقت سعودی مفادات کے لئے خطرے کا باعث بن سکتا ہے۔ سعودی گورنمنٹ نے اس انتباہ کا سنجیدہ نوٹس الٹا اسامہ کے خلاف لے لیا لیکن صدام حسین کے خطرے کی جانب سے عدم توجہ کا مظاہرہ کیا۔ آخر صدام حسین نے کویت پر حملہ کر کے اس پر قبضہ کر لیا۔ سعودی حکومت کو امریکہ کی مدد حاصل کرنا پڑی۔ اسامہ نے فوری طور پر بادشاہ کو خط لکھا کہ امریکی مدد حاصل کرنے کی قطعاً کوئی ضرورت نہیں اور وہ خود اپنے ہزاروں عرب مجاہدین کے ساتھ صدام حسین کی فورسز کو روک سکتا ہے۔ سعودی حکومت نے اسامہ کی پیشکش پر کان نہ دھرا اور امریکی فوج کو جزیرہ نمائے عرب میں آنے کی دعوت دے ڈالی تا

Marfat.com

کہ وہ صدام حسین کے خطرے کا تدارک کر سکے۔ اسامہ کے نزدیک یہ ایک بدترین فیصلہ تھا۔ اسامہ اس صورتحال کو پسند نہیں کرتا تھا۔ اس نے بادشاہ کے بجائے سعودی شاہی خاندان کے دیگر مؤثر افراد کو خطوط لکھنا شروع کئے۔

اسامہ کو ایک معروف سعودی مفتی سے اپنے حق میں فتویٰ لینے میں کامیابی حاصل ہوگئی۔ اسامہ نے اس فتویٰ کی کاپیاں سعودی عرب میں تقسیم کردیں۔ سعودی حکومت اس اقدام سے خوش نہ ہوئی اور اس پر پابندی لگادی کہ وہ جدہ سے باہر نہیں جاسکتا۔ سعودی خفیہ ایجنسی کے اہلکار بار بار اسامہ سے تفتیش کرنے کی غرض سے ملتے رہے اور اسے ایسے اقدام اٹھانے سے منع بھی کرتے رہے۔ اسی دوران سعودی حکومت نے جدہ کے مضافات میں واقع اس کے فارم ہاؤس پر ریڈ بھی کروایا۔ اسامہ کو اس ریڈ پر شدید غصہ آیا۔ اس نے شاہ عبداللہ کو خط لکھا۔ شاہ عبداللہ نے جواب میں معذرت کی اور بتایا کہ یہ ریڈ اسکی مرضی کے بغیر ہوا ہے۔

سعودی مملکت کو آخری سلام ____ 1991ء

اسامہ کو جدہ میں محصور کئے ہوئے ایک سال سے اوپر ہونے کو آیا۔ اس پر ہر قسم کی سرگرمی میں حصہ لینے پر پابندی تھی۔ یہ صورتحال اسامہ جیسے حرکت پسند آدمی کے لئے ناپسندیدہ تھی۔ اوپر سے مملکتِ مقدسہ میں امریکی موجودگی اس کے لئے ذاتی ونظریاتی تکلیف کا باعث تھی۔ وہ اس صورتحال سے نکلنا چاہتا تھا۔ اور اس کا ایک ہی طریقہ تھا۔ مملکتِ سعودی عرب سے اخراج۔ یہ بہت مشکل کام تھا۔ کیونکہ سعودی حکومت اسامہ کی نظر بندی کو کسی صورت ختم کرنے پر آمادہ نہ تھی۔ اسامہ کا ایک بھائی شاہ فہد کے قریبی حلقے میں تھا۔ اسامہ نے اپنے بھائی کو اس بات پر قائل کیا کہ وہ اپنے کاروباری معاملات طے کرنے کے لئے پاکستان اور افغانستان جانا چاہتا ہے۔ اور اس سلسلے میں اسے مملکت کی خصوصی اجازت درکار ہے۔ شہزادہ نائف جو کہ وزیر داخلہ تھا اس اجازت کے سخت خلاف تھا۔ آخر ایک موقع پر جب شہزادہ نائف ملک سے باہر تھا۔ اسامہ کو خصوصی اجازت نامہ مل گیا۔ اگلی پرواز سے وہ پاکستان چلا آیا۔ پاکستان پہنچ کر اس نے اپنے بھائی کو فون کیا اور غلط

Marfat.com

بیانی پر معذرت کی اور بتایا کہ اب وہ کبھی سعودی عرب واپس نہیں آئے گا۔

پھر سے افغانستان میں ــــــ 1991ء

پاکستان آتے ساتھ ہی اسامہ بن لادن فوری طور پر افغانستان چلا گیا۔ اسے پتہ تھا کہ پاکستانی خفیہ ایجنسی سعودیوں کے کہنے پر اسے پکڑ سکتی ہے۔ 1992ء کے گرم دنوں میں اس نے افغانستان کی آخری کمیونسٹ حکومت کو ختم ہوتے دیکھا۔ ڈاکٹر نجیب اللہ کی حکومت ختم ہوئی۔ مجاہدین گروہوں نے کابل پر قبضہ کے لئے آپس میں لڑائیاں شروع کر دیں۔ یہ تکلیف دہ صورتحال اسامہ کو پریشان کر رہی تھی۔ اسے اپنے عزائم پورا کرنے میں یہ صورتحال رکاوٹ محسوس ہو رہی تھی۔ شروع میں اس نے مجاہدین گروہوں کے مابین مصالحت کروانے کی کوشش کی لیکن ناکامی ہوئی۔ بعد میں اس نے اپنے عرب پیروکاروں کو حکم دیا کہ خانہ جنگی میں کسی گروہ کا ساتھ دینا سخت گناہ ہے۔

چند ماہ کا یہ عرصہ اسامہ کے لئے خاموش اور سکوت کے مترادف تھا جس میں اس کے پاس کرنے کو بہت کم اور سوچنے کو بہت زیادہ تھا۔ ابھی اسے افغانستان آئے ہوئے ایک سال کا عرصہ ہونے کو آیا تھا کہ ایک دن اسے اطلاع ملی کہ سعودی انٹیلی جنس سروس پاکستانیوں کے ساتھ مل کر اسے اغوا کرنے یا قتل کرنے کا منصوبہ بنا رہی ہے۔ یہ اطلاع اسے اس کے سعودی دوستوں کی جانب سے ملی۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ پاکستانی طاقتور حلقوں کے نزدیک اسامہ بن لادن کی اہمیت بہت زیادہ تھی۔ لیکن اس کے باوجود افغانستان میں رہنا اس کے لئے خطرے کا باعث بن چکا تھا۔ اس نے فیصلہ کیا کہ یہاں سے کہیں اور چلے جانا چاہیے۔ یہ 1991ء کے اواخر کی بات ہے۔ نواز شریف حکومت سخت سعودی دباؤ میں تھی۔

سوڈان کی طرف ــــــ 1992ء

اب اس کی منزل سوڈان تھی۔ سوڈان میں عمر البشیر نے نئی نئی حکومت قائم کی تھی۔ اسامہ کے لئے اس سے بہترین جگہ اور کوئی ہو ہی نہیں سکتی تھی۔ سوڈان جانے کا مقصد جہاد کے منصوبوں

Marfat.com

کو ترویج دینا نہ تھا بلکہ اس کی اصل وجہ سوڈان کی حکومت کا اسلامی نعرہ تھا۔ اسامہ اس اسلامی حکومت کو تعمیراتی منصوبوں میں مدد فراہم کرنا چاہتا تھا۔ سوڈانی حکومت نے بھی اس کی صرف مدد ہی قبول کی اور اس کے جہادی عزائم سے مکمل طور پر لاتعلقی قائم رکھی۔ اسامہ اور سوڈانی حکومت کے درمیان تعلق تعمیری اور تعمیراتی نوعیت کا تھا۔ اسامہ نے ایک ادویات سازی کی بڑی کمپنی کی تعمیر و تشکیل میں بھی مدد دی۔ اس کے علاوہ اسامہ نے سعودی عرب میں اپنے کاروباری دوستوں کو بھی سرمایہ کاری کرنے کی ترغیب دی۔ یوں سوڈان میں تیزی کے ساتھ معاشی سرگرمیاں شروع ہو گئیں۔ اسامہ پر سوڈان میں قاتلانہ حملہ ہوا۔ کہا جاتا ہے کہ حملہ سعودی خفیہ ادارے نے کروایا تھا۔ اسامہ کے سوڈان میں قیام کے دوران صومالیہ اور یمن میں امریکیوں کے خلاف کئی کارروائیاں ہوئیں۔ سعودی اور امریکی اہلکاروں کا کہنا ہے کہ ان کارروائیوں میں اسامہ بن لادن کے ملوث ہونے کے ثبوت تو نہیں ملے لیکن اسامہ ان کارروائیوں کو کامیاب کروانے میں تعاون کر سکتا ہے۔ یہ بات کس حد تک درست ہے یہ تو معلوم نہیں، لیکن یہ بات طے شدہ ہے کہ سوڈان کی حکومت کو اس کی کوئی خبر نہ تھی۔ 1994ء تک اسامہ کی شخصیت متنازعہ نہ تھی۔ سعودی اختلافات کے باوجود عام سعودی شہری اسامہ سے آسانی سے مل سکتے تھے۔ لیکن بہت کم لوگوں کو معلوم تھا کہ سعودی بادشاہت نے گذشتہ 30 برسوں میں پہلی بار کسی اندرونی خطرے کو اتنی اہمیت دی۔ 1993ء میں سعودی حکومت نے بغیر اعلان کئے اسامہ کے سعودی اثاثے منجمد کر ڈالے۔ 1994ء میں سعودی حکومت نے اسامہ کی شہریت کا خاتمہ کر دیا۔

بن لادن ــــــ سعودی حکومت ــــــ آمنا سامنا

شہریت کے خاتمے پر طویل عرصے کی خاموشی کے بعد اسامہ نے سعودی حکومت کو آڑے ہاتھوں لینے کا فیصلہ کیا۔ اس نے ایک مفصل مؤقف دستاویزی شکل میں قلمبند کیا اور دنیا بھر میں متعلقہ حلقوں میں تقسیم کروایا۔ اس دستاویز میں اس نے لکھا کہ اسے آلِ سعود کے شناختی حوالے کی قطعی ضرورت نہیں ہے۔ اور یہ بھی کہ آلِ سعود کے پاس کوئی شرعی استحقاق نہیں ہے کہ وہ کسی کی

90090

Marfat.com

شناخت کا اسقاط یا اجراء کر سکے۔ اس کے بعد اسامہ بن لادن نے جزیرہ نمائے عرب سے تعلق رکھنے والے علماء، دانشور اور تحریکی افراد کے لئے ایک پلیٹ فارم کی تشکیل کی۔ یہ ایک خالصتاً سیاسی گروپ تھا۔ اس پلیٹ فارم نے اپنا اعلامیہ جاری کیا جس میں 17 نکات پر مشتمل سخت تنقیدی مواد تھا۔ اس کے مطابق آلِ سعود کے شرعی استحقاقِ حکومت کو رد کیا گیا۔ تاہم اس اعلامیہ میں کسی قسم کی عسکری حکمت عملی کا ذکر نہیں کیا گیا۔ 1995ء میں سعودی دارالحکومت ریاض میں کار بم دھماکوں کا سلسلہ شروع ہوا۔ یہ اسامہ بن لادن کی جانب سے پہلی بار امریکہ مخالف ردِعمل کا مظاہرہ تھا۔ بن لادن نے کبھی بھی اس اقدام کی ذمہ داری قبول نہ کی لیکن سعودی حکومت نے اسامہ بن لادن ہی کو اس کا ذمہ دار ٹھہرایا۔ سعودی حکومت نے ایک وڈیو جاری کی جس میں چار عرب افغانوں کو ان دھماکوں کی ذمہ داری قبول کرتے ہوئے دکھایا گیا۔ سوڈان کی حکومت کے لئے سعودی حکومت سے تعلقات خراب کرنا ممکن نہ تھا اور نہ ہی سوڈان عالمی دباؤ برداشت کرنے کا ریاستی دم خم رکھتا تھا۔ لہٰذا سوڈان کی حکومت نے اسامہ بن لادن سے اشاروں کنائیوں میں اپنی مجبوری کا اظہار کر دیا۔ سوڈانی حکومت نے براہِ راست اسامہ کو سوڈان چھوڑنے کا حکم تو نہ دیا لیکن اسامہ سوڈانی حکومت کو مزید دباؤ میں نہیں لانا چاہتا تھا اس لئے اس نے سوڈان چھوڑنے کا فیصلہ کر لیا۔ 1996ء کے شروع میں اس نے اپنے پرانے افغان تعلقات استعمال کرتے ہوئے افغانستان جانے کا فیصلہ کر لیا۔ اگلے مہینے وہ جلال آباد کے ائیر پورٹ سے باہر نکل رہا تھا۔ اس کا ذاتی طیارہ ابھی بھی اس کے پاس تھا۔ یہ اس کا افغانستان میں تیسرا باقاعدہ قیام تھا۔

جب وہ افغانستان میں آیا تو اس وقت افغانستان بدترین خانہ جنگی کے دور سے نکل چکا تھا، لڑائی تقریباً ختم ہو چکی تھی لیکن ابھی بھی مرکزی حکومت قائم نہ ہوئی تھی۔ سارا افغانستان مختلف حصوں میں تقسیم ہو کر مختلف گروہوں کے پاس تھا۔ اسامہ کے سبھی سے اچھے تعلقات تھے۔ جس علاقے میں اسامہ آیا تھا وہ یونس خالص کے قبضے میں تھا۔ یونس خالص ایک بہت مضبوط کمانڈر تھا۔ چند مہینوں بعد اسے طالبان میں شمولیت اختیار کرنا تھی۔

Marfat.com

سعودی حکام اسامہ سے سخت نالاں تھے اور ہر قیمت پر اس کا خاتمہ چاہتے تھے۔ جون 1996ء میں سعودی عرب میں خوبر میں بم دھماکے ہوئے۔ سعودی حکام کا خیال تھا کہ اس میں مقامی روافضی ملوث ہیں لیکن امریکی دباؤ پر سعودی حکام داخلہ نے ایک بار پھر اسامہ بن لادن کے پیروکاروں کو اس میں ملوث قرار دے دیا۔ اسامہ بن لادن نے آخر تک اس دھماکے کی بھی ذمہ داری قبول نہیں کی۔

امریکہ کے خلاف اعلانِ جنگ

افغانستان میں آمد کے چند مہینوں کے بعد اسامہ بن لادن نے پہلی دفعہ امریکہ کے خلاف ایک پیغام نشر کیا جس میں امریکہ کے خلاف جنگ کا اعلان باقاعدہ سطح پر کیا گیا۔ یہ اعلان جنگ اپنے دائرہ عمل میں محدود تھا۔ اس میں کہا گیا کہ امریکہ کو جزیرہ نمائے عرب سے نکالنا مقصود ہے۔ سعودی حکومت اس اعلان سے بے حد ناراض ہوئی۔ سعودی اہلکاروں نے پاکستانی اہلکاروں کی مدد سے یونس خالص سے براہِ راست رابطہ کیا اور اسامہ بن لادن کو سعودی حکام کے حوالے کرنے کا مطالبہ کیا۔ یونس خالص نے اس مطالبہ کو سختی سے ٹھکرا دیا۔

طالبان____جلال آباد پر قبضہ____1996ء

1996ء کے اواخر میں طالبان نامی گروہ کو چھوٹی چھوٹی کامیابیوں کے بعد ایک بڑی کامیابی حاصل ہوئی۔ یہ کامیابی جلال آباد جیسے اہم صوبے پر قبضہ تھی۔ یونس خالص نے طالبان کو خوش آمدید کہا اور ان کا حصہ بن گیا۔ اسامہ بن لادن شروع میں کچھ تحفظات کا شکار تھا کیونکہ اس کا خیال تھا کہ طالبان سلفی تحریک ہونے کی وجہ سے سعودی عرب کے ساتھ قریبی تعلقات کے خواہش مند ہو سکتے ہیں جس کا نتیجہ اس کے لئے خطرناک بھی ہو سکتا ہے، لیکن چند دنوں کے بعد ملا عمر کی ہدایت کے مطابق طالبان کا ایک بڑا وفد اس سے ملاقات کے لئے آیا۔ اس وفد نے اسامہ کو مکمل حفاظت کا اطمینان دلایا۔

Marfat.com

اسامہ کو اغوا کرنے کا ایک اور منصوبہ____فروری 1997ء

سعودی خفیہ فورس اسامہ کے پیچھے تھی۔ اور اس سلسلے میں پاکستانی اہلکاروں کی محدود مدد بھی انہیں حاصل تھی۔ فروری 1997ء میں سعودی اداروں نے افغانی سرحد کے پاس کچھ کمانڈوز کو متعین کیا۔ اس خفیہ آپریشن کی خبر اسامہ بن لادن کو ہوگئی، وہ فوری طور پر قندھار کے علاقے میں منتقل ہوگیا۔ طالبان نے اس سلسلے میں اسامہ کو مکمل تعاون فراہم کیا۔ جب اسامہ نے جلال آباد کو چھوڑا تو اس نے اپنے عرب پیروکاروں کو طالبان کے ساتھ مل جانے کا حکم دیا۔ طالبان اس وقت عبدالرشید دوستم کے ساتھ بڑی جنگ کی تیاری میں مصروف تھے۔ ایک موقع ایسا آیا کہ طالبان کے ہاتھ سے کابل نکلنے کے قریب تھا۔ انہوں نے اپنی طاقت کا بڑا حصہ دوستم کے خلاف استعمال کرنے کا فیصلہ کیا تو کابل کا مغربی حصہ احمد شاہ مسعود کی فوجوں کے قبضے میں جانے کے قریب تھا۔ اس موقع پر اسامہ کے پیروکاروں نے کابل کی حفاظت کی اور احمد شاہ مسعود کی فوجوں کو کابل کے شمال مشرقی حصے سے کہیں دور دھکیل دیا۔

اس اہم تاریخی واقعہ نے ملا عمر کو اسامہ بن لادن کے اور بھی قریب کر دیا۔ اپریل 1997ء میں ملا عمر اور اسامہ کی پہلی ملاقات ہوئی۔ ملا عمر نے اسامہ سے درخواست کی کہ مکمل آزادی کے باوجود وہ اپنے آپ کو زیادہ نمایاں کرنے سے گریز کرے۔

اسی سال کے آخری حصے میں سعودی حکام کی اسامہ کو ختم کرنے کی کوششوں کی یکے بعد دیگرے ناکامیوں کے بعد امریکہ نے اسامہ کے کیمپ پر حملہ کر کے اسے اغوا کرنے کا منصوبہ بنایا۔ منصوبہ یہ تھا کہ قندھار میں موجود اسامہ کو اس کے کیمپ سے اٹھایا جائے۔ اس آپریشن کی پاکستانی صحراؤں میں عملی مشق بھی ہوئی۔ لیکن اس منصوبے کی بھی اسامہ کو اطلاع مل گئی۔ اس کے علاوہ لندن سے شائع ہونے والے معروف عربی رسالہ القدس میں بھی اس ممکنہ آپریشن کی اطلاعات شائع ہوگئیں۔ امریکی محتاط ہوگئے اور آپریشن کا منصوبہ ختم کرنا پڑا۔

اسامہ بن لادن کو اس بات کا بخوبی پتہ تھا کہ طالبان اپنے علماء کا انتہائی احترام کرتے ہیں

Marfat.com

اوران کی ہر بات مانتے ہیں۔اس لئے اسامہ بن لادن نے طالبان کے علماء کے خصوصی روابط پیدا کئے۔ان علماء کی مدد سے اس نے جزیرہ نمائے عرب میں غیر مسلم افواج (امریکی فوج) کے قیام کے خلاف فتویٰ حاصل کر کے اپنی تحریک کے لئے فقہی جواز حاصل کیا۔اس فقہی جواز کے بعد اسامہ بن لادن نے اپنی خاموشی توڑنے کا فیصلہ کیا اور کھل کر اپنے مقاصد کے حصول میں سرگرداں ہو گیا۔افغانستان میں اس کی موجودگی نے دنیا بھر سے نوجوان مسلمانوں کو اپیل کیا۔اور یوں مسلمان نوجوانوں کی بڑی تعداد اس کے نظریات سے متاثر ہوتے ہوئے افغانستان آنا شروع ہو گئی۔اس وقت اسامہ بن لادن کے ساتھیوں میں دو نمایاں نام ایمن الظواہری اور رفتی طحہٰ کے تھے۔یہ ایک تبدیل ہوتا زمانہ تھا۔نئے تاریخی مظاہر جنم لے رہے تھے۔اسامہ بن لادن نے اسلام کے علاقائی نسبت کی بجائے پان اسلام ازم کے پرانے تصور کو نئے انداز کی تحریک میں منتقل کیا۔اس تحریک میں عسکری پہلو کا التزام اسے جداگانہ درجہ عطا کرنے کے لئے کافی تھا۔اس کی اس تحریک نے عربی، افریقی، پاکستانی، چیچن، سنٹرل ایشین مسلمانوں کو اپنے اندر سمولیا۔یوں اسامہ بن لادن امریکہ کے خلاف ایک عالمگیر اتحاد بنانے میں کامیاب ہو گیا۔1998ء میں اسامہ بن لادن نے بین الاقوامی سطح پر کام کرنے کا ایجنڈا وضع کیا۔اس ایجنڈا کے دو بنیادی نکات تھے۔ایک عالمگیر پلیٹ فارم کا قیام اور دوسرا امریکی اور یہودیوں کے قتل کا فتویٰ۔تمام دستاویزات اور اعلان میں یہودی کا لفظ بہت جگہوں پر آیا لیکن عیسائی کا لفظ کہیں بھی نہیں آیا۔یہ ایک واضح سوچ تھی کی اسامہ عیسائیوں کے خلاف نہیں تھا بلکہ امریکیوں کو یہودی مقاصد کی تکمیل میں ممدومعاون ہونے کی وجہ سے غلط سمجھتا تھا۔

اسامہ بن لادن ____ فتاویٰ کا اجراء

بن لادن بڑے دماغ کا آدمی تھا۔اسے بخوبی علم تھا کہ جو وہ کر رہا ہے اور جو کرنے جا رہا ہے اس کے لئے وہ شرعی اور فقہی جواز کی موجودگی از حد ضروری ہے۔طالبان کے دور میں علمائے کرام سے قریبی روابط بھی اس غرض سے بنائے گئے۔اسامہ بن لادن نے اس سلسلے میں دو فتاویٰ

Marfat.com

جاری کیے۔ پہلا فتویٰ اگست 1996ء میں جاری کیا گیا۔ یہ دونوں فتاویٰ عربی زبان میں تحریر کیے گئے اور لندن سے شائع ہونے والے معروف عربی رسالہ القدس کی اشاعت میں شامل کیے گئے۔ یہ دونوں فتاویٰ امریکہ کے خلاف عالمگیر لڑائی کا اعلان تھا۔ اس وقت اسامہ بن لادن اس قدر متنازعہ شہرت کا حامل نہ تھا۔ اس لئے ان فتاویٰ کو زیادہ عوامی توجہ نہ دی گئی۔

پہلا فتویٰ اگست 1996ء میں جاری کیا گیا اس کے مطابق چونکہ امریکہ نے مسلمانوں کے دو مقدس ترین مقامات پر قبضہ کر رکھا ہے اس لئے اس کے خلاف تحریک چلانے کا اعلان کیا گیا۔ اس فتویٰ کی نقول دنیا بھر میں متعلقہ حلقوں میں تقسیم کر دی گئیں۔

دوسرا فتویٰ 1998ء میں جاری کیا گیا یہ بھی القدس میں شائع ہوا۔ اس فتویٰ پر پانچ افراد کے دستخط تھے۔ یہ پانچ افراد اسامہ بن لادن، ایمن الظواہری، امیر رفتی طحہٰ، میر حمزہ اور فضل الرحمٰن تھے۔ اپنے اجراء کے وقت ان دونوں فتاویٰ کو وہ اہمیت نہ ملی جو کینیا اور تنزانیہ پر حملوں کے بعد مغربی پریس کے پروپگینڈے کی وجہ سے ان کے نصیب میں آئی۔

میڈیا کی توجہ کا حصول

اسامہ ایک ذہین آدمی تھا۔ دورِ جدید میں میڈیا کے استعمال سے بخوبی واقف تھا اسی کی دہائی کے اواخر سے ہی اس نے میڈیا کا استعمال شروع کر دیا۔ 1998ء میں اس نے فیصلہ کیا کہ وہ مغربی دنیا کے میڈیا سے روابط قائم کرے گا۔ CNN، ABC، BBC اور دیگر بڑے اداروں کے لئے اس نے اپنے انٹرویوز ریکارڈ کروائے اور اپنے نظریات کو مغربی عوام تک پہنچانے میں کامیابی حاصل کی۔ جون 1998ء میں اس نے خوست میں پہلی بار ایک بڑی میڈیا کانفرنس سے خطاب کیا۔ اسی کانفرنس میں اس نے اپنے عزائم کی تکمیل کی اظہار کیا۔ ملا عمر اسامہ کے اس قدم کے بارے میں تحفظات کا شکار ہو گئے۔

کینیا اور تنزانیہ ____ بم دھماکے

اسامہ بن لادن اب ایک عالمی کھلاڑی بن چکا تھا۔ اس کے سامنے مقاصد واضح تھے۔ اس

Marfat.com

کا اعلان تمام دنیا سن چکی تھی۔ یوں لگتا تھا کہ جیسے ایک خاموش انتظار ہو رہا ہے کسی ایسے واقعے کا جو دنیا کو ہلا کر رکھ دے۔ اسامہ نے اپنے عزائم کا اظہار بارہا کیا لیکن یہ نہ بتایا کہ وہ کیا کرنے جا رہا ہے۔ جولائی 1998ء میں کینیا اور تنزانیہ میں امریکی سفارتخانوں پر خوفناک حملے ہوئے جس میں دو سو سے زیادہ افراد لقمہ اجل بن گئے۔ یہ واقعہ حیران کن تھا کیونکہ کینیا اور تنزانیہ تو اس عالمی کھیل کا حصہ نہ تھے۔ عالمی تجزیہ نگاروں کا خیال تھا کہ اسامہ سعودی عرب کے اندر امریکی مفادات کو نشانہ بنائے گا۔ اس خوفناک واقعے کے بعد بدلے کے طور پر امریکہ نے اسامہ بن لادن کو ٹارگٹ کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ امریکہ نے افغانستان میں خوست کے مقام پر اسامہ بن لادن کے کیمپ پر حملہ کیا۔ اسامہ اس کیمپ سے سینکڑوں میل دور کسی خفیہ مقام پر بیٹھا تھا۔ اس کیمپ میں اسامہ کے حامی مجاہدین کی بھی واجبی سی تعداد تھی۔ دوسرا حملہ اسی دوران سوڈان میں ایک ادویات سازی کے کارخانے پر ہوا جس کے بارے میں خیال تھا کہ وہ اسامہ بن لادن کے سرمایہ سے تعمیر ہوئی تھی۔ اس کے ٹھیک دو سال دس مہینے کے بعد گیارہ ستمبر کے دن امریکہ میں ورلڈ ٹریڈ سنٹر اور پینٹا گون کی عمارتوں پر خوفناک حملے کیے گئے۔ اس دن کے بعد تاریخ کا ایک نیا کیلنڈر وجود میں آیا______مابعد گیارہ ستمبر۔

بن لادن کی شخصیت

خاموش اور کم گوئی تو بچپن سے ہی پنپنے والے اوصاف تھے۔ اسامہ ایک شائستہ اور منکسر المزاج شخص تھا۔ وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ برابری کا سلوک کرنے کا قائل تھا۔ اکثر اوقات وہ اپنے ساتھی حضرات کے لئے اپنے ہاتھوں سے کھانا بناتا۔ وہ ایک سادہ زندگی گزارنے کا قائل تھا۔ چاہے وہ جدہ میں اپنے فلیٹ میں مقیم ہو یا ریاض کے مضافات میں واقع اپنے فارم ہاؤس میں یا پھر افغانستان کے سنگلاخ پہاڑی خشک خطے میں۔ کہا جاتا ہے کہ اسامہ نے اپنی پوری زندگی میں کبھی جھوٹ نہیں بولا اور نہ ہی وہ جھوٹ بولنے والے کو اپنے قریب بھی پھٹکنے دیتا تھا۔ شرمیلا مزاج ہونے کے باوجود وہ ایک سحر انگیز اور غالب شخصیت کا مالک تھا۔ کم سے کم بولنا اور زیادہ تر

Marfat.com

سنجیدہ دکھائی دینا اس کی شخصیت کا نمایاں ترین پہلو تھا جس سے ہر وہ شخص واقف ہے جو اسے ایک دفعہ ہی کیوں نہ ملا ہو۔ سنت نبوی ﷺ کے عین مطابق ایک دھیمی اور باوقار مسکراہٹ تو اس کے چہرے پر نمودار ہوتی تھی لیکن قہقہہ لگانا اس کی طبیعت کا حصہ نہ تھا۔ اسامہ کوئی مقرر نہ تھا۔ بے کار مولویوں کی طرح بے تکان بولتے جانا اس کے سنجیدہ اور ٹھوس مزاج سے کوسوں دور تھا۔ کم بات کرنا، لہجے میں ٹھہراؤ، اور صرف کام کی بات کرنا۔ فصاحت تو بہت تھی لیکن بے کار بلاغت کا وہ قائل نہ تھا۔ بول بول کر اپنے ساتھیوں پر رعب جمانے کی بے کار کوشش کی بجائے نظریاتی شخصیت کا زوردار اثر ہی اسے چھا جانے کے لئے کافی تھا۔

انتہائی پڑھا لکھا آدمی ہونے کے ناطے اس نے میڈیا اور کتابوں سے اپنا رشتہ برقرار رکھا۔ افغانستان میں اپنے قیام کے دوران تحقیق اور معلومات کے حصول کے لئے اس نے جدید ٹیکنالوجی کا استعمال بھی شروع کیا۔

عربوں کی بہادری کی قدیم داستانیں تو سبھی جانتے ہیں۔ اسامہ بن لادن اس کی ایک جدید اور جیتی جاگتی مثال تھا۔ اس کے نزدیک کوئی بم بھی پھٹتا تو اس کے چہرے کے تاثرات تک میں تبدیلی نہ آتی۔ اسے اپنی عسکری زندگی میں چالیس سے زیادہ بار شدید بمباری کا سامنا کرنا پڑا جس میں اس نے غیر معمولی اعصابی مضبوطی کا مظاہرہ کیا۔ چند ایک بار تو ایسی صورتحال ہوگئی کہ اس کے اردگرد لاشوں کے ڈھیر لگ گئے لیکن اس کی پامردی میں کوئی فرق نہ آیا۔ ایک سکڈ میزائل اس سے 11 میٹر کے فاصلے پر پھٹا۔ ایک بار اسے کیمیائی ہتھیار کا نشانہ بنایا گیا جس میں وہ بال بال بچا۔ ایک سے زائد بار اسے زخمی حالت میں ہسپتال داخل ہونا پڑا۔ اسامہ صرف بہادر ہی نہیں بلکہ ایک زیرک اور دانا شخص بھی تھا۔ وہ اپنی اطراف میں کوئی بھی الیکٹرونک ڈیوائس رکھنا پسند نہیں کرتا۔ ایک مغربی صحافی کے بقول بعض اوقات وہ اپنے آس پاس کوئی الیکٹرونک گھڑی کی موجودگی بھی پسند نہیں کرتا تھا۔ اسامہ مغربی ایجنسیوں کے جدید طریقہ ہائے واردات سے بخوبی واقف تھا۔ اس کے خیال میں ایسی الیکٹرونک اشیاء اسے ہدف بنانے کی غرض سے

Marfat.com

استعمال کی جا سکتی تھیں۔

اسامہ بن لادن ایک ذہین اور تزویراتی فہم رکھنے والا شخص تھا۔ اسے اپنے مقصدِ حیات سے متعلقہ تمام جہات کا بخوبی علم تھا۔ وہ عالم دین نہیں تھا لیکن علمائے دین کا انتہائی احترام کرتا تھا۔ یہاں تک کہ وہ علمائے دین کی موجودگی میں بات کرنے سے بھی ہچکچاتا تھا۔ وہ سعودی عالم دین شیخ سفرالحوالی سے بہت زیادہ متاثر تھا۔

بہت سے لوگ یہ سمجھتے تھے کہ اسامہ ایک بے پناہ بصیرت کا مالک شخص تھا جبکہ بعض لوگ اسے منتشرالخیال انسان تصور کرتے تھے جسے سوائے تخریب کاری کے اور کچھ سوجھتا ہی نہیں۔ ایک مغربی صحافی جان الوین کے خیال میں اسامہ دورِ جدید کا سب سے بڑا غیر ریاستی عنصر ہے۔ جس نے جدید مغربی سامراج کو چیلنج کیا ہے۔ اس کے خیال کے مطابق اسامہ بن لادن روسی سیاستدان لینن اور لاطینی امریکہ کے معروف گوریلا رہنما چے گویرا کے بعد تیسرا بڑا گوریلا لڑاکا ہے جس نے عالمی سامراج کے خلاف اتنے بڑے پیمانے پر کامیابی کے ساتھ محاذ قائم کیا۔ اس کی شخصیت میں لینن کا سا سیاسی تدبر اور چی گویرا جیسی گوریلا تزویراتی حکمت عملی کا عمدہ امتزاج تھا۔

اسامہ ــــــ آل سعود، امریکہ اور پاکستان

اسامہ اپنے تمام بھائیوں میں سب سے کم سماجی زندگی کا مالک تھا۔ اسے بھیڑ بھاڑ اور محفل سجانے کا کوئی شوق نہیں تھا۔ سعودی عرب سے جلاوطنی سے پہلے بھی وہ سعودی حکام سے دور ہی رہتا تھا۔ سعودی حکام سے اس کا تعلق اس کے بھائیوں کی نسبت سے تھا جو آلِ سعود کے کئی اہم افراد کے قریبی دوستوں میں شمار ہوتے تھے۔ ان افراد سے اسامہ کا تعلق اتفاقاً ہونے والی ملاقاتوں کے سبب تھا۔ سعودی خاندان کے اہم فرد ترکی الفیصل اسامہ بن لادن کے سخت خلاف تھا۔ وہ یہ سمجھتا تھا کہ افغانستان میں جاری خانہ جنگی میں اسامہ بن لادن کا اہم کردار ہے۔ اس کا خیال تھا کہ اسامہ افغان دھڑوں کو آپس میں ملنے نہیں دینا چاہتا۔

اسی طرح اسامہ نے امریکیوں سے شروع سے ہی کسی قسم کے تعلقات نہیں رکھے۔ یہ بات

Marfat.com

مغربی میڈیا میں بہت بار دہرائی جاتی ہے کہ افغان جہاد کے ابتدائی دور میں اسامہ نے امریکی اہلکاروں سے قریبی تعلقات قائم کئے۔ یہ بھی بار ہا کہا جاتا رہا ہے کہ شروعاتی دور میں امریکہ نے اسامہ کو تربیت فراہم کی تھی اور سی آئی اے نے اس غرض سے اسامہ کو امریکہ کا دورہ بھی کروایا تھا۔ ایسی تمام باتوں کا کوئی ثبوت موجود نہیں ہے اسامہ اپنی زندگی میں کبھی بھی امریکہ نہیں گیا۔ دراصل اسامہ بن لادن افغان جہاد کے شروع ہونے سے پہلے ہی____جب وہ 20 برس کا تھا____ امریکا کے سخت خلاف تھا۔ اسی دور سے اس نے خود کو اور اپنے تمام رشتہ داروں اور احباب کو امریکی اشیاء کے استعمال سے سختی سے منع کر رکھا تھا۔ تو یہ کیونکر ممکن ہے کہ وہ افغان جہاد کے ابتدائی دور میں امریکہ کا دورہ کرتا رہا ہوگا اور تربیت کا حصول بھی۔ اسّی کی دہائی کے آغاز میں جب امریکی تعاون عروج پر تھا، اسامہ یہ کہا کرتا تھا کہ اگلی جنگ امریکا کے ساتھ ہوگی۔

اسی طرح سے اسامہ نے پاکستانی حکّام سے بھی رابطہ قائم نہیں کیا۔ وہ ریاستی روابط کا قائل ہی نہیں تھا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ جہاد افغانستان کے دور میں پاکستانی فوج اور خفیہ اداروں کے بعض اہلکاروں کے نزدیک اسامہ کی بڑی عزت اور احترام رہا ہوگا۔ لیکن اس کے باوجود اس نے اس پورے دورانیہ میں کسی پاکستانی اہلکار یا ادارہ سے کسی قسم کی مدد کی درخواست نہیں کی۔ اسامہ کو پاکستان کی مذہبی سیاسی جماعتوں کی جانب سے بھی بہت زیادہ عزت و احترام نصیب ہوا۔ یہ اہمیت اسقدر اثر انداز ہونے والی تھی کہ جب بھی پاکستانی، سعودی، امریکی منصوبہ بندی ہوئی تو کسی نہ کسی طرح سے اسامہ کو اس کی خبر ہو جاتی تھی۔

اسامہ بن لادن اور طالبان____نظریاتی تعلق

ایک مغربی مبصر کے مطابق مغربی میڈیا نے سرسری خبروں اور پراپیگنڈا پر زیادہ زور دینے کی بجائے طالبان کے نظریاتی سانچے کو سمجھنے کی کوشش کی ہوتی تو اسامہ بن لادن اور طالبان کے باہمی روابط کی ایک بہتر تفہیم حاصل کی جا سکتی تھی۔ طالبان دوسرے افغان مجاہد دھڑوں کی طرح نہ تھے۔ بلکہ ان کی اٹھان اپنے تشکیلی ڈھانچے میں نظریاتی بنیاد کو مرکزی جگہ دیے ہوئے نظر آتی ہے

Marfat.com

۔سماجی، نسلی، معاشی اور سیاسی جہات نہ ہونے کے برابر اہمیت کی حامل رہی ہیں۔ یہی وہ خاص پہلو تھا جس کی بدولت اسامہ بن لادن ان کے لیے ایک بزرگ صوفی کی حیثیت اختیار کر چکا تھا۔ ان کے نزدیک اسامہ ایک ایسا شخص تھا جس نے جہاد کے مقصد کے لیے دنیاوی عیش و آرام کو ترک کر دیا تھا۔ ایک دفعہ ایک طالبان نمائندہ نے سعودی سفارتکار کو بتایا کہ اگر ایک بکری کا بچہ بھی میرے خیمے میں مجھ سے پناہ طلب کرے گا تو میں اس کی حفاظت کروں گا، آپ مجھ سے کس طرح توقع کرتے ہیں کہ ہم اسامہ بن لادن جیسے عظیم مسلمان کو آپ کے حوالے کر دیں گے۔

یوں بن لادن طالبان کے نظام ریاست کا ایک قریبی حصہ بن گیا۔ طالبان سادہ لوگ تھے جب چند مغربی سرمایہ دار اداروں نے طالبان سے تیل کے بارے میں سستے معاہدے کرنے کی کوشش کی تو اسامہ نے انہیں منع کیا اور مکمل تفصیلات سے آگاہ کیا۔

اسامہ بن لادن ___ ایران کے ساتھ تعلق

اسامہ بن لادن کا ایران سے کوئی تعلق نہ تھا۔ ایک سلفی گھرانے کا فرد ہونے کے ناطے اس کے لیے اپنے مخصوص نظریے سے باہر نکل کر کسی دوسرے مسلمان گروہ کے ساتھ چلنا خاصا دشوار تھا۔ اسامہ نے ایران کے اوپر کبھی تنقید نہیں کی۔ اس کے خیال میں صرف امریکہ ہی مسلمانوں کا دشمن ہے۔

بن لادن کے ساتھی ___ دو مختلف گروہ

بن لادن کے ساتھی اور پیروکاروں کو دو گروہوں میں تقسیم کیا گیا تھا۔ پہلا گروہ وہ تھا جو اس کے انتہائی قریب تھا۔ اس گروہ میں تمام کے تمام افراد عرب تھے۔ یہ تمام افراد ایک باقاعدہ منظم انداز میں کام کرتے تھے۔ ان کی تنظیم کے اصول اور ضوابط انتہائی سخت تھے۔ یہ ایک خفیہ تنظیم کے انداز میں کام کرتے تھے۔ بیرونی افراد کو ہرگز پتہ نہ تھا کہ ان میں کون سا شخص کس مقصد کے لیے متعین کیا گیا ہے۔ ایک اندازے کے مطابق ان کی تعداد چند سو سے زیادہ نہ تھی۔

دوسرا گروہ تعداد میں زیادہ افراد پر مشتمل تھا۔ ان کی تعداد کئی ہزار تک تھی۔ یہ تمام افراد

Marfat.com

اسامہ بن لادن کو اپنا قائد مانتے تھے لیکن اسامہ کی تنظیم کے اندراج کے لیے باقاعدہ اندراج نہیں تھا۔ اور نہ ہی یہ کسی باقاعدہ Chain of Command کے ساتھ منسلک تھے۔

اتنی بڑی تنظیم کو چلانے اور اتنے بڑے پیمانے پر مقاصد کی ترتیب وحصول کے لیے بڑے سرمایہ کی ضرورت ہوتی ہے۔ یوں تو اسامہ خود بھی ارب پتی تھا لیکن اس نے سرمایہ کی ترسیل کے سعودی عرب کے اندر بہت سے لوگوں سے روابط قائم کر رکھے تھے۔ یہ روابط خفیہ طریقے سے قائم کیے گئے تھے۔ اس کے علاوہ اس نے کئی مختلف منصوبوں میں سرمایہ کاری بھی کر رکھی تھی۔ اس سب کے باوجود اسامہ شرعی طور پر کاروباری اصولوں کی سخت پاسداری کرتا تھا۔ مثلاً اسے بینک کو استعمال کرنے میں سخت اعتراض ہوا کرتا تھا۔ اس نے کسی بھی غیر اسلامی ملک میں سرمایہ کاری نہیں کی۔ سٹاک مارکیٹ کے کاروبار سے اسے سخت نفرت تھی۔ اس کا خیال تھا سٹاک مارکیٹ اور بینکوں کا نظام یہودیوں کا بنایا ہوا ہے۔

اسامہ کو تین بڑے کاروباری نقصانات کا سامنا کرنا پڑا۔

پہلا نقصان تب ہوا جب سعودی حکومت نے اس کے اثاثے منجمد کر دیے۔ دوسرا نقصان سوڈان کی حکومت نے اس کے سرمایہ کاری کی تلافی نہ کی۔ اسامہ نے سوڈان میں پندرہ کروڑ ڈالر کی سرمایہ کاری کی جب اسے سوڈان چھوڑنا پڑا تو سوڈان کی حکومت نے صرف ۱۰ فیصد رقم زرِ تلافی کے طور پر دی۔ اس کے بعد تیسرا نقصان یہ ہوا کہ اس کے سعودی دوست نے اس سے غداری کی اور اس کے خفیہ کاروباروں کے بارے میں سعودی حکومت کو بتا دیا۔

ان تمام نقصانات کے باوجود بن لادن ایک امیر کبیر سعودی فیملی کا اہم رکن تھا۔ اس کے بہن بھائیوں میں سے بہت سوں نے یہ فیصلہ کیا کہ وہ اسامہ بن لادن کی ہر صورت میں مدد جاری رکھیں گے۔ وہ باقاعدگی سے اسامہ کو اس کے شرعی حصے کا منافع روانہ کرتے رہے۔ یہ ایک بڑی رقم تھی اور بڑی مدد بھی۔

اس کے علاوہ اسامہ بن لادن کو چندے اور عطیہ کے طور پر بھی بڑی رقوم وصول ہونا شروع

Marfat.com

ہوئی۔اس سب کے باوجود اس بات کو ملحوظِ خاطر رکھنا چاہیے کہ اسامہ کی تحریک اور تنظیم رقم سے زیادہ افرادی فرض شناسی پر منحصر تھی اور اس صنف میں اسامہ خوش قسمت ثابت ہوا۔افرادی قوت ہی اصل میں اس کا اصل اثاثہ تھی۔رقم کی اہمیت اس کے مقاصد کی تکمیل کے لیے اتنی اہمیت نہ رکھتی تھی۔ویسے بھی دنیا کے بیشتر حصوں میں اسلحہ اور گولہ بارود بہت سستے داموں مل جاتا تھا۔

اسامہ بن لادن ـــــــ عوامی مقبولیت

اسی کی دہائی کے اواخر تک اسامہ کو مسلم دنیا میں ایک روشن ستارہ کی حیثیت حاصل ہوگئی۔ 90ء کی دہائی کے آغاز اور وسطی دور تک یہ تمام منظر نامہ مکمل طور پر بدل چکا تھا۔کل کے اتحادی آج کے دشمن بن چکے تھے۔مجاہدین گروہوں میں بٹ کر بدترین خانہ جنگی برپا کر چکے تھے۔اور پھر طالبان کا ظہور۔اس کے ساتھ اسامہ کے نئے اعلانات جس میں سعودی عرب سے زیادہ امریکہ مخالف سکیم کا وسیع بیانیہ شامل تھا۔

1991ء میں سعودی عرب میں اسامہ عوامی سطح پر خاصا مقبول تھا۔سعودی حکومت بھی اسے تعریفی نگاہوں سے دیکھتی تھی۔بلکہ صدام حسین کے حملے کے پیشِ نظر سعودی حکومت نے اسامہ بن لادن کا ایک فرضی انٹرویو بھی شائع کروایا جس میں اسامہ بن لادن نے صدام حسین کے خلاف سعودی حکومت کی کوششوں کی تعریف کی اور اپنی خدمات پیش کیں۔لیکن کچھ ہی عرصے میں یہ تمام منظر کلی طور پر بدلتا دکھائی دینے لگا۔

اسامہ ایک Icon بن چکا تھا۔افغانستان اور سوڈان میں امریکی میزائل باری کے بعد مسلم ممالک میں عوامی سطح پر اسامہ بن لادن کو تنقید کا نشانہ بنانا تقریباً ناممکن ہو چکا تھا۔ایک عام عرب مسلمان کے ذہن میں یہ بات جم چکی تھی کہ اگر کوئی طاقت امریکا کو چیلنج کر سکتی ہے تو وہ اسامہ بن لادن ہے۔اسامہ بن لادن کی شخصیت کا یہ تصور خصوصاً سعودی حکومت کے لیے خطرے کا باعث بن چکا تھا۔1996ء میں سعودی حکومت نے سعودی عرب میڈیا میں اسامہ بن لادن کا لفظ ادا کرنے پر بھی پابندی لگا دی۔

Marfat.com

اسامہ بن لادن اس وقت سعودی عرب کے اندر کچھ کرنے کا ارادہ نہیں رکھتا تھا۔اس نے امریکی مفادات کونشانہ بنانے کی غرض سے کہیں اوراپنے اہداف تلاش کیے۔ 7اگست1998ءکو کینیااورتنزانیہ میں امریکی سفارتخانوں میں بڑے ٹرکوں کے ذریعے سے حملے کروائے گئے۔جس میں 224 افراد ہلاک ہوئے۔اسامہ بن لادن نے اس حملے کی ذمہ داری قبول نہیں کی لیکن ابتدائی تحقیقات سے یہ پتہ چل چکا تھا کہ القاعدہ کے مقامی گروہوں نے کیا ہے۔اس کے بعد12 اکتوبر2000ء میں القاعدہ نے امریکی بحریہ کے تباہ کن جہاز کول کو یمن کے ساحل پر نشانہ بنایا۔جس میں 17 امریکی فوجی ہلاک ہوئے۔

11 ستمبر2001ء۔امریکہ میں ایک بڑا سانحہ ہوتا ہے۔چار مسافر طیاروں کو ہائی جیک کرلیا جاتا ہے۔پہلے دو طیاروں کو نیویارک میں موجود ورلڈ ٹریڈ سنٹر سے ٹکرا دیا جاتا ہے۔ایک گھنٹے کے وقت میں دونوں ٹاورز زمین بوس ہو جاتے ہیں۔اسی دوران تیسرا طیارہ اغوا کر کے واشنگٹن میں موجود پینٹا گون کی عمارت سے ٹکرا دیا جاتا ہے۔چوتھے طیارے کو ہدف پر پہنچنے سے پہلے ہی تباہی کا شکار ہونا پڑتا ہے۔ان حادثات میں3000 افراد کی ہلاکت ہوتی ہے۔امریکی سرزمین کی جدید تاریخ میں اس سے بڑا تاریخی سانحہ کبھی نہ ہوا تھا۔

سات اکتوبر2001ءکوامریکہ نے افغانستان پر حملہ کیا اور دو مہینے کے اندر طالبان حکومت کا خاتمہ کر کے افغانستان پر قبضہ کرلیا۔اسامہ بن لادن اپنے مٹھی بھر جانثاروں کے ساتھ تورہ بورہ کے علاقے میں چلے آئے اوراس کے بعد روپوشی اختیار کر لی۔اس موقع پر اسامہ بن لادن کے سامنے انتہائی محدود آپشن تھے۔سازگار حالات اب شاید ہی کبھی دوبارہ بن سکیں۔اس کے سامنے یہ سوال تھا کہ اب وہ کہاں جائے۔تمام راستے مسدود پاتے ہوئے اس نے فیصلہ کیا کہ پاکستان کے اندر کسی محفوظ مقام پر رہائش اختیار کر لی جائے۔امریکی حکومت کے دعویٰ کے مطابق اسامہ نے یہ فیصلہ2005ء کے بعد کیا اور ایبٹ آباد میں ایک بڑے کمپاؤنڈ میں شفٹ ہوگیا۔یہ عرصہ اسامہ نے انتہائی محتاط اور خفیہ طریقے سے گذارا۔اس کے انتہائی قابل اعتماد پیغام رساں نے

Marfat.com

اسامہ کی حفاظت کا ہر ممکن بندوبست کر رکھا تھا۔امریکہ اس پیغام رساں کی تلاش میں تھا۔گیارہ ستمبر کے ماسٹر مائنڈ خالد شیخ محمد نے دوران تفتیش اسامہ کے اس پیغام رساں کے بارے میں بتا دیا۔امریکیوں نے اس پیغام رساں کی نگرانی شروع کردی۔اس نگرانی کے نتیجے میں امریکیوں کو یہ علم ہوا کے اس کی رہائش ایبٹ آباد میں ٹھنڈا چوہا نامی گاؤں میں ایک بڑے گھر میں ہے ۔سیٹلائیٹ کے ذریعے معلوم ہوا کہ اس گھر میں ایک بڑی فیملی رہائش پذیر ہے۔امریکیوں کو یقین ہو چلا کہ وہ اسامہ بن لادن کے بہت قریب پہنچ چکے ہیں۔امریکہ کی ہائی کمانڈ نے فیصلہ کیا کہ اب وقت آ گیا ہے کہ ایک خفیہ اور اہم ترین آپریشن کر کے ہدف کو ختم کر دیا جائے۔ا اور ۲ مئی کی درمیانی رات ایک خفیہ آپریشن کا منصوبہ بنایا گیا۔

آپریشن جیرونیمو ______ دشمن کو ختم کردو

اس آپریشن کا نام آپریشن جیرونیمو رکھا گیا۔اور اس کی ذمہ داری امریکی بحریہ کے خصوصی کمانڈو سروس کے ذمہ لگائی گئی۔جوائنٹ سپیشل فورسز کمانڈ کے انچارج جنرل ویسم مک رادن اس خصوصی مشن کے نگران مقرر کیے گئے۔US Navy Seals کا خصوصی دستہ تیار کروایا گیا۔اور اس دستے نے افغانستان میں جلال آباد میں کمپاؤنڈ کے نقلی ڈھانچے کے اندر آپریشن کی مشق بھی کرلی۔خصوصی فوجی دستے نے UH 60 Black ہیلی کاپٹروں کے ذریعے یہ آپریشن کرنے کا فیصلہ کیا۔یکم اور دو مئی کی درمیانی شب ایبٹ آباد میں اپنے ہدف کی طرف روانہ ہوگئے ۔ان کا اندازہ تھا کہ اسامہ بن لادن عمارت کی تیسری منزل پر ہوگا۔افغانستان کے شہر جلال آباد سے اڑان بھرنے والے پانچ ہیلی کاپٹروں میں دو درجن اہلکار سوار تھے۔دو بلیک ہاک ہیلی کاپٹر 23 کمانڈروں ایک مترجم کو لے کر القاعدہ کے رہنما اسامہ بن لادن کی رہائش گاہ پر پہنچے۔ ان ہیلی کاپٹروں کی آواز کو کم سے کم رکھنے اور ریڈار پر ان کی نشاندہی سے بچنے کے لیے خصوصی سٹیلتھ ٹیکنالوجی اختیار کی گئی۔منصوبہ کے مطابق 19 کمانڈوز کمپاؤنڈ کے اندر پہنچے۔تین کی ذمہ داری اسامہ بن لادن کو تلاش کرنا تھی۔منصوبہ کے مطابق مقامی رہائشی آبادی کو دھوکا دینے کی غرض

Marfat.com

سے یہ طے کیا گیا کہ دونوں ہیلی کاپٹر خاموشی سے تمام کمانڈوز کو اتار کر واپس چلے جائیں گے تاکہ مقامی آبادی کو تاثر ملے کہ یہ پاک فوج کے ہیلی کاپٹر ہیں اور قریب واقع فوجی افسران کی تربیت گاہ کاکول میں کسی کام سے آئے ہیں۔ احاطے میں موجود ایک ہیلی کاپٹر کو ہنگامی لینڈنگ کرنا پڑی اس کے تمام کمانڈوز باہر نکلے اور فوری طور پر نئے پلان کے مطابق عمارت کے اندرونی حصے میں چلے گئے۔ عمارت میں تین مردوں اور ایک خاتون کو گولیاں مار کر ہلاک کر دیا گیا۔

امریکی کمانڈوز کا اسامہ بن لادن سے آمنا سامنا برآمدے میں ہوا۔ اسامہ امریکی کمانڈوز کو دیکھ کر فوراً اپنے کمرے میں گیا۔ کمرے میں دو خواتین اسامہ کے سامنے کھڑی ہو کر چلا رہی تھیں۔ ایک کمانڈو نے دونوں خواتین کو کھینچ کر پیچھے کیا اور دوسرے کمانڈو نے ایک گولی اسامہ بن لادن کے سر اور دوسری اس کے سینے میں اتار دی۔ یہ کام 15 منٹ کے اندر ختم ہو گیا۔ اگلے 23 منٹ میں امریکی کمانڈوز نے ناکارہ ہیلی کاپٹر کو تباہ کرنے میں صرف کیے۔ اسامہ کی لاش کو ہیلی کاپٹر میں رکھا اور واپس بگرام ائیر پورٹ چلے گئے۔ ضروری کاروائی کے بعد اسامہ کی لاش کو بحیرہ عرب کے شمالی حصے میں کسی نامعلوم مقام پر سمندر برد کر دیا گیا۔ تاکہ اسامہ کی قبر کے مقام پر مقبرہ قائم ہونے کے امکانات ہی ختم ہو جائیں۔

Marfat.com

ٹائم لائن

اسامہ بن لادن کی زندگی کے اہم واقعات

(بشکریہ Wikipaedia، ترجمہ وترتیب: عدنان طارق)

1957ء۔ اسامہ بن محمد عود بن لادن ریاض میں پیدا ہوا۔اس کے والد ارب پتی کاروباری شخصیت تھے۔جن کے پچاس بچے تھے۔اسامہ کی حتمی تاریخ پیدائش متنازعہ ہے۔

1976ء۔اسامہ بن لادن جدہ یونیورسٹی میں معاشیات اور انتظامیات کے علوم کی تعلیم کے سلسلے میں داخل ہوتے ہیں۔

1979ء۔سوویت یونین افغانستان میں اشتراکی انقلاب برپا کرنے میں کامیاب ہوتا ہے۔انقلاب کو استحکام فراہم کرنے کی غرض سے افغانستان میں اپنی فوج بھیج دیتا ہے۔

1981ء۔اسامہ بن لادن تعلیم مکمل کرنے کے بعد موجودہ حالات پہ خاموشی سے غور وفکر کرتا ہے۔

1981ء۔ کے اواخر میں وہ پاکستان میں افغان مہاجر کیمپوں کا دورہ کرتا ہے۔

1982ء۔ پشاور میں جماعت اسلامی کے لوگوں کے توسط سے باقاعدہ امدادی سرگرمیاں شروع کرتا ہے۔

1984ء۔ پشاور میں گیسٹ ہاؤس بناتا ہے۔عرب مجاہدین کی تربیت اور رہائشی انتظام کا بندوبست کرتا ہے۔

1986ء۔ ہتھیاروں کی ترسیل اور اپنے جہادی گروہ کی تشکیل کا کام سرانجام دیتا ہے۔

1988ء۔القاعدہ کا باقاعدہ قیام۔

1991ء۔اسامہ بن لادن سعودی عرب سے سے آخری دفعہ واپس آجاتا ہے۔خودساختہ

Marfat.com

جلاوطنی اختیار کر لیتا ہے۔

1993ء۔بن لادن کی فیملی اسامہ کو اس کے کاروباری استحقاق سے محروم کر دیتی ہے۔

1994ء۔سعودی عرب اسامہ سے سخت ناراض ہو کر اس کی سعودی شہریت ختم کر دیتا ہے۔

1996ء۔سوڈانی حکومت امریکی اور سعودی دباؤ کے سامنے مجبور ہو جاتی ہے۔اسامہ سوڈان چھوڑ دیتا ہے۔

1996ء۔اسامہ افغانستان چلا آتا ہے۔امریکہ کے جزیرہ نمائے عرب میں قیام کے خلاف پہلا فتویٰ جاری کرتا ہے۔

1996ء۔دوسرا فتویٰ جاری کرتا ہے۔جس کے مطابق امریکہ کو اسرائیل کی مدد کرنے اور جزیرہ نمائے عرب میں قیام کے خلاف نشانہ بنانے کا جواز حاصل کیا گیا۔

1998ء۔کینیا اور تنزانیہ میں امریکی سفارتخانوں میں خوفناک بم دھماکے ہوتے ہیں۔امریکہ کے بقول یہ کام اسامہ کا تھا۔اسامہ نے آخر تک اس کی ذمہ داری قبول نہیں کی۔

2000ء۔یمن کے ساحل سمندر پر موجود امریکی جہاز پر القاعدہ حملہ کرتی ہے۔۱۷ امریکی فوجی مارے جاتے ہیں۔

2001ء۔گیارہ ستمبر کے دن امریکہ میں چار طیارے اغواء کیے جاتے ہیں۔دو طیارے ورلڈ ٹریڈ سنٹر سے ٹکرا کر تباہ کیے جاتے ہیں۔تیسرا پینٹا گون اور چوتھا ایک خالی میدان میں گر کر تباہ ہو جاتا ہے۔3000 افراد ہلاک ہو جاتے ہیں۔

2001ء۔17 ستمبر کو امریکی صدر بش بغیر تحقیقات اور ثبوت کے اسامہ بن لادن پر الزام لگاتا ہے۔

2001ء۔17 اکتوبر کو امریکہ افغانستان پر حملہ کر دیتا ہے۔

2001ء۔6 دسمبر کو اسامہ بن لادن تورا بورا کے پہاڑوں میں محصور ہو جاتا ہے۔تاہم

Marfat.com

وہاں سے خفیہ طریقے سے نکلنے میں کامیاب ہو جاتا ہے۔

2001ء۔26 دسمبر کو اسامہ بن لادن ایک وڈیو ریکارڈ میں کہتا ہے کہ ۱۱ ستمبر کے حملے امریکی پالیسیوں کا نتیجہ ہیں۔لیکن وہ ان حملوں کی ذمہ داری قبول نہیں کرتا۔

2002ء۔10 ستمبر کو الجزیرہ ٹی وی ایک ویڈیو دکھاتا ہے جس میں اسامہ بن لادن کو گیارہ ستمبر کے فدائین کی تعریف کرتے ہوئے دکھایا جاتا ہے۔اسامہ کہتا ہے ان لوگوں نے تاریخ کا دھارا بدل دیا۔

2004ء۔نومبر کے مہینے میں اسامہ بن لادن بش کے خلاف ایک ویڈیو ریلیز کرتا ہے۔

2006ء۔جنوری کے مہینے میں ایک نئی ویڈیو آتی ہے جس میں اسامہ اس بات کا اظہار کرتا ہے کہ القاعدہ اس کے کنٹرول میں ہے۔

2008ء۔اسامہ بن لادن نئی ویڈیو میں حماس کے زیر نگرانی غزہ میں اسلامی جہاد کی تعریف کرتا ہے۔اور اسرائیل کے خلاف مسلمانوں کو متحد ہونے کی اپیل کرتا ہے۔

2010۔25 مارچ کو اسامہ بیان جاری کرتا ہے کہ اگر خالد شیخ محمد کو قتل کیا گیا تو القاعدہ کسی بھی امریکی کو کہیں بھی قتل کر دے گی۔

2011ء۔2 مئی امریکی فورسز نے ایبٹ آباد میں کمپاؤنڈ میں گھس کر اسامہ بن لادن کو ختم کر دیا۔

Marfat.com

ایبٹ آباد آپریشن کب، کیا اور کیسے؟

نعیم الحسن

ملکہ کہسار کا دلفریب خطہ، ایبٹ آباد اپنے فطری حسن کا شاہکار پر فضا مقام ہے لیکن 2 مئی 2011ء کو وطنِ عزیز میں ہونے والا اندوہناک واقعہ اپنے پیچھے اس کے دامن میں تاریخ کا ایک سوگوار باب چھوڑ گیا ہے۔ پاکستان ملٹری اکیڈمی سے ایک دو کلومیٹر کے فاصلے پر اسامہ بن لادن کی تلاش میں ہونے والے اس آپریشن نے ایک عام پاکستانی کیلئے یہ سوال چھوڑ دیا ہے کہ اس اہم اور حساس علاقے میں اگر ملک کی داخلی خودمختاری کا تحفظ یقینی نہیں تو امریکی سپیشل فورسز کی دست برد سے پاکستان کے باقی حصوں کا محفوظ رکھا جانا کیسے ممکن ہے؟

بلال ٹاؤن میں واقع جس فصیل بند عمارت پر امریکی ہیلی کاپٹروں نے حملہ کر کے اسامہ بن لادن سمیت کئی دوسرے افراد کو ہلاک کر دیا، اس کے بارے میں امریکی حکام کا کہنا ہے کہ اسامہ بن لادن اور اس کے اہل خانہ گزشتہ کئی برسوں سے اسے رہائش گاہ کے طور پر استعمال کر رہے تھے۔ اب تک کی ملنے والی اطلاعات کو پیش نظر رکھا جائے تو اس بات میں کوئی شبہ باقی نہیں رہتا کہ اس فصیل بند عمارت کی خصوصی طرز تعمیر سے لیکر اس میں رہائش اختیار کرنے والے مکینوں تک سب کچھ غیر معمولی تھا۔ جس کی امریکی انٹیلی جنس کے ذمہ داران قریب سے نگرانی بھی کر رہے تھے۔ 2003ء میں اسی جگہ بعض اطلاعات ملنے پر پاکستان کے انٹیلی جنس اداروں نے امریکی خفیہ ادارے کو القاعدہ رہنما ابوفراج اللبی کی موجودگی کی رپورٹ دی تاہم امریکی اداروں کی اس جگہ سے اس کی تلاش میں کامیابی نہیں ہو سکی تھی۔ اس جگہ کو بعد میں چارسدہ کے ایک شخص ارشد نے خرید لیا اور چار کنال پر مشتمل اس گھر کے رقبے میں بعد میں تقریباً مزید ڈھائی کنال کا اضافہ کر کے ٹھیکیدار کے ذریعے اس کے گرد خصوصی دیوار بھی تعمیر کروائی۔ یہ کمپاؤنڈ وال نا صرف خلاف

Marfat.com

معمول دس بارہ فٹ بلند تھی بلکہ اس حفاظتی دیوار کے 2 فٹ کے فاصلے پر اندر ایک اور دیوار بھی چنی گئی اور دونوں دیواروں کے درمیان خلا کو بم پروف میٹریل سے بھرا گیا تھا۔ بقول ٹھیکیدار اس جگہ کے مالک ارشد سے اس کے کام کاج سے متعلق اس نے جب بھی استفسار کیا ارشد نے کبھی تسلی جواب نہ دیا۔

آپریشن کی رات اس عمارت کے آس پاس کا علاقہ اگرچہ چاروں طرف سے سیل کر دیا گیا تھا۔ بلال ٹاؤن کے مقامی لوگوں نے دھماکوں کی آواز اور بچوں کی چیخ و پکار کو خود اپنے کانوں سے سنا۔ چھتوں پر موجود لوگوں نے اپنی آنکھوں سے یہ کاروائی دیکھی اور اس بارے میں ملکی اور غیر ملکی ذرائع ابلاغ پر تفصیلات کا سلسلہ ابھی تک جاری ہے۔ واقعہ کے روز ابتدائی معلومات سے ہی یہ بات ثابت ہوگئی تھی کہ ملکی سیکورٹی کے ذمہ اداروں نے اس آپریشن میں حصہ لیا نہ ہی کسی قسم کی مداخلت دیکھنے میں آئی۔ تاہم ایک بات ابتدائی مرحلے ہی میں سامنے آگئی کہ کمپاؤنڈ سے جوابی کاروائی میں ایک امریکی کاپٹر کو نشانہ بھی بنایا گیا اور اس دوران فائرنگ کی آوازیں سنائی دی گئیں جس کے نتیجے میں یہ ہیلی کاپٹر کریش ہوا۔ آپریشن کی تیاری کے مطابق امریکی سپیشل فورسز نے اس کے بعد کمپاؤنڈ میں ایسے سٹن بم گرائے جس سے وہاں موجود افراد کو بے حس و حرکت کر دینے میں مدد ملی اور پھر یہ 25 کمانڈو 2 ہیلی کاپٹروں سے رسوں کی مدد سے کمپاؤنڈ میں اترنے میں کامیاب ہو گئے۔ اسامہ بن لادن کی ہلاکت کس طرح ہوئی، آیا کہ امریکی کمانڈو کی گولی کا نشانہ بنے یا پھر انہیں اپنے ساتھی نے ہدایت کے مطابق زندہ گرفتاری سے بچانے کیلئے ہلاک کر دیا۔ یہ بات ابھی تک ایک سوال ہے۔ تاہم یہ امر بالکل واضح ہے کہ امریکی کمانڈوز کو آپریشن کے دوران مزاحمت کا سامنا بھی کرنا پڑا جس کے نتیجے میں دیگر ہلاک ہونے والوں میں اسامہ کے بیٹے خالد، رابطہ کار ابواحمد الکویتی ان کے بھائی اور اسامہ کے گارڈ سمیت ایک دو بچوں کی ہلاکت کا ذکر بھی سامنے آیا ہے۔ پاکستانی سیکورٹی اداروں نے آپریشن کے بعد اس فصیل بند عمارت سے 23 بچوں اور 9 خواتین کو گرفتار کیا ہے۔ اس جگہ اسامہ کی تین بیویوں کے علاوہ ان کے بچے بھی مقیم تھے جن

Marfat.com

کی عمریں 8 سے 12 سال بتائی گئی ہیں۔ ایک 22 سالہ بیٹی اور بیوی بھی زخمی ہوئیں جنہیں ہسپتال داخل کروادیا گیا۔ امریکی سپیشل فورسز اپنی خصوصی تربیت اور ہدایات کے مطابق اسامہ بن لادن کی لاش کو واپسی پر کابل لے گئے۔ تقریباً 40 منٹ میں مکمل کیے گئے اس آپریشن کی مکمل ویڈیو فلم بھی بنائی گئی جسے امریکی صدر اوبامہ، وزیر دفاع، وزیر خارجہ، مسلح افواج کے سربراہ، سی آئی اے کے چیف اور دیگر حکام نے لحہ بہ لحہ سکرین پر دیکھا اور جونہی انہیں آپریشن کی جگہ اسامہ کے مرنے کی آواز کان میں پڑی تو انہوں نے ایک ہولناک ٹھنڈی آہ بھری۔

امریکہ نے گزشتہ 10 برسوں میں اسامہ بن لادن کے خلاف اپنے انتقام کی آگ کو ٹھنڈا کرنے کیلئے 280 ارب ڈالر کی خطیر رقوم خرچ کردیں اور بالآخر اس کے دعوے کے مطابق اسامہ کو پاکستان سے ڈھونڈ نکالا۔ اسامہ کی میت کو جس طرح عجلت میں تدفین کی بجائے بھاری کم بیگ میں ڈال کر سمندر میں اتار دیا گیا۔ جرم ثابت کرنے کے معروف بین الاقوامی قواعد کی پرواہ کیے بغیر اول تو ایک شخص کو موت کی نیند سلا دیا گیا اور اس کے بعد مذہبی رسوم کے مطابق اس کی تجہیز وتکفین کیلئے زحمت بھی گوارا نہ کی گئی۔ اسامہ کی موجودگی کے عرصے اور پاکستان میں آمد کے بارے میں بھی ابھی کوئی بات وثوق سے نہیں کہی جاسکتی لیکن امریکن حکام محض اپنے اندھے انتقام کی آگ میں یہ ثابت کرنے کی کوشش کررہے ہیں کہ وہ گزشتہ کئی برسوں سے یہاں مقیم تھا حالانکہ اس جگہ کے بارے میں ملکی خفیہ اداروں نے امریکی انٹیلی جنس کو 2009ء ہی میں نشاندہی کردی تھی لیکن انہیں بھی اس وقت یہاں سے کوئی ایسے شواہد نہیں ملے تھے۔ اسامہ بن لادن نے 21 جنوری 2011ء کو آخری پیغام جاری کیا جس میں فرانسیسی یرغمالیوں کی رہائی کیلئے اس کی فوج کو افغانستان سے نکل جانے کا مطالبہ کیا تھا۔ امریکہ نے جس شخص کے سر کیلئے ڈھائی کروڑ ڈالر رکھے تھے وہ ابوعبداللہ اسامہ بن لادن بالآخر پاکستان کے دارالحکومت سے 60 کلومیٹر دور ایبٹ آباد ہی میں امریکیوں کے آپریشن میں ہدف کیوں بنا۔ یہ سوال لوگوں کے ذہنوں پر دستک دیتا رہے گا کہ اس مخصوص وقت کا انتخاب کرنا کہیں امریکی انتخابات میں کسی سیاسی مہم کا حصہ تو نہیں؟

Marfat.com

اس ضمن میں امریکی انٹیلی جنس حکام کا دعویٰ ہے کہ چند ماہ پہلے اسامہ کے رابطہ کار ابواحمد الکوایتی کی کسی دوست کے ساتھ کویت میں موبائل فون پر ہونے والی بات چیت اور اس کال کے ذریعے انہیں کچھ شواہد تک رسائی حاصل کرنے میں کامیابی ہوئی تھی۔ جس کے بعد اس جگہ کی نگرانی کیلئے ایبٹ آباد میں اس کا ایک خفیہ سیل بھی کام کر رہا تھا۔ امریکی انٹیلی جنس کے مطابق سٹیلائٹ کے ذریعے بھی ایبٹ آباد کمپاؤنڈ سے متعدد بار اس کے چلنے پھرنے کی نگرانی کی گئی لیکن ہر مرتبہ اس کا چہرہ واضح دکھائی دینے کی بجائے نیچے کی جانب جھکا ہوتا۔ اندازے اور دعوے کچھ بھی ہوں تاہم جس قدر سرعت انگیز آپریشن کر کے امریکی سپیشل فورسز نے کامیابی حاصل کی ہے، اس کے لئے یقیناً اس کی تیاری میں وقت صرف ہوا ہوگا۔

امریکی حکام کے مطابق اسامہ کی تین ہزار مربع میٹر رقبے پر محیط اس پناہ گاہ کو اس کے محل وقوع کو پیش نظر رکھ کر تمام تر ممکنہ اقدامات کی تیاری اور ریہرسل کی گئی۔ اس کاروائی میں ایسی سپیشل امریکی فورسز کے فوجیوں نے حصہ لیا جو براہ راست سینٹرل کمانڈ کے تحت کام کرتی ہیں جبکہ سی آئی اے نے اس (SOG) سپیشل آپریشن گروپ کے لئے ان میں سے 25 افراد کا چناؤ کر کے نیوی Seals کا نام دیا گیا ہے اور یہ لفظ sea, air اور land کا مجموعہ ہے، سپیشل آپریشن گروپ (SOG) دوسری جنگ عظیم کے بعد سے ویتنام، عراق اور افغانستان میں بھی رسوائے زمانہ کاروائیوں میں شریک رہا ہے۔ امریکی حکام نے پاکستان کے اندر کاروائی کے لئے کاؤنٹر ٹیررسٹ ڈیلٹا فورس پر بھی انحصار نہیں کیا جس کی بنیاد 1977ء میں رکھی گئی تھی۔ ایبٹ آباد میں آپریشن کیلئے چار امریکی ہیلی کاپٹروں نے حصہ لیا۔ بلیک ہاکس ہیلی کاپٹر ایسی صلاحیت کے حامل ہیں جو کسی ملک کے ریڈار سسٹم سے بچ نکلنے میں کامیاب رہتے ہیں۔ ٹیکنالوجی اور جدید ساز و سامان کی اہمیت کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ ایک ہیلی کاپٹر نشانہ بنائے جانے پر ناکارہ ہوگیا تو امریکیوں نے خود میزائل مار کر اسے جاتے جاتے راکھ کا ڈھیر بنا دیا۔ امریکی میرینز اپنی الگ یونیفارم کے لحاظ سے سبز ٹوپی پہنتے ہیں۔ آپریشن کے دوران ان فوجیوں کے ہیلمٹ پر ویڈیو کیمرے بھی نصب تھے جو اس کی لمحہ بہ لمحہ کاروائی سگنلز کے ذریعے امریکہ میں بیٹھے اعلیٰ

Marfat.com

عہدیداروں کو پہنچا رہے تھے۔ رات کو اندھیرے میں دیکھنے کیلئے ان فوجیوں نے نائٹ ویژن گوگلز (چشمے) بھی استعمال کئے۔ ریڈیو سگنل آلات کے ذریعے آپریشن میں حصہ لینے والوں کا ہیڈ کوارٹر سے مسلسل رابطہ تھا۔ خصوصی ہتھیاروں میں سے ان فوجیوں کے پاس سب مشین گن، 9 ایم ایم پسٹل سنائپر رائفل اور 4 ایم کاربن گرنیڈ لانچر رائفلیں بھی موجود تھیں۔ آپریشن کی حتمی منظوری کا اختیار استعمال کرتے ہوئے امریکی صدر اوبامہ نے بالآخر اسامہ بن لادن کو گرفتار کرنے یا ہلاک کرنے کا فیصلہ دو روز قبل صبح 8 بجکر 20 منٹ پر کیا تھا۔ اگرچہ میرینز کی کاروائی اور متوقع نقصان پر بھی سرکاری عہدیداروں نے بحث وتمحیص کی لیکن آخرکار ایبٹ آباد میں اسامہ کی پناہ گاہ پر حملے کی منظوری دے دی گئی۔ امریکہ میں اس سرجیکل آپریشن کیلئے جہاں دادوتحسین کے ڈونگرے برسائے جارہے ہیں، رائے عامہ کے آزاد ارکان بھی سی آئی اے کے سربراہ لیون پینٹا اور اس آپریشن کے انچارج وائس ایڈمرل ولیم میک ریون پر کڑی نکتہ چینی کررہے ہیں کہ آخر ایسی کیا مجبوری تھی کہ اسامہ بن لادن کے خلاف عدالت انصاف کی کاروائی عمل میں لائے بغیر اسے آپریشن کے دوران ہی ہلاک کردیا گیا۔ یہ نکتہ چینی صرف امریکہ ہی میں نہیں ہورہی، دنیا کے ہر مہذب فرد کا طاقت کے اندھا دھند استعمال پر یہ سوال ہے کہ کسی ملک کی سلامتی اور وقار کو پاؤں تلے روند کر آخر کب تک امریکہ اس قسم کی مہم جوئی کو مہذب دنیا پر مسلط کئے رکھے گا۔ کیا امریکی صدر ایک کے بعد دوسری کاروائی کو اسی طرح اپنے مانیٹرنگ روم میں بیٹھ کر ملاحظہ کرتا رہے گا یا دنیا میں حقیقی امن وسلامتی کیلئے دوسری اقوام کی قیادت سے مل جل کر بھی کوئی سفارتی تقاضے پورے کئے جائیں گے۔ امریکی قیادت کو اگر اس تمام کاروائی میں پاکستان کے تعاون کا اعتراف ہے اور وہ اسے ایک تاریخی کامیابی قرار دے رہی ہے تو اسے اپنے سیکورٹی اداروں کے متضاد بیانات کو بھی ہم آہنگ بنا کر دیرپا پالیسی کا ثبوت دینا ہوگا ورنہ اس حقیقت سے ہر کوئی ذی شعور بخوبی آگاہ ہے کہ جس اسامہ بن لادن اور اس جیسے ہزاروں لاکھوں افراد کو ماضی میں امریکی مفاد کے تحت تربیت دے کر عسکری بنیاد فراہم کی گئی، آج اربوں ڈالر خرچ کرکے اسی غیر ریاستی عناصر کیخلاف جنگ کی آڑ میں چھوٹی ریاستوں کا امن وسکون برباد کیا جارہا ہے۔ (بشکریہ روزنامہ نوائے وقت)

Marfat.com

اسامہ بن لادن کے بعد امریکہ کا اگلا قدم کیا ہوگا؟

علامہ طاؤس خان

امریکی صدر اور برطانوی وزیراعظم نے اسامہ بن لادن کی ہلاکت کے بعد دنیا کو امن کی نوید سنائی ہے۔ خدا کرے ایسا ہی ہو، اور اسامہ بن لادن کی ''قربانی'' یہود و ہنود کی اس متعصّبانہ جنگ کے خاتمہ کا باعث بن جائے جس نے بالخصوص مسلمانوں کا عرصہ حیات تنگ کیا ہوا ہے اور دنیا میں امن عنقا ہو چکا ہے۔

کہا جا رہا ہے کہ اسامہ بن لادن کی ہلاکت کے بعد امریکہ نے دہشت گردی کی جنگ کا ایک بڑا باب بند کر دیا ہے لیکن اس خوش گمانی کی فضا میں یہ اشارے ملنے لگے ہیں کہ امریکہ نے اپنے دانت تیز کرتے ہوئے اہداف کا رخ تبدیل کر دیا ہے۔ امریکی صدر اوبامہ کو اپنے اگلے سال کے انتخابات کا سامنا کرنے کے لئے ایک بڑی کامیابی کی ضرورت تھی جو انہیں امریکہ میں غیر مقبولیت سے بچا سکتی تھی جبکہ افغانستان میں ''فتح'' کا نعرہ لگاتے ہوئے وہ اپنے افپاک (Af-Pak) ایجنڈے کی تکمیل بھی کرنا چاہتے تھے۔ اسامہ بن لادن کی ہلاکت کے بعد انہیں افغانستان سے باعزت نکلنے کا راستہ مل گیا ہے مگر ابھی انہیں پاکستان میں اپنے ''ادھورے'' کاموں کی تکمیل کرنا مقصود ہوگا۔ یہ ادھورے کام کیا ہو سکتے ہیں؟ اس بارے میں کوئی مبالغہ نہیں پایا جاتا کہ امریکہ نے نائن الیون کے بعد ہی پاکستان تک مسلح رسائی کا بھی منصوبہ بنا لیا تھا۔ پاکستان کو ایٹمی طاقت سے محروم کرنا اس کا بنیادی ایجنڈہ ہے جس کیلئے وہ پاکستان پر جارحیت سے قبل

Marfat.com

اسے کمزور کرنے کے لئے دہشت گردی کی جنگ یہاں تک لا چکا ہے۔

اس وقت پاکستان القاعدہ، تحریک طالبان پاکستان سمیت ایسے علاقائی ولسانی دہشت گردوں کے چنگل میں پھنس چکا ہے جو امریکہ کی جنگ میں اس کا حلیفِ اوّل بننے کا نتیجہ ہے۔ اسامہ بن لادن کی ہلاکت کے بعد القاعدہ پاکستان کو بھی چیلنج کر چکی ہے۔ اگرچہ اس سے قبل القاعدہ نے پاکستان کو بڑا ہدف بنانے سے گریز کیا تھا کیونکہ اسامہ بن لادن پاکستان کے بارے میں نرم رویہ رکھتے تھے جبکہ ایمن الظواہری پاکستان کے بارے میں اچھے عزائم نہیں رکھتے۔ اسامہ بن لادن کی ہلاکت میں پاکستان کی مدد فراہم کرنے کے بعد القاعدہ پاکستان کے پیچھے پڑ جائے گی۔ یوں امریکہ کو پاکستان میں ''آپریشنل'' ہونے میں حائل رکاوٹوں کو عبور کرنے کا بھی موقع مل سکتا ہے۔ کیونکہ القاعدہ ہو یا کالعدم تحریک طالبان پاکستان ایسی دیگر تنظیمیں، یہ سب امریکی و بھارتی ایجنڈے پر عمل پیرا ہیں۔

امریکہ کے پاکستان کے بارے میں عزائم کبھی بھی پوشیدہ نہیں رہے۔ اسامہ بن لادن کی ہلاکت کے بعد امریکی و بھارتی میڈیا نے جو کردار ادا کیا ہے وہ اس بات کی غمازی کرتا ہے کہ دنیا کو باور کرا دیا جائے کہ پاکستان 'دہشت گردوں کی جنت'' ہے۔ بھارتی و امریکی میڈیا نائن الیون سے پہلے سے اس بات پر زور لگاتا آرہا ہے کہ پاکستان القاعدہ اور طالبان سمیت کئی عسکری تنظیموں کا سرپرست ہے۔ اسامہ کی ہلاکت کے بعد یہود و ہنود کو شہ مل گئی اور انہوں نے آسمان سر پر اٹھا لیا ہے کہ اب امریکہ کو پاکستان کے اندر بھی کاروائی کرنی چاہیے کیونکہ دہشت گردی کی جنگ میں امریکہ کو یہ اختیار حاصل ہے۔ امریکی صدر بش اور اوبامہ اس حوالے سے پالیسی بیان بھی دے چکے ہیں۔ یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا واقعی اب امریکہ پاکستان میں کہوٹہ کی دہلیز پر دستک دے گا؟ امریکہ پاکستان کو ایٹمی طور پر مفلوج کرنا چاہتا ہے اور مبالغہ آرائی سے کہتا آرہا ہے کہ پاکستان کے ایٹمی اثاثوں کو دہشت گردوں سے خطرہ ہے لہٰذا امریکہ اس کا بندوبست کرنا چاہتا ہے۔ امریکہ کے یہ جارحانہ و معاندانہ عزائم کسی سے ڈھکے چھپے نہیں۔ امریکہ اس ''حساس'' مسئلے کی نزاکت

Marfat.com

سے بھی بخوبی واقف ہے کہ پاکستان نہ تو افغانستان ہے نہ عراق ہے۔ پاکستان کی عسکری، دفاعی صلاحیتوں کو جارحانہ انداز میں چیلنج کرنا آسان نہیں ہے کیونکہ پاکستان کے خلاف فوجی آپریشن کرنے یا القاعدہ کے ذریعے ایسے ناپاک منصوبوں کی تکمیل کے لئے پیش قدمی کی گئی تو نتیجتاً اس خطے میں کئی بڑی تبدیلیاں رونما ہوسکتی ہیں بالخصوص بھارت خود بھی سلامتی کے مسائل سے دوچار ہو سکتا ہے۔ بھارت پاکستان کو تقسیم کرنے کے درپے ہے لیکن مستقبل میں وہ امریکہ کے ذریعے اپنے مذموم مقاصد کی تکمیل کیلئے سرگرداں ہے اور عالمی سطح پر پاکستان کو تنہا کرنے کے لئے جو پراپیگنڈہ کررہا ہے، اسے خود بھی نفرت کی بوئی ہوئی فصل کاٹنا پڑسکتی ہے۔ بھارت میں علیحدگی پسند تنظیمیں ہی کیا خود دہشت گرد ہندو تنظیمیں بھارت کو توڑنے کے لئے سرگرم ہوچکی ہیں تاہم انہیں یہ جواز امریکہ کی پاکستان کے خلاف کاروائی کے نتیجہ میں آسانی سے مل جائے گا۔

اسامہ بن لادن کی کاکول جیسی عسکری تعلیمی درسگاہ اور فوجی کالونی کے نزدیک ہلاکت ایک بڑا معنی خیز اور مشتبہ واقعہ بن گئی ہے۔ اس بارے میں امریکی دانشور بھی حیران ہیں کہ بقول امریکی صدر اوبامہ انہیں گزشتہ اگست سے معلوم تھا کہ اسامہ ایبٹ آباد میں موجود ہیں تو امریکہ نے کاروائی میں تاخیر کیوں کی؟ ان کا کہنا ہے کہ صدر کی تقریر کے مندرجات بتاتے ہیں کہ امریکہ نے پاکستان کے تعاون کے بغیر آپریشن کیا ہے کیونکہ امریکی صدر نے خطاب میں کہا کہ انہوں نے صدر زرداری کو مطلع کردیا ہے کہ اسامہ کو پاکستان میں ماردیا گیا ہے۔ انہوں نے صدر زرداری کا شکریہ ادا نہیں کیا۔ مطلع کرنے کا مطلب یہی لیا گیا ہے کہ امریکہ نے اپنے ہیلی کاپٹروں کے ذریعے وہاں سپیشل سکواڈ بھیجا تھا۔ پہلے ہیلی کاپٹر پر مبینہ طور پر اسامہ کے محافظوں نے فائرنگ کی تھی۔ جب ہیلی کاپٹر اس کوٹھی نما پناہ گاہ کی چھت پر پہنچا تو نیچے سے اسے میزائل مار کر گرادیا گیا۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ اس وقت کسی کو معلوم نہیں تھا کہ یہ ہیلی کاپٹر کسی آپریشن کے دوران گرا ہے یا اتفاقی حادثہ تھا۔ اس حوالے سے اگلے روز کے اخبارات کے علاوہ مقامی ٹی وی نے اسی وقت خبر دی تھی کہ ایبٹ آباد کے علاقے میں ایک ہیلی کاپٹر گر کر تباہ ہوگیا ہے۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ

Marfat.com

اس وقوعہ کی خبر عام حادثے کے طور پر نشر و شائع ہوئی۔ ہیلی کاپٹر کی تباہی کے بعد بھی اس علاقے کو کسی بڑے ٹارگٹ کے نکتہ نظر سے سیکورٹی اداروں نے فوراً گھیرے میں نہیں لیا تھا، تاہم امریکی صدر کی تصدیق کے بعد ایبٹ آباد کے اس علاقے کو فوج نے گھیر لیا۔ کیا ایسی صورتحال کسی مشتبہ یا فرضی واقعہ کی تصدیق نہیں کرتی کیونکہ یہ امر ملحوظ رکھنا ہوگا کہ امریکہ اس سے قبل کئی بار اسامہ بن لادن کو ہلاک کرنے کا دعویٰ کر چکا ہے لیکن بعدازاں اسے جھٹلا دیا البتہ اس بار امریکی صدر نے خود اسامہ بن لادن کی موت کی تصدیق کی ہے جو اس حوالے سے باعث اطمینان سمجھی جا رہی ہے کہ ''چلو امریکہ نے مان تو لیا ہے'' ایک ایسے مرحلہ پر کہ جب خود امریکہ کو اسامہ کی لاش درکار تھی اس کا اس واقعہ کو تسلیم کر لینا ایک بڑی ضرورت حل ہونے کی نشاندہی ہے تاہم پاک امریکہ تعلقات کے حوالے سے چند غور طلب خدشات پر توجہ مرکوز کرنے کی ضرورت ہے۔ سب سے اہم سوال تو یہ ہے کہ امریکی صدر نے اسامہ بن لادن کے خلاف آپریشن میں پاکستانی ایجنسیوں کے کردار کو تسلیم کیا ہے لیکن کیا وہ سی آئی اے اور آئی ایس آئی کے درمیان شروع ہونے والی سرد جنگ کو بھی ختم کرا دیں گے۔ ظاہر ہے کہ پاکستان کی آئی ایس آئی کی مدد کے بغیر امریکہ پاکستان میں ''پر'' نہیں مار سکتا۔ اگر پاکستان ایجنسیوں نے امریکہ کی مدد کی ہے تو کیا امریکہ پاکستان پر مزید اعتماد کرنے کی پوزیشن میں ہے؟ کیا امریکہ افغانستان میں پاکستانی کردار کو تسلیم کرتے ہوئے بھارت کو اپنی دہشت گردی ختم کرنے سے روک دے گا یا پھر بغل میں چھری منہ میں رام رام کے فلسفے پر قائم رہے گا؟ اسامہ بن لادن کی ہلاکت کے بارے میں پاکستانی دفتر خارجہ کا بیان ایک معنی خیز اور مشتبہ حقیقت کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ پاکستان نے اس واقعہ کے طشت از بام ہونے کے بعد کئی گھنٹے تک بوجوہ خاموشی اختیار کئے رکھی تاہم پاکستان کے لئے اطمینان بخش بات یہ ہے کہ اس نے امریکہ کی اس ''کامیابی'' کو انکی پالیسی کا حصہ تسلیم کیا ہے۔ وزیر اعظم گیلانی نے بھی دوپہر کے وقت اس کو بڑی فتح قرار دیا ہے۔ ادھر بھارتی اور امریکی میڈیا نے پاکستان کی اس طویل خاموشی کو بھی ٹارگٹ بنایا اور بدستور پاکستان کے خلاف بھڑکانے کی کوششیں کی جاتی رہیں۔ اس آپریشن

Marfat.com

کے حوالے سے یہ بات مدنظر رکھنے کی ضرورت ہے کہ امریکی سپیشل فورسز نے اپنے ہیلی کاپٹروں کے ذریعے اسامہ بن لادن کی پناہ گاہ تک رسائی حاصل کی تھی ۔ظاہر ہے یہ ہیلی کاپٹر اور سپیشل فورسز پاکستان میں ہی موجود ہوں گے۔آئی ایس آئی کے سابق چیف جنرل حمید گل کا کہنا ہے کہ یہ ہیلی کاپٹر تربیلا میں موجود امریکی ''اڈے'' سے آئے ہوں گے۔جنرل حمید گل برسوں سے اسی جانب اشارہ کررہے ہیں کہ تربیلا میں امریکی ہیلی کاپٹرز کا اڈہ موجود ہے جہاں امریکی سپیشل فورسز تعینات ہیں جبکہ اسی تناظر میں یہ بھی کہا جاتا ہے کہ کہوٹہ کے گردونواح میں بھی امریکیوں نے ڈیرے ڈال رکھے تھے جنہوں نے بعدازاں عوامی دباؤ پر وہاں سے بستر گول کیا تھا۔سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر پاکستان کے حساس علاقوں میں امریکی موجود ہیں تو ہماری سلامتی کے ضامن ادارے خاموش کیوں ہیں؟ اب اسامہ کی ہلاکت کے بعد ان کا کام ختم ہو گیا ہے تو انہیں پاکستان سے دفعان کرنے کے لئے دباؤ کیوں نہیں ڈالا جارہا۔کیونکہ جب تک سپیشل امریکی سکواڈ پاکستان میں موجود رہیں گے سی آئی اے سمیت ان کی قاتل تنظیمیں اور مقامی ایجنٹ بھی سرگرم رہیں گے، لہٰذا ان حالات میں دنیا میں امن کیسے قائم ہوسکتا ہے۔

(بشکریہ ہفت روزہ فیملی)

Marfat.com

افغانستان سے انخلا کا امریکی ڈرامہ

عبدالمنعم فائز

اک شورِ قیامت بپا ہے۔ کان پڑی آواز سنائی نہیں دیتی۔ آرا و افکار کے مینا بازار میں امریکی، پاکستانی اور افغانی چھابڑیوں پر گلی سڑی چیزوں کی بھرمار ہے۔ امریکی ٹھیلے پر رعونت و نخوت کے آلو، مٹر اور ٹینڈے سجے ہیں۔ کہتے ہیں ہم رات کے ان لمحوں میں آئے جب آرمی چیف اور آئی ایس آئی کے سربراہ سو رہے تھے، چالیس منٹ میں کام مکمل کیا اور واپسی کی راہ لی۔ دوسری طرف پاکستانی سیاستدان کفِ افسوس مل رہے ہیں۔ ناکام سیاستدان اپنی ساکھ بچانے کے لیے فوج اور انٹیلی جنس کو کوسنے دے رہے ہیں۔ کوئی ماننے کو تیار نہیں کہ امریکی اس طرح کیسے آپہنچے؟ اسامہ اتنے سالوں سے کیسے پاکستان میں محفوظ زندگی گزار رہے تھے؟ زمین کی تہوں سے آسمان کی وسعتوں تک میں جھانکنے والے خفیہ اہلکاروں کی نظر سے کیسے پوشیدہ رہے؟ کہیں خوشی کے شادیانے اور کہیں غم کی صفیں بچھی ہیں۔ افغانستان تو پھولے نہیں سما رہا۔ کرزئی کو اپنی نااہلی کا بوجھ پاکستان کے سر ڈالنے کا موقع مل گیا۔ وہ بڑھ بڑھ کر کہتا ہے: دہشت گردی کے سوتے پاکستان سے ہی پھوٹتے ہیں۔ ملا عمر بھی کراچی میں ہیں، افغانستان میں کارروائیاں بھی یہیں سے ہوتی ہیں۔ ہم سب تو مفت میں نشانہ بنے ہیں۔ گویا دبے لفظوں میں افغانستان کی جنگ پاکستان منتقل کرنے کا مطالبہ کیا جارہا ہے۔

اسامہ ایبٹ آباد میں تھا یا نہیں؟ امریکی کارروائیاں پاکستان کی حدود کے اندر سے ہوئی یا باہر سے؟ بارہ بجے گھروں کی بتیاں بند کرانے والے پشتو کیسے بول رہے تھے؟ آپریشن ہوا اور پاکستانی ایجنسیاں سوئی رہیں؟ اگر افغانستان کی سرحد کے ساتھ قائم بھارتی خفیہ ایجنسیوں کے اہلکار آتے تو؟ یہ سب بھی تسلیم مگر یہ تو بتایئے کہ دنیا کے سب سے مطلوب آدمی کی تصویر ہی جاری کی

Marfat.com

ہوتی ؟ بات کچھ اور ہی لگتی ہے۔

یہ تاریخی حقیقت ہے کہ امریکا دس لاکھ افغانوں کو شہید کر کے بھی اپنا مقصد حاصل نہیں کر سکا۔ امریکا کے تاریخی مالیاتی بحران نے عالمی نمبرون کے کس بل نکال دیے۔ پہلی مرتبہ بے روزگاری کی شرح تمام سابقہ حدوں سے تجاوز کر گئی۔ افغانستان کی جنگ اس کے حلق میں کانٹے کی طرح پیوست ہوگئی جسے نہ اگلا جائے نہ نگلا جائے۔ امریکا میں پہلی مرتبہ مطالبہ کیا جانے لگا کہ دس سال میں اربوں ڈالر افغانستان کی کرپٹ، بدعنوان اور نا قابل اعتبار حکومت کو دینا فائدہ مند ہے یا روزانہ دیوالیہ ہوتے بینکوں کو سہارا دینا؟ نیویارک میں مظاہرین مطالبہ کرنے لگے کہ ایک مجاہد کے پانچ ڈالر کے مقابلے میں امریکا پچیس ہزار ڈالر خرچ کر کے بھی دس سال بعد ایک انچ آگے نہیں بڑھا تو فتح کی گھڑی کب آئے گی؟

ان بڑھتے شکوک اور اٹھتے سوالات نے اوباما کا سیاسی مستقبل تاریک کر دیا تھا۔ اسے واضح نظر آنے لگا کہ دوسری مرتبہ صدارت کی کرسی پر بیٹھنا نصیب نہیں ہوگا۔ اس کے لئے ضروری تھا کہ امریکی قوم کو نا قابل یقین کامیابی دلائی جائے۔ افغانستان کے چوہے دان سے نکلا جائے اور اربوں ڈالر امریکی عوام کی فلاح پر خرچ کیے جائیں۔ اس کے لیے پہلی کوشش ہوئی کہ پاکستان کے بجائے ترکی کو طالبان سے مذاکرات کے لیے واسطہ بنایا جائے۔ یہ بات پاکستانی ایجنسیوں کے لیے نا قابل قبول تھی۔ چار و نا چار ایک بار پھر پاکستان پر اعتماد کیا گیا۔ احمد شجاع پاشا کو دبئی بلایا گیا۔ خفیہ ایجنسیوں میں سمجھوتہ طے پایا۔ سیاسی قیادت کو اعتماد میں لیا گیا اور پھر وزیر اعظم تمام تر سیاسی وانتظامی مشینری کے ساتھ افغانستان جا پہنچے۔ کیانی، شجاع پاشا اور وزراء کی ملاقاتیں ہوئیں اور دس برسوں کا کھیل مکمل کرنے کی تیاری مکمل ہوگئی۔ اس کھیل کا آخری گول دومئی کو کر کے امریکی فتح کا پرچم لہرا دیا گیا۔ اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ اسامہ کیسے شہید ہوئے؟ پاکستانی خفیہ ایجنسیوں کو امریکی دوغلہ پن کی وجہ سے اعتماد نہیں تھا۔ لیکن جب امریکا نے پاکستانی ایجنسیوں اور سیاست دانوں کو اعتماد میں لیا تو پاکستان نے بھی دوستی کا جواب دوستی سے دیا۔ پاکستانی ایجنسیوں

Marfat.com

کو معلوم تھا کہ اسامہ بن لادن گردے کے مرض میں انتقال کر چکے ہیں۔ دنیا بھر کو معلوم ہے کہ 1990ء کے بعد سے وہ گردے کے مرض میں مبتلا تھے۔ ان کے گردوں نے کام کرنا چھوڑ دیا تھا۔ وہ ڈائیلاسز پر زندہ تھے۔ وہ 1998ء میں روالپنڈی کے سی ایم ایچ میں ڈائیلاسز بھی کرواتے رہے۔ اسی ہسپتال کو انہوں نے ڈائیلاسز مشین بھی عطیہ کی تھی۔ ڈاکٹر کہتے ہیں کہ ڈائیلاسز کا مریض چودہ سال سے زیادہ زندہ نہیں رہ سکتا۔ اسی ڈائیلاسز کے دوران ان کا انتقال ہو گیا۔ اس بات سے آئی ایس آئی آگاہ تھی۔ اب امریکہ کو افغانستان کی دلدل سے نکلنے کے لیے دومئی کا انتخاب ہوا۔ دومئی کو امریکا نے ایک جعلی کارروائی کی۔ سب روشنیاں بجھادی گئیں۔ رات کے اندھیرے میں ایبٹ آباد کے رہائشیوں کو پتہ چلا نہ ہی پاکستانی فوج کو اور امریکی فوجی دنیا کے سب سے مطلوب آدمی کو شہید کر کے لوٹ گئے۔

آپ امریکی بیانات میں تضاد ملاحظہ کیجئے: وہ پہلے کہتے ہیں کہ اسامہ نے مزاحمت کی۔ پھر کہتے ہیں کہ نہیں، انہوں نے اپنی بیوی کو ڈھال بنایا۔ پھر ارشاد ہوا امریکی ہیلی کاپٹر بھی انہوں نے گرایا۔ پھر فرمایا مزاحمت کے باوجود کوئی امریکی نہیں مارا گیا۔ بعد میں امریکا ان سب باتوں سے پھر گیا۔ تازہ ترین بیان یہ ہے کہ اسامہ نے مزاحمت نہیں کی، وہ مسلح بھی نہیں تھا۔ اس نے بیوی کو ڈھال نہیں بنایا۔ دنیا کا سب سے مطلوب آدمی رات کو اپنی حفاظت سے بے خبر، گولیوں اور ہیلی کاپٹروں کی آواز سن کر بھی بیدار نہیں ہوا۔ وہ کمرے میں آرام کر رہے تھے کہ امریکی فوجی پہلی، دوسری منزل کو صاف کر کے تیسری منزل تک پہنچ گئے۔ اس دوران ہیلی کاپٹر تباہ ہوا، گولیاں چلیں اور اسامہ بن لادن تیسری منزل پر آرام کرتے رہے۔ جب امریکی تیسری منزل پر پہنچے تو انہوں نے انہیں اپنے کمرے سے نکالا۔ وہ نہتے اور حیرت زدہ تھے۔ معلوم ہوتا تھا ابھی ایک لمحہ قبل وہ بیدار ہوئے ہیں۔ وہ اپنی گن اٹھانے کے لیے واپس مڑے تو امریکیوں نے ان کے سر کا نشانہ لے کر دو فائر کیے، پھر ان کے سینے کا نشانہ لے کر گولی چلائی۔ دنیا کا سب سے مطلوب آدمی شہید ہو گیا۔ پینٹا گون میں سر جوڑے بیٹھے عالمی دہشت گردوں کی جان میں جان آئی۔ اوباما اور ہیلری

Marfat.com

کلنٹن نے ایک دوسرے کو مبارک باد پیش کی۔

ٹیکنالوجی کے اس دور میں کسی نے امریکا بہادر سے یہ نہ پوچھا کہ ایک ایک لمحے کی وڈیو بنی ہے۔امریکی کتے تک کے سر پر کیمرہ نصب تھا تو آخر اسامہ بن لادن کی کوئی ایک تصویر تو جاری کر دیتے۔امریکا نے کہا کہ ان کا سر دو گولیوں کے نتیجے میں تباہ ہو گیا تھا۔ایک لمحے کو یہ تسلیم بھی کر لیا تو کیا وہ لمحہ جب اسامہ اپنے کمرے سے سر باہر نکال کے دیکھ رہے تھے، اسی لمحے کی وڈیو یا تصویر جاری کر دیں تا کہ یقین آجائے۔یہ کیسے مانا جا سکتا ہے کہ امریکا میں کوئی ایسا ماہر سرجن یا ڈاکٹر نہیں تھا جو اسامہ بن لادن کی درست پٹی کر کے ایسی تصویر جاری کرتا جس سے ان کا چہرہ قابل شناخت ہوتا۔یہی نہیں کم از کم امریکی بحری بیڑے پر ان کی نماز جنازہ کی تصویر ہی جاری کر دی ہوتی۔یہ نہ سہی ان کو سمندر میں ڈالنے کی تصویر ہی جاری کر دیتے۔

پاکستان کے خلاف امریکی پروپیگنڈا دو دن کی بات ہے۔معاملات طے پا چکے ہیں۔چند روز میں پاکستان کے خلاف بپا طوفان بدتمیزی تھم جائے گا۔افغانستان سے امریکی انخلا کا اعلان کر دیا جائے گا۔ایجنسیوں کے کھیل اسی طرح کھیلے جاتے ہیں۔ملکوں کے معاملات اسی رازداری سے چلائے جاتے ہیں۔

(بشکریہ ہفت روزہ ضربِ مؤمن)

Marfat.com

آپریشن ایبٹ آباد

اسامہ بن لادن کی ہلاکت

عون علی

یکم اور دو فروری کی درمیانی رات تقریباً ایک بجے ایبٹ آباد کے شہریوں کے لیے ہیلی کاپٹروں کی انتہائی نچلی پروازیں حیران کن تھی، اب بھی یہ سوچ کر حیران ہیں کہ دنیا کے سب سے بڑے دہشت گرد گروہ کا قائد اور سب سے بڑی مطلوب شخصیت اپنے کنبے سمیت ان سے چند گھروں کے فاصلے پر مقیم تھی۔ ایبٹ آباد میں روزنامہ ''صبح'' کے ایڈیٹر طارق تنولی سے گفتگو ہوئی تو ان کا کہنا تھا کہ لوگ اب بھی اس پر مشکل سے یقین کرتے ہیں کہ جس شخص کو امریکہ اور اس کے اتحادی گذشتہ چودہ برس سے گرفتار یا ہلاک کرنے کی کوشش کر رہے تھے، جس کا گروہ دہشت اور تشدد کی دنیا میں ایک مثال بن چکا تھا، ایک مختصر کارروائی کے بعد انجام کو پہنچا۔ طارق تنولی نے بتایا کہ ایبٹ آباد شہر سے کچھ فاصلے پر واقع بلال ٹاؤن کے جس مکان میں اسامہ بن لادن کو ہدف بنایا گیا وہ ارشد ولد نقیب اللہ نامی ایک مقامی شخص کی ملکیت ہے۔ کوئی چھ ماہ قبل یہ جگہ کرائے پر دی گئی اور دو ماہ پہلے یہاں رہائش اختیار کی گئی۔ اس سے قبل کوئی افغانی یہاں مقیم تھا۔ کہا جاتا ہے کہ یہ عمارت کوئی دس برس قبل تعمیر کی گئی تھی تاہم یہاں کبھی بھی مستقل رہائش نہیں رکھی گئی، مقامی لوگ بھی اس عمارت کے حوالے سے کچھ خاص معلومات نہیں رکھتے۔ طارق تنولی کا کہنا تھا یکم اور دو مئی کی درمیانی شب تقریباً ایک بجے کے قریب ہیلی کاپٹروں کا شور سن کر لوگ گھروں سے باہر نکل آئے، اسی دوران شہر کی بجلی بند ہوگئی، گولیاں چلنے کی آواز آئی، ایک، دو دھماکے ہوئے۔ ان کا کہنا تھا کہ رات تقریباً دو بجے جب مقامی صحافی جائے وقوعہ پر پہنچے تو وہاں بڑی تعداد میں فوجی اہلکار موجود تھے، اور ایک بڑے سے احاطے کو فوج نے گھیرے میں لے رکھا تھا۔

Marfat.com

جائے وقوعہ پر سب سے پہلے پہنچنے والوں میں ایبٹ آباد کے صحافی سید مسرور شاہ بھی شامل تھے۔ انہوں نے بتایا کہ بلال ٹاؤن کے کچھ مقامی افراد نے انہیں بتایا کہ ہیلی کاپٹروں کے حملے سے قبل اس علاقے میں کچھ غیر معمولی نقل وحرکت دیکھی گئی تھی، تاہم کوئی اس کی تصدیق نہیں کرتا کہ وہ کون لوگ تھے۔ مسرور شاہ کے بقول اس کاروائی سے سبھی کو یقین تھا کہ کوئی انتہائی مطلوب شخص یہاں چھپا ہے، لوگوں میں چہ مگوئیاں ہو رہی تھیں کہ اسامہ بن لادن ہوسکتا ہے۔ مگر اس کی تصدیق صبح ہی ہوئی جب امریکی ٹیلی ویژن چینل نے اسامہ بن لادن کی ہلاکت کی خبر دی۔

ایبٹ آباد میں اسامہ بن لادن کی موجودگی کی مخبری کیسے ہوئی، اس حوالے سے ایک اعلیٰ امریکی عہدیدار نے خبر رساں ادارے اے ایف پی کو بتایا کہ امریکی خفیہ ادارے لمبے عرصے سے ایک ایسے شخص کی خفیہ نگرانی کرتے آرہے تھے جو القاعدہ کی اعلیٰ قیادت کے انتہائی قریب سمجھا جاتا تھا۔ یہ شخص ماضی میں خالد شیخ محمد اور ابوفراج اللبی کے ساتھ بھی رابطے میں تھا۔ امریکی خفیہ اداروں کو چار برس پہلے اس شخص کے اصل نام کا پتہ چلا تھا۔ دو سال قبل القاعدہ کے اس پیغامبر کو ایبٹ آباد میں دیکھا گیا، جب اس کا پیچھا کیا گیا تو ایبٹ آباد کے نواح میں اس عمارت کا پتہ چلا جہاں بعدازاں اسامہ بن لادن کو نشانہ بنایا گیا۔ امریکی عہدیدار نے اے ایف پی کو بتایا کہ خفیہ اداروں نے اونچی دیواروں اور خاردار تاروں والی اس مشکوک عمارت کی نشاندہی کی۔ یہ عمارت اس علاقے کی دیگر عمارتوں سے ہٹ کر تھی اور ظاہری صورت میں بڑی پراسرار نظر آتی تھی۔ کئی ماہ کی نگرانی کے دوران یہ واضح تھا کہ یہاں بہت کم آمدورفت ہوتی ہے۔ سی آئی اے کو شروع ہی سے شک ہو گیا تھا کہ یہاں کوئی اہم شخص چھپا ہے، بعدازاں یہ شک یقین میں بدل گیا کہ اس عمارت میں اسامہ بن لادن اور اس کا کنبہ چھپا ہوسکتا ہے۔ اس اہم خفیہ دریافت کے بارے میں امریکی صدر کو اطلاع دی گئی اور کئی ماہ کی مسلسل نگرانی اور تحقیق کے بعد اس حوالے سے لائحہ عمل طے کرنے کے لئے سیکورٹی کونسل کے پانچ اجلاس کیے گئے۔ ان اجلاس کے دوران طے پایا کہ ہائی ویلیو ٹارگٹ کو مارنے یا گرفتار کرنے کے لیے فوجی آپریشن کیا جائے گا۔

Marfat.com

خبر رساں ادارے اے ایف پی کے مطابق امریکی عہدیدار نے بتایا کہ اس آپریشن کی تفصیل کے ساتھ تیاری کی گئی اور چھاپہ مار دستے کو اس مشن کے لیے خصوصی تربیت کروائی گئی۔ 29 اپریل کی صبح امریکی صدر نے اس آپریشن کی باضابطہ اجازت دی۔ یکم اور دو مئی کی درمیانی رات آپریشن سے قبل امریکی صدر کو اس آپریشن کے بارے میں دوبارہ بریفنگ دی گئی۔ اس دوران پاکستانی وقت کے مطابق رات تقریباً ایک بجے امریکی ہیلی کاپٹروں کے ایک دستے نے ایبٹ آباد میں کاکول اکیڈمی سے متصل اس مکان پر چھاپہ مار کارروائی کی۔ 40 منٹ میں سب کارروائی مکمل ہوگئی۔ اس واقعے میں اسامہ بن لادن کے ہمراہ تین افراد بھی مارے گئے، بتایا جاتا ہے کہ مرنے والوں میں اسامہ بن لادن کا ایک بیٹا، ایک بیوی اور ایک محافظ شامل ہیں۔ اس آپریشن کے بعد حملہ آور دستے بن لادن کی لاش کو ہیلی کاپٹر میں ڈال کر افغانستان لے گئے جہاں ڈی این اے ٹیسٹ کے ذریعے تصدیق کی گئی کہ مرنے والا اسامہ بن لادن ہی تھا۔ امریکی میڈیا کی خبروں کے مطابق اسلامی طریقے کے مطابق آخری رسومات کی ادائیگی کے بعد بن لادن کی نعش کو سمندر برد کر دیا گیا۔

اسامہ بن لادن کی ہلاکت کے بعد پاکستان میں زیادہ زور اس سوال پر دیا جا رہا ہے کہ اس انتہائی خفیہ اور تکنیکی اعتبار سے پیچیدہ آپریشن کو کیا امریکیوں نے خود ہی مکمل کر لیا، یا اس میں پاکستان کی طرف سے بھی معاونت کی گئی تھی؟ بلاشبہ یہ سوال پاک امریکہ تعلق اور تعاون کی موجودہ کیفیت اور مستقبل کے حالات کا جائزہ لینے کے حوالے سے بھی خاصا اہم ہے۔ اس حوالے سے فی الوقت مختلف آرا سامنے آرہی ہیں۔ مثلاً دو مئی کی صبح پاکستان کے دفتر خارجہ نے ایک بیان میں کہا تھا کہ آپریشن امریکی فوج نے کیا تھا نیز یہ کہ آپریشن امریکہ کی اس پالیسی کے تحت ہوا کہ دنیا میں جہاں بھی اسامہ بن لادن کی موجودگی کی تصدیق ہوئی، امریکی افواج وہاں براہ راست حملہ کریں گی۔ بن لادن کی ہلاکت کے بعد پاکستان کی طرف سے جاری کئے گئے اس پہلے بیان سے بہرحال یہ ثابت نہیں ہوتا کہ اس عمل میں پاکستان نے بھی تعاون کیا تھا۔ تاہم اسی روز وزیراعظم یوسف رضا گیلانی نے ایک بیان میں کہا کہ اسامہ بن لادن کی ہلاکت کے لیے انٹیلی جنس تبادلہ کیا

Marfat.com

گیا تھا۔ ادھر امریکہ کی طرف سے بھی اس طرح کا اشارہ نہیں دیا گیا کہ پاکستانی افواج اس کارروائی میں شامل تھیں یا خفیہ معلومات کا تبادلہ کیا گیا تھا۔ تاہم عسکری ماہرین کا ماننا ہے کہ چار ہیلی کاپٹروں کی مدد سے پاکستان کے اندر شہری علاقے میں اس طرح کی کارروائی کو بظاہر ملکی دفاعی نظام سے خفیہ رکھنا ممکن نہ تھا، زیادہ امکانات ہیں کہ پاکستان کے اداروں کو اس کارروائی کا پورا علم تھا۔ تاہم یہ سوال ضرور کیا جائے گا کہ اگر پاکستانی اداروں کو اس کا علم تھا کہ اسامہ بن لادن پاکستان ملٹری اکیڈمی کاکول سے کچھ فاصلے پر مقیم ہے تو اس کے خلاف براہ راست کارروائی کیوں نہ کی گئی؟ اس کارروائی کے نہ ہونے کا خواہ جو بھی جواز پیش کیا جائے تاہم یہ حقیقت ہے کہ پاکستانی اداروں کی براہ راست کارروائی کے اثرات امریکی اداروں کی کارروائی سے سراسر مختلف ہوتے۔ القاعدہ کے ہائی ویلیو ٹارگٹ پاکستان کے شہری علاقوں میں اپنے ٹھکانے بنانے میں کیونکر کامیاب ہوئے؟ اب اس سوال کا کیا جواب ہو سکتا ہے؟

اسامہ کی ہلاکت کے افغانستان کی جنگ پر کیا اثرات پڑیں گے؟ ابھی تک اس حوالے سے بھی وثوق سے کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ اگرچہ یہ خیال کیا جاتا ہے کہ بن لادن کی ہلاکت کے بعد امریکہ کے پاس جنگ کے خاتمے کا جواز موجود ہے، تاہم ابھی تک امریکہ کی طرف سے افغان جنگ کی حکمت عملی میں تبدیلی کا کوئی اشارہ سامنے نہیں آیا۔ افغانستان کے حوالے سے امریکہ پہلے ہی یہ رائے رکھتا ہے کہ وہاں القاعدہ اب برائے نام رہ گئی ہے۔ اس کا مطلب یہ بھی ہے کہ 9/11 کے واقعات کے ذمہ داروں کے خلاف شروع کی گئی جنگ اپنے پہلے سے طے شدہ اہداف سے مختلف اہداف کی طرف منتقل ہو سکتی ہے۔

اسامہ بن لادن کی ہلاکت کے پاک امریکہ تعلقات پر کیا اثرات مرتب ہوں گے، اس کا جواب بھی اسی میں ہے کہ آیا اسامہ کی ہلاکت کا آپریشن پاکستانی اداروں کی مدد سے کیا گیا یا امریکہ نے یک طرفہ طور پر کیا۔ ابھی تک دونوں طرف سے اس ضمن میں واضح طور پر کچھ ردعمل سامنے نہیں آیا۔ پاک امریکہ تعلقات اور تعاون کی ہوا کا رخ اگلے کچھ روز میں زیادہ واضح ہوگا۔

(بشکریہ ہفت روزہ ہم شہری)

Marfat.com

پراسرار امریکی کاروائی

سی آر شمسی

اتوار اور پیر کی درمیانی شب افغانستان کے ہوائی اڈے بگرام سے دو امریکی جنگی ہیلی کاپٹر فضا میں بلند ہوتے ہیں، اس وقت کسی کو معلوم نہیں تھا کہ ان ہیلی کاپٹروں کی منزل کیا ہے۔ تاہم رات ساڑھے بارہ بجے کے آس پاس یہ ہیلی کاپٹر ایک سو بیس کلومیٹر پاکستانی فضاؤں سے گزر کر خیبر پختونخوا کے ایک اہم شہر ایبٹ آباد، جو سیاسی اور فوجی لحاظ سے بڑی اہمیت کا حامل ہے، کی حدود میں داخل ہو کر اور کاکول اکیڈمی سے محض ڈیڑھ دو کلومیٹر دور پہاڑوں کے دامن میں ایک پراسرار قلعہ نما عمارت پر حملہ آور ہوئے۔ ان میں سے ایک ہیلی کاپٹر گر کر تباہ ہو گیا، تاہم دوسرے ہیلی کاپٹر سے اترنے والے کمانڈوز نے آپریشن شروع کیا اور ایبٹ آباد کے لوگوں نے رات کے اندھیرے میں عمارت سے گولے بارود، اور گولیاں چلنے کی آوازیں سنیں۔ ایبٹ آباد کا یہ علاقہ ٹھنڈا چوہا کہلاتا ہے۔

اس سے پہلے اتوار کی سہ پہر کو ہی علاقے میں غیر معمولی فوجی گشت شروع ہو چکا تھا جو ایک بڑی کارروائی کی شروعات تھیں۔ مقامی آبادی کو یہ بھی ہدایات جاری کر دی گئیں کہ اپنے گھروں کی بتیاں بند رکھیں......اور پھر رات گئے...... ہیلی کاپٹروں کے آتے ہی کارروائی شروع ہو گئی۔ پہلے ایک دھماکے......گولیاں چلنے...... بعض عینی شاہدین کے مطابق ایسا لگتا تھا کہ جنگ شروع ہو گئی ہے جس میں توپ کی گولوں کی آوازیں بھی شامل تھیں، اس صورت حال کے باعث پورے شہر میں خوف و ہراس پھیل گیا اور شہری سہم کر گھروں بند ہو کر رہ گئے۔ یہ وسیع رقبے پر پھیلا ہوا ہے اور کے گرد بارہ سے چودہ فٹ اونچی فصیل نما دیواریں تعمیر ہیں۔ جن میں خاردار تاریں بھی نصب تھیں۔ بتایا جاتا ہے کہ 2005ء میں تعمیر ہونے والے اس مکان میں پہلے بھی ایک آپریشن ہو چکا ہے۔

Marfat.com

لوگ حیران تھے یہ کیا ہو رہا ہے بالآخر دہشت گردی کے مرکزی کردار اسامہ بن لادن کی ایک پراسرار آپریشن کے نتیجے میں نشانہ بن جانے کی خبر دنیا کی بڑی خبر بن گئی، اور یہ کہ صدر نے اس خبر کا خود اعلان کرنا ضروری سمجھا کہ امریکہ نے نائن الیون کے حملوں اور امریکہ کے دشمن اسامہ بن لادن کو امریکی فوج نے ہلاک کر دیا ہے۔ وائٹ ہاؤس میں میڈیا سے براہ راست خطاب کرتے ہوئے صدر باراک اوبامہ نے کہا کہ انہیں گزشتہ برس اگست میں اسامہ بن لادن کے ٹھکانے کا علم ہوا تھا، تصدیق کے لئے کئی ماہ لگ گئے۔ اس ضمن میں قومی سلامتی کی ٹیم سے بار بار ملاقاتیں ہوئیں، جن کا مقصد اسامہ بن لادن کی خفیہ پناہ گاہ کی تصدیق کرنا تھی۔ آخر گزشتہ ہفتے میں اس نتیجے پر پہنچا کہ ہمارے پاس کارروائی کے لیے کافی معلومات موجود ہیں، جو آپریشن کی منظوری کے لیے کافی تھیں۔ صدر باراک اوبامہ نے یہ بھی دعویٰ کیا ہے کہ اسامہ بن لادن کی لاش امریکی فوج نے حاصل کر لی ہے۔ کارروائی میں تین مزید افراد ہلاک ہوئے جن میں اسامہ بن لادن کے ایک بیٹے کے علاوہ ایک خاتون بھی شامل ہے۔

دفتر خارجہ کے مطابق صدر باراک اوبامہ نے صدر آصف علی زرداری کو فون کر کے اس کامیاب کارروائی پر مبارکباد پیش کی ہے۔ جبکہ وزیراعظم سید یوسف رضا گیلانی نے اس آپریشن کو دہشت گردی کے خلاف بڑی کامیابی قرار دیتے ہوئے کہا ہے کہ یہ پاکستان اور امریکہ کی کامیاب کارروائی ہے جس سے خطے میں امن کی راہ ہموار ہوگی اور دہشت گردی کا خاتمہ ہوگا۔ وزیراعظم یوسف رضا گیلانی نے یہ بھی واضح کیا…… پاکستان کی سیاسی قیادت، پارلیمنٹ اور ریاستی ادارے اور پوری قوم دہشت گردی کے خاتمے کا تہیہ کیے ہوئے ہے۔

امریکی صدر کے اس سنسنی خیز اعلان نے دنیا بھر میں ایک تہلکہ مچا دیا ہے، یہ تو معاملے کا ایک ایسا پہلو ہے جس نے پاکستان کے لیے کئی سوال کھڑے کر دیے ہیں۔ امریکی حکام کا دعویٰ ہے کہ انہوں نے یہ آپریشن خود کیا ہے، جبکہ پیر کی صبح ایوان صدر میں ایک اعلیٰ سطحی اجلاس منعقد ہوا، جس میں صدر مملکت کے علاوہ وزیراعظم سید یوسف رضا گیلانی، پاک فوج کے سربراہ جنرل

Marfat.com

اشفاق پرویز کیانی، آئی ایس آئی کے سربراہ لیفٹیننٹ جنرل احمد شجاع پاشا، اور متعلقہ اداروں کے اعلیٰ حکام شریک تھے۔ ایوان صدر کے ترجمان فرحت اللہ بابر کے مطابق اجلاس میں اسامہ بن لادن کی ہلاکت اور واقعہ کے ممکنہ ردعمل کا جائزہ لیتے ہوئے مشاورت کی گئی ہے۔ اجلاس کے فوراً بعد دفتر خارجہ کے ترجمان کی جانب سے جاری ہونے والے بیان میں واضح کہا گیا، خفیہ معلومات کی بنیاد پر ایبٹ آباد میں کیے جانے والے آپریشن میں اسامہ بن لادن کو ہلاک کر دیا گیا ہے۔ بہرحال اس پراسرار آپریشن کے تانے بانے اور اس کے ثمرات یا پاکستان کے لیے مضمرات دھندلے ہیں۔ لیکن مغربی میڈیا خاص طور پر بھارت نے پاکستان کو ٹارگٹ کر لیا ہے۔ سفارتی حلقوں کے مطابق اگرچہ صدر اوباما نے اسامہ بن لادن کی ہلاکت کا اعلان کر دیا ہے، مگر ابھی تک پورے حقائق آنا باقی ہیں۔ پہلے یہ اطلاع آئی کہ اسامہ بن لادن کی لاش امریکی فوج کے قبضے میں ہے، دوسری اطلاع یہ ہے کہ امریکی حکام نے اسامہ کی لاش سمندر میں بہادی ہے۔

کیا امریکہ اتنی بڑی کامیابی کو سمندر میں پھینک سکتا ہے؟ یہ بھی اہم سوال ہے کہ اگر امریکہ کو یہ اطلاع تھی کہ اسامہ بن لادن گزشتہ سال اگست سے یہاں مقیم تھا تو کیا پاکستانی حکام کو اس کا علم نہیں تھا؟

پاکستان کی قومی سلامتی کے حوالے سے یہ سوال بھی بڑا اہم ہے۔ کیا امریکہ نے پاکستان کی حدود میں جنگی کارروائی کرنے کی پہلے سے اطلاع دی تھی۔ اگر نہیں تو دو جنگی ہیلی کاپٹر پاکستانی فضاؤں سے اتنا طویل فاصلہ طے کرتے ہوئے ایبٹ آباد تک کیسے پہنچ گئے؟ اس طرح کے اور بھی بہت سے سوال سر اٹھائیں گے، دیکھنا یہ ہے کہ پاکستان کی سیاسی اور عسکری قیادت اس نئے دباؤ سے نکلنے کے لیے حکمت عملی اختیار کرتی ہے، پاکستانی قیادت کو اس نازک مرحلہ پر امریکہ کی جانب سے نئے دباؤ کے لیے تیار رہتے ہوئے حکمت عملی تیار کرنا ہوگی اور یہ بھی خیال کرنا ہوگا کہ دہشت گردی کی جنگ میں فرنٹ لائن بننے کے بعد اسے کیا ملا اور کیا کھویا؟

(بشکریہ ہفت روزہ ہم شہری)

Marfat.com

اسامہ بن لادن کے بعد امت کا مستقبل

شاہنواز فاروقی

مسلمانوں کی گزشتہ ایک ہزار سالہ تاریخ میں صرف دو افراد ہوئے ہیں جنھوں نے وقت کی سپر پاور کو چیلنج کیا ہے: جلال الدین خوارزم اور اسامہ بن لادن شہید۔

جلال الدین خوارزم کا زمانہ چنگیز خان اور تاتاریوں کی یلغار کا زمانہ تھا۔ چنگیز خان وقت کی سپر پاور تھا۔ اس کی عسکری قوت بے پناہ تھی۔ تاتاری بہت بہادر اور ماہر سپاہی نہیں تھے لیکن ان کی غیر معمولی عسکر قوت نے انہیں قہر الٰہی بنا دیا تھا۔ قوت اور اس کے بہیمانہ استعمال پر انحصار چنگیز کی فوجی حکمت عملی تھی۔ وہ حریفوں پر پانچ اور دس لاکھ فوج کے ساتھ یلغار کرتا اور چند گھنٹوں میں بڑے بڑے لشکروں کو کاٹ کر رکھ دیتا۔ میدانِ جنگ میں اس کا لشکر پہلے دشمن کو روندتا ہوا ایک سمت نکل جاتا اور پھر واپسی اختیار کر کے دشمن کی رہی سہی قوت کا خاتمہ کر دیتا۔ چنگیز خان کی اس عسکری قوت اور فوجی حکمت عملی کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس کے حریف اس سے لڑے بغیر ہی اپنی شکست تسلیم کرنے لگے۔ چنگیز خان کا لشکر آتا تو شہروں اور بستیوں کے مسلم معززین اپنے شہر اور اپنی بستیاں رضا کارانہ طور پر چنگیز کے حوالے کر دیتے۔ اس منظر نامے میں جلال الدین خوارزم پوری امت مسلمہ کا فرضِ کفایہ ادا کرنے کے لیے تاریخ کے افق پر نمودار ہوا۔ جلال الدین بادشاہ نہیں تھا صرف خوارزم کا شہزادہ تھا۔ وہ چنگیز خان کی مزاحمت کے سلسلے میں حکمت عملی پر اختلاف کی وجہ سے اپنے والد سے الگ ہو گیا تھا۔ اس نے چنگیز خان کے مقابلے کے لیے اپنی اہلیت اور اپنے وسائل سے عسکری قوت فراہم کی اور ریاستی قوت کے بغیر چنگیز خان کو چیلنج کیا۔ اہم بات یہ ہے کہ اس نے کئی معرکوں میں چنگیز خان کو شکست دی۔ لیکن جلال الدین فرد تھا، ریاست نہیں تھا۔ اس کی قوت کم تھی اور اسے مزید وسائل اور طاقت کی ضرورت تھی۔ اس نے فوجی کمک کے لیے خلیفہ بغداد

Marfat.com

سے مدد طلب کی۔ خلیفہ نے ایک لاکھ فوجی فراہم کرنے وعدہ کیا مگر چنگیز خان کے سفیر نے خلیفہ کو چنگیز خان کی طاقت سے ڈرایا۔ چنگیز خان کے سفیر نے کہا کہ جلال الدین تو آج کی اصطلاح میں دہشت گرد ہے۔ چنانچہ خلیفہ بغداد نے وعدے کے باوجود جلال الدین کی مدد سے انکار کر دیا۔ لیکن جلال الدین بغداد اور چنگیز خان کی یلغار کے درمیان آخری چٹان تھا۔ یہ چٹان ہٹی تو تاتاریوں نے دیکھتے ہی دیکھتے بغداد پر یلغار کر دی اور اس کی اینٹ سے اینٹ بجادی۔

اسامہ بن لادن کی اہمیت یہ ہے کہ انہوں نے وہ بار اٹھایا جو حکومتیں، ریاستیں، تہذیبیں اور امتیں اٹھاتی ہیں۔ اس حوالے سے وہ جلال الدین خوارزم کے مماثل ہیں۔ مگر جلال الدین کا مقابلہ چنگیز سے تھا اور اسامہ کے مقابل امریکہ اور یورپ تھے، اور امریکہ اور یورپ کی قوت چنگیز خان کی قوت سے ہزار گنا زیادہ تھی۔ پھر چنگیز خان ایک مقامی حقیقت تھا لیکن امریکہ اور یورپ ایک عالمگیر حقیقت ہیں۔ چنگیز خان سے بچنا آسان تھا، امریکہ اور یورپ سے بچنا محال ہے۔ چنگیز خان سے چھپ کر ساری زندگی بسر کرنا سہل تھا لیکن امریکہ اور یورپ سے چھپ کر ایک سال بسر کرنا بھی ناممکن ہے۔ اس کے باوجود اسامہ بن لادن نے امریکہ بلکہ مغرب کی اجتماعی طاغوتی طاقت کو چیلنج کیا اور 20 سال سے زیادہ عرصہ بسر کر کے دکھایا۔ یہ ''کارنامہ'' عنایتِ الٰہی کے بغیر ممکن ہی نہیں، اسامہ بن لادن نے مغرب کی طاغوتی طاقت کو چیلنج کیا تو یہ بھی ان کی ذاتی خوبی نہیں تھی۔ یہ اسلام کی شان ہے کہ وہ مومن کو کبھی باطل کی قوت سے مرعوب اور اس کے آگے سرنگوں نہیں ہونے دیتا۔ اسلام زندگی کے نارمل تجربے کو الٹ دیتا ہے۔ زندگی کا نارمل تجربہ یہ ہے کہ موت زندگی کا تعاقب کرتی ہے، لیکن اسلام زندگی کو موت کے تعاقب پر لگا دیتا ہے۔ اسامہ بن لادن کی 1989ء سے 2011ء تک کی زندگی اس امر کی علامت ہے۔ اس علامت کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے کیا جا سکتا تھا کہ جنرل پرویز مشرف اسلامی دنیا کی پہلی اور دنیا کی ساتویں ایٹمی قوت کے سربراہ تھے۔ وہ دنیا کی دوسری بڑی اسلامی ریاست کے صدر تھے۔ وہ 17 کروڑ انسانوں کے حکمران تھے، مگر انہوں نے ایک ٹیلی فون کال پر پوری ریاست امریکہ کے حوالے

Marfat.com

کردی۔ اس کی برعکس اسامہ بن لادن نے ایک فرد ہوکر صرف افغانستان اور پاکستان نہیں بلکہ پوری امتِ مسلمہ کا فرضِ کفایہ ادا کردیا۔ اس سے ثابت ہوگیا کہ اسلام کا جلال و جمال اپنے ظہور میں لازمانی ہے اور وہ اپنے اظہار کے لیے ریاست کا محتاج نہیں۔

اسامہ بن لادن کی شخصیت کا ایک پہلو یہ ہے کہ انہوں نے 20ویں اور 21ویں صدی میں جہاد کو امریکی ٹھپے سے پاک کردیا۔ افغانستان میں سوویت یونین کے خلاف جہاد 20ویں صدی کے اہم ترین واقعات میں سے ایک ہے۔ لیکن اس جہاد کے بارے میں یہ تاثر عام ہوا کہ یہ جہاد امریکہ کے ہتھیاروں، اس کے سرمائے اور اس کی عسکری حکمت عملی سے لڑا گیا ہے۔ اس تاثر نے جہاد کے عمل کو Americanized کردیا۔ یہ صرف افغانستان اور پاکستان کا نہیں پوری امت مسلمہ کا ایک بڑا نقصان تھا۔ اسامہ بن لادن نے امریکہ کو چیلنج کر کے جہاد کو ''امریکی ساختہ'' ہونے سے بچالیا اور ثابت کردیا کہ سوویت یونین کے خلاف جہاد امریکہ کی عسکری قوت اور ڈالر کا کارنامہ نہیں بلکہ مسلمانوں کے عقیدۂ جہاد اور شوقِ شہادت کا معجزہ تھا، اور مسلمان اس معجزے کو دہرانے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ افغانستان میں امریکہ اور اس کے اتحادیوں کی شکست اس کا ثبوت ہے۔

امریکہ نے اسامہ بن لادن کے سر کی قیمت 5 کروڑ ڈالر مقرر کی تھی۔ لیکن یہ رقم اسامہ بن لادن کے ایک بال کی قیمت بھی نہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اسامہ بن لادن 21ویں صدی کی سب سے قیمتی شخصیت ہے۔ اس کا ثبوت علامہ اقبال کے اس شعر کی وہ عملی تفسیر ہے جو ملا عمر نے پیش کی۔ اقبال کا شعر ہے:

اگر ملک ہاتھوں سے جاتا ہے جائے
تو احکام حق سے نہ کر بے وفائی

یہ شعر اقبال کا ہے اور اقبال مصورِ پاکستان ہیں۔ اس لیے اس شعر کی تفسیر بھی پاکستان میں سامنے آنی چاہیے تھی، لیکن اس شعر کی عملی تفسیر ملا عمر نے پیش کی۔ انہوں نے اپنی حکومت اور اپنی

Marfat.com

ریاست کی قربانی دے دی مگر اسامہ بن لادن کو امریکہ کے حوالے کرنے سے انکار کر دیا۔ بلاشبہ یہ عظیم کارنامہ ملا عمر نے انجام دیا لیکن اس کا مرکزی حوالہ اسامہ بن لادن کی شخصیت ہے۔ تجزیہ کیا جائے تو انسانی تاریخ میں ایسی کوئی شخصیت موجود نہیں جس کے لیے حکومت اور ریاست کی قربانی دی گئی ہو۔ اسامہ بن لادن کی قیمت کا مزید اندازہ کرنا ہو تو کہا جاسکتا ہے کہ افغانستان کوئی عام ریاست نہیں، یہ وہ ریاست ہے جس نے 30 برسوں میں وقت کی دو سپر پاورز کو شکست دی ہے۔ ملا عمر نے حق کی پاسداری میں اسامہ کے لیے ایسی ریاست بھی قربان کر دی۔ ظاہر ہے یہ قیمت اسامہ کی قیمت نہیں، بلاشبہ یہ "مومن" کی قیمت ہے۔ لیکن بلاشبہ مومن کا تشخص اسامہ کی صورت میں جلوہ گر ہوا۔

مسلم دنیا کی ایک حقیقت یہ ہے کہ اس میں جہاد ایک تصور ہے۔ ایک نعرہ ہے۔ ریاست کی سرپرستی فراہم ہو تو ایک "پارٹ ٹائم جاب" ہے، لیکن "طرزِ حیات" نہیں ہے۔ اسامہ بن لادن کی سعادت یہ ہے کہ انہوں نے جہاد کو ایک "طرز حیات" یا Way of life بنا کر دکھا دیا۔ بلاشبہ یہ کارنامہ انجام دینے والے وہ واحد شخص نہیں ہیں۔ گل بدین حکمت یار اور ملا عمر کے لیے بھی جہاد ایک طرزِ حیات ہے، لیکن اسامہ بن لادن کا تعلق ایک ارب پتی خاندان سے تھا، ان کے لیے امیرانہ ٹھاٹ باٹ کے ساتھ زندگی بسر کرنے کا امکان ہر وقت موجود تھا۔ مگر انہوں نے شعوری طور پر اس زندگی کو ترک کیا اور جہاد کو ایک طرزِ حیات کے طور پر پسند کیا۔ اس کے بغیر نہ ان کی شخصیت عالمگیر ہوسکتی تھی، نہ اس کے اثرات عالمگیر ہو سکتے تھے۔

بعض حلقوں کا خیال ہے کہ ایبٹ آباد میں اسامہ بن لادن کی شہادت امریکہ کا ڈراما ہے۔ امریکہ اسامہ کی شہادت کا کوئی ٹھوس ثبوت پیش کرنے سے قاصر ہے۔ جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے آنکھیں دی ہیں انہیں مغرب کے حکمرانوں کی اجتماعی پیشانی پر "دجال" لکھا ہوا صاف نظر آ رہا ہے، چنانچہ ان کے حوالے سے ہر طرح کے ڈرامے کی توقع کی جاسکتی ہے۔ لیکن مسئلہ یہ ہے کہ اسامہ بن لادن اور ملا عمر اب افراد کا نام نہیں "علامتوں" کا نام ہیں۔ اور علامتوں کے زندہ رہنے یا

Marfat.com

شہید ہو جانے سے کوئی خاص فرق نہیں پڑتا۔ اسامہ اور ملا عمر کو افغانستان میں جو نتائج پیدا کرنے تھے وہ کر چکے۔ انسان فانی ہے لیکن حق لافانی ہے۔ انسان مر جاتا ہے، حق باقی رہ جاتا ہے اور اپنے اثرات مرتب کرتا رہتا ہے۔ اسامہ بن لادن اور ملا عمر نے حق کو جتنا بسر کیا ہے اس کے کچھ نتائج سامنے آ چکے ہیں اور مزید کچھ کو سامنے آنا ہے۔ یہاں اسامہ کے حوالے سے اقبال کے کچھ شعر یاد آ رہے ہیں۔

ہو صداقت کے لیے جس دل میں مرنے کی تڑپ
پہلے اپنے پیکر خاکی میں جاں پیدا کرے
پھونک ڈالے یہ زمین و آسمانِ مستعار
اور خاکستر سے آپ اپنا جہاں پیدا کرے
زندگی کی قوتِ پنہاں کو کر دے آشکار
تا بہ چنگاری فروغِ جاوداں پیدا کرے
خاکِ مشرق پر چمک جائے مثال آفتاب
تا بدخشاں پھر وہ لعلِ گراں پیدا کرے

(بشکریہ روزنامہ جسارت)

Marfat.com

دہشتگردی کے خلاف نام نہاد جنگ

امت مسلمہ تاراج

سید عدنان فاروق

جماعۃ الدعوۃ پاکستان کے امیر پروفیسر حافظ محمد سعید نے کہا کہ امریکی فورسز کی طرف سے ایبٹ آباد میں آپریشن اور الشیخ اسامہ بن لادن کی شہادت کی خبروں پر صرف پاکستان ہی نہیں پوری دنیا کے مسلمان سخت صدمہ سے دوچار اور اضطراب کی کیفیت میں ہیں چاہیے تو یہ تھا کہ حکمران اس موقع پر قوم کے جذبات کی ترجمانی کرتے اور پاکستان میں دہشت گردی کے اس واقعہ پر امریکہ سے دوٹوک انداز میں بات کی جاتی لیکن افسوسناک امر یہ ہے کہ اس حساس موقع پر بھی حکمران امریکہ کی کاسہ لیسی میں مصروف ہیں اور اسامہ بن لادن کی شہادت کو عظیم فتح قرار دیا جارہا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اب ازلی دشمن بھارت بھی شہ پاکر پاکستان پر سرجیکل سٹرائیک کی باتیں کررہا ہے، ہم سمجھتے ہیں کہ حکومتی ذمہ داران کو اپنے اس رویہ کی اصلاح کرنی چاہیے۔ ڈرون حملوں میں بے گناہ پاکستانیوں کو نشانہ بنانے والے امریکیوں کے حوصلے اس قدر بڑھ چکے ہیں کہ وہ پاکستانی حکام کو بتائے بغیر ایبٹ آباد جیسے حساس شہروں میں کھلے عام آپریشن کر کے نہتے مسلمانوں کو شہید کررہے ہیں۔ اگر پاکستان میں امریکی دہشت گردوں کی کارروائیوں پر یونہی مجرمانہ خاموشی اختیار کی گئی تو کل کو وہ پاکستان کے ایٹمی پروگرام کو نشانہ بنانے کی مذموم سازشوں پر عمل درآمد کی کوششوں سے بھی باز نہیں آئیں گے، اہل اقتدار کو چاہیے کہ وہ امریکہ و یورپ کو خوش کرنے کی بجائے قومی مفادات پر مبنی پالیسیاں ترتیب دیں، اسامہ کی شہادت پر کسی جذباتی ردعمل کا اظہار کرنے کی بجائے مسلمان صبر و تحمل کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑیں، شہادتیں مسلمانوں کا نقصان نہیں اعزاز ہوا کرتی ہیں۔ مسلم امہ کی بیداری میں عظیم کردار ادا کرنے والی شخصیت اسامہ

Marfat.com

بن لادن نے جس جرأت مندانہ انداز میں امریکی فورسز سے لڑتے ہوئے جان قربان کی ہے اس سے پوری امت مسلمہ کا سر فخر سے بلند ہوا ہے، ضرورت اس امر کی ہے کہ مسلمان اپنی صفوں میں اتحاد پیدا کریں۔

مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کے امیر سینیٹر پروفیسر ساجد میر نے کہا ہے اسامہ بن لادن کی ایبٹ آباد میں موت کا واقعہ اسلام، پاکستان اور مذہبی طبقے پر عالمی دباؤ میں اضافے کے لیے استعمال کیا جائے گا۔ اور ان خدشات میں ہمارے ایٹمی اثاثوں کے غیر محفوظ ہونے کا بھی عالمی سطح پر پراپیگنڈہ تیزی پکڑتا جا رہا ہے۔ ان حالات میں عسکری و سیاسی قیادت کو صرف اور صرف ملکی سلامتی، خودمختاری کے تحفظ اور امریکہ کی غلامی سے نجات کے ایجنڈے پر یکساں سوچ اختیار کرنا ہوگی۔ اس کے ساتھ ساتھ اسامہ کیوں پیدا ہوتے ہیں دنیا کو اس کے اسباب بھی تلاش کرنا ہونگے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ اسامہ پیدا ہونے سے روکنے کے لیے دنیا میں ناانصافی کا راج ختم کرنا ہوگا۔ امریکہ کو اسرائیل کی سرپرستی بند کرنا ہوگی، بھارت کو کشمیریوں اور اسرائیل کو فلسطینیوں کا حق آزادی تسلیم کرنا ہوگا۔ انہوں نے کہا کہ دنیا میں اس وقت سب سے زیادہ خون بھی مسلمانوں کا بہہ رہا ہے اور بدنام بھی وہی ہو رہے ہیں۔

جمعیت علماء پاکستان کے سربراہ ڈاکٹر صاحبزادہ ابوالخیر محمد زبیر نے کہا کہ اگر امریکی صدر کے بقول انصاف پورا ہو گیا ہے تو امریکہ کو آج ہی اس نام نہاد دہشت گردی کے خلاف جنگ کو ختم کرنے اور ڈرون حملے بند کرنے کا فوری اعلان کر دینا چاہیے ورنہ اس کے بعد بھی اگر ڈرون حملے جاری رہے تو یہ اس بات کا ثبوت ہوگا کہ دہشت گردی کے نام پر یہ صلیبی جنگ ہے جو مسلمانوں کے خلاف تعصب کی بنیاد پر لڑی جا رہی ہے پھر مسلمان بھی یہ کہنے میں حق بجانب ہونگے کہ اس جنگ میں مسلمانوں کی طرف سے جو بھی مارا جائیگا وہ شہید ہوگا اور قوم کا ہیرو ہوگا۔ ڈاکٹر صاحبزادہ ابوالخیر زبیر نے کہا کہ ایسی اہم حساس جگہ پر ہماری ایجنسیوں کی اجازت کے بغیر اگر کوئی غیر ملکی ریڈار جام کر سکتا ہے اور ہماری اجازت کے بغیر کاروائیاں کر سکتا ہے تو ہماری ایٹمی تنصیبات بھی

Marfat.com

غیر محفوظ ہو گئی ہیں جس کی وجہ سے ہمارے حکمران پاکستان کی سالمیت کے لئے سیکیورٹی رسک بن گئے ہیں، لہٰذا انہیں فوری طور پر مستعفی ہو جانا چاہیے۔

امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید نے کہا ہے کہ 2 مئی کی صبح کو امریکہ کے صدر اوبامہ اچانک ٹیلی ویژن سکرین پر نمودار ہوئے اور انہوں نے اپنی قوم کو یہ جانفزا اور خوش کن خبر سنائی کہ امریکی کمانڈوز نے پاکستان کے شہر ایبٹ آباد میں ایک کامیاب آپریشن کر کے اسامہ بن لادن، جو امریکی شہریوں کا قاتل تھا، کو ہلاک کر دیا ہے۔ امریکہ، یورپ بلکہ دنیا بھر کے چینل چیخ اٹھے اور جہاں ایک دوسرے کو اس شاندار کارکردگی پر مبارک وسلامت کہا وہاں پاکستان کو ایک مجرم کی حیثیت سے کٹہرے میں کھڑا بھی کر دیا۔ جہاں تک نائن الیون کے سانحہ کا تعلق ہے کسی تفصیل میں جائے بغیر اتنا کہہ دینا کافی ہے کہ دس سال گزر جانے کے باوجود کوئی ٹھوس شہادت دستیاب نہیں ہو سکی جس سے یہ معلوم ہو کہ یہ کارروائی اسامہ بن لادن کے ایماء پر ہوئی تھی۔ امریکہ کا دستِ راست اور حاشیہ بردار برطانیہ سرکاری طور پر اعلان کرتا ہے کہ نائن الیون کا کیس اتنا کمزور اور بودا ہے کہ شاید کوئی عدالت اسے سماعت کے لئے بھی منظور نہ کرے۔ ظاہری احوال اور لاتعداد تضادات کی روشنی میں یہ نائن الیون کی طرح کا ڈرامہ محسوس ہوتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ہمارے نزدیک یہ بات اتنی اہم نہیں ہے کہ اللہ نے اسامہ کو اس آپریشن میں شہادت سے سرفراز فرمایا ہے یا وہ برسوں پہلے شہید ہو چکے ہیں۔ ہمارے لئے لمحہ فکریہ یہ ہے کہ صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ پاکستان کے گرد گھیرا تنگ کرنے اور پاکستان کے خلاف مذموم یہودی ایجنڈے کی تکمیل کی طرف عملی پیش رفت کی ایک نہایت گہری سازش ہے اور آج ہم اپنی تاریخ کے نازک ترین دوراہے پر کھڑے ہیں۔ اس اعتبار سے بھی ہمارے لیے لمحہ فکریہ ہے کہ حال ہی میں ایٹمی ممالک میں پانچواں درجہ حاصل کر لینے والا ملک یعنی پاکستان حقیقت میں اس قدر کمزور اور بے بس ہے کہ کوئی دوسرا ملک یہاں سے جب چاہے کسی کو جھپٹ کر لے جائے، جب چاہے پاکستان کی فضائی اور زمینی حدود کی بے حرمتی کر ڈالے۔ سوال یہ ہے کہ اگر ان کی کارروائی کا ہماری سیکیورٹی فورسز کو علم

Marfat.com

ہی نہ ہو سکا تو اس کے لئے نااہلی اور نالائقی کے الفاظ بھی بڑے معمولی اور کمتر لگتے ہیں اور اگر یہ سب کچھ ہماری مرضی اور اجازت سے ہوا ہے تو بے حمیتی اور بے غیرتی کی کونسی منزل سر کرنا رہ گئی تھی جو ہم نے یہ اجازت دے کر کر لی ہے۔ ہم شاید بے عزتی اور بے توقیری کا سمبل بن چکے ہیں۔ ہمارے نزدیک اب وقت آ گیا ہے کہ دجالی قوتوں کا آلہ کار بن کر عالم اسلام کے خلاف امریکی جنگ کو اپنے سر لینے کی پالیسی کو یکسر ترک کر کے اور عوام کو اعتماد میں لے کر انہیں امریکی جارحیت کے خلاف ہمت کے ساتھ کھڑا کیا جائے اور امریکہ سے رشتہ توڑ کر اللہ سے ناطہ جوڑا جائے جو کل کائنات کا مالک ہے۔

(بشکریہ روزنامہ نوائے وقت)

Marfat.com

اسامہ بن لادن

زندگی سے موت تک کا سفر

منظر وحید

کروڑوں لوگوں کیلئے بیک وقت ہیرو اور ولن کی حیثیت رکھنے والے اسامہ بن لادن کی زندگی کا بیشتر حصہ دیو مالائی اور پُر اسرار کردار معلوم ہوتا ہے۔ اسامہ بن لادن امریکہ کے بہترین ''دوست'' اور اولین دشمن رہے۔ ان کی شخصیت کے ہمہ جہت پہلو ہمیشہ حیرانی کا باعث رہے۔ انہوں نے شہزادوں جیسی زندگی بھی گزاری اور افغانستان کے غاروں میں بھی مقیم رہے۔ اعلیٰ تعلیم یافتہ اسامہ نئی چیزوں کو جاننے اور سیکھنے کے ہمیشہ شائق رہے جس طرح ان کی زندگی ایڈونچر اور مہم جوئی سے بھرپور رہی ان کی موت بھی ایک معمے کی حیثیت اختیار کر گئی اور جانے کب تک معمہ ہی رہے گی۔ ان کے مختصر حالات زندگی نذر قارئین ہیں۔

اسامہ بن لادن 10 مارچ 1957ء کو سعودی عرب کے دارالحکومت ریاض میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد کا تعلق یمن اور والدہ کا شام سے تھا۔ ان کے خاندان کے سعودی شاہی خاندان سے قریبی تعلقات تھے۔ اسامہ اپنے 50 بہن بھائیوں میں ساتویں نمبر پر تھے۔ اسامہ کے والد عود بن لادن 1930ء میں یمن سے سعودی عرب میں آئے۔ اسامہ کے والد نے جدہ میں اک قلی کی حیثیت سے زندگی کا آغاز کیا اور اختتام پر وہ سعودی عرب کی ایک بڑی تعمیراتی کمپنی کے مالک تھے۔

13 برس کی عمر میں اسامہ کی والدہ کا انتقال ہوا اور 17 برس کی عمر میں اسامہ کی شادی ایک شامی لڑکی سے ہوئی جو اُن کی رشتی دار تھی۔ وہ ایک مذہبی اقدار کے پابند لڑکے کے طور پر بڑے ہوئے۔ اسامہ نے اپنی پرائمری، سیکنڈری تعلیم جدہ میں حاصل کی۔ ریاض کی کنگ عبدالعزیز

Marfat.com

یونیورسٹی سے انہوں نے سول انجینئرنگ کی ڈگری حاصل کی۔ اسامہ نے اپنی ابتدائی زندگی شہزادوں کی طرح گزاری۔ ان کی بیویوں کی تعداد 5 اور بچوں کی 23 بتائی جاتی ہے۔ اسامہ لمبے قد کے دبلے پتلے اور پھرتیلے آدمی تھے۔ ان کا قد ساڑھے 6 فٹ کے قریب تھا۔ گندمی رنگ کے حامل اسامہ لیفٹ ہینڈڈ (کھبا) تھے۔

ابتدائی عمر میں ہی ان کا رجحان مذہب کی طرف تھا۔ حج کے دنوں میں وہ اپنے والد کے ساتھ سینکڑوں مسلمانوں کی مہمان نوازی کیا کرتے تھے، جن میں کچھ جید علماء اور اسلامی تحاریک کے سربراہ بھی شامل تھے۔ اسلامی تعلیمات میں ان کے دو اساتذہ نمایاں رہے۔ عبداللہ بن عزام جن کا بعد میں افغانستان میں بڑا نام بنا اور محمد قطب جو مشہور اسلامی مصنف اور فلاسفر تھے۔ ان کے والد 3 ستمبر 1967ء کو سعودی عرب میں ایک فضائی حادثے میں جاں بحق ہو گئے۔ ان کے والد نے درجن سے زائد شادیاں کیں اور ان کے 50 سے زائد بچے تھے۔ والد کی وفات کے بعد اسامہ اور ان کے بھائیوں کو تقریباً 25 کروڑ ڈالر کے اثاثے ملے۔ اسامہ کے سب سے بڑے سوتیلے بھائی سلیم بن لادن بھی 1988ء میں امریکی ریاست ٹیکساس میں فضائی حادثے کا شکار ہوئے۔ اسامہ زمانہ طالب علمی میں اخوان المسلمون کے ساتھ منسلک رہے۔

1979ء میں سوویت یونین نے افغانستان پر حملہ کیا تو انہوں نے مجاہدین کی مالی مدد شروع کی۔ 1982ء میں اسامہ بن لادن نے افغانستان جانے کا فیصلہ کیا اور اپنے ساتھ بڑی تعداد میں تعمیراتی مشینری بھی لے کر گئے جو انہوں نے مجاہدین کے حوالے کر دی۔ بعد ازاں انہوں نے زیادہ سے زیادہ وقت افغانستان میں گزارنا شروع کر دیا۔ وقتاً فوقتاً وہ جنگ میں بھی حصہ لیتے رہے اور ساری دنیا سے مجاہدین کو افغانستان لانے کی ذمہ داری بھی انہی کے کندھوں پر تھی۔ 1989ء تک اسامہ نے 100 سے زیادہ جھڑپوں اور بڑی جنگوں اور چھوٹے آپریشن میں حصہ لیا۔ وہ سال میں آٹھ ماہ سے زیادہ افغانستان میں گزارہ کرتے تھے۔ ان کی موجودگی نے دوسرے سعودی لوگوں کی حوصلہ افزائی بھی کی جو اس وقت بہت کم تعداد میں تھے۔

Marfat.com

1984ء میں انہوں نے افغانستان میں اپنی موجودگی کو مضبوط کیا اور پشاور میں ''بیت انصار'' کے نام سے ایک مہمان خانہ قائم کیا۔اس گھر کو عرب مجاہدین کا پہلا مرکز کہا جاتا ہے جہاں وہ افغانستان کے محاذ پر جانے سے پہلے ٹھہرا کرتے تھے۔اس تمام عرصے میں اسامہ کی اپنی کوئی کمانڈ نہ تھی نہ ہی کوئی تربیت گاہ۔وہ نئے آنے والے کو افغان محاذ پر بھیجا کرتے تھے۔

1986ء میں اسامہ نے فیصلہ کیا کہ وہ افغانستان میں اپنے کیمپ قائم کریں۔ چنانچہ دو سال کے اندر انہوں نے 6 سے زیادہ کیمپ بنا لیے۔اسامہ نے اپنے محاذ قائم کرنے،اپنی جنگ لڑنے اور خود کمان کرنے کا فیصلہ کیا۔عرب لڑنے والوں میں ان کے پاس سابقہ فوجی تھے جن کا تعلق شام اور مصر کی افواج سے تھا۔چھوٹی چھوٹی جھڑپوں کے علاوہ ان کا سوویت یونین کی افواج سے پہلا براہ راست ٹکراؤ پکتیا کے صوبے کی جنگ میں ہوا جو کہ خوست سے 200 کلومیٹر دور تھا۔

ان کو 1988ء میں احساس ہوا کہ وہ تنظیمی اعتبار سے کمزور ہیں۔ اسامہ نے فیصلہ کیا کہ اس سارے کام کو باقاعدہ طور پر منظم کیا جائے۔انہوں نے تمام آنے والوں کے بارے میں تحریری ریکارڈ رکھنا شروع کیا کہ آیا وہ مجاہدین تھے،رضا کار تھے یا صرف دورہ کرنے والے تھے۔ان کی تحریک کو باقاعدہ ضابطہ تحریر میں لایا گیا جو کہ گیسٹ ہاؤس سے کیمپ تک تھی۔اس سارے کام کو القاعدہ کا نام دیا گیا۔القاعدہ ایک عربی لفظ ہے جس کا مطلب ہے''بنیاد''۔

1989ء میں افغانستان سے روسی فوجوں کے انخلاء کے بعد وہ عام دورے پر سعودی عرب گئے۔جہاں ان کے سفر پر پابندی لگا دی گئی اور نظر بند کر دیا گیا۔

کویت پر عراقی حملے کے بعد تحفظ کے نام پر امریکی سعودی عرب میں آ گئے تھے۔امریکی فوج کی سعودی عرب میں موجودگی پر اسامہ اور شاہی خاندان میں اختلافات پیدا ہو گئے۔

1991ء میں اسامہ نے سعودی شہریت چھوڑ دی اور 1992ء میں وہ سوڈان چلے گئے۔

اسامہ نے سعودی عرب میں امریکی فوج کی موجودگی کے خلاف نہ صرف عرب نوجوانوں میں تحریک پیدا کی بلکہ دنیا بھر میں موجود دیگر تحریکوں سے بھی رابطے کیے۔اسی دوران اسامہ نے دنیا

Marfat.com

بھر میں موجود امریکی مفادات پر حملوں کا فتویٰ بھی جاری کیا۔ 1996ء میں اسامہ دوبارہ افغانستان پہنچے اور طالبان کے امیر ملا عمر نے انہیں سیاسی پناہ دی۔ اسامہ نے ایک بار پھر ''تورا بورا'' میں جہادی کیمپ قائم کیے۔ 1997ء میں امریکی صدر بل کلنٹن نے اسامہ کی حوالگی کے لیے طالبان پر دباؤ ڈالا مگر ان کی یہ کوشش کامیاب نہ ہو سکی۔

1998ء میں امریکہ نے اسامہ کو مارنے کے لیے افغانستان اور سوڈان میں کروز میزائلوں سے حملے کیے۔

اسامہ پر نیروبی دھماکوں سے لے کر ورلڈ ٹریڈ سنٹر اور پینٹا گون پر حملوں کے الزامات لگائے گئے۔ 2001ء میں نائن الیون کے بعد اسامہ امریکہ کو سب سے زیادہ مطلوب شخص کی حیثیت اختیار کر گئے۔ اسامہ کو پناہ دینے کے جرم میں امریکہ نے افغانستان کی طالبان حکومت کے خلاف جنگ شروع کی تو اسامہ القاعدہ قیادت کے ساتھ روپوش ہو گئے۔

گزشتہ دس برس سے امریکی فوج انہیں تلاش کر رہی تھی اور وہ امریکہ کو انتہائی مطلوب دس افراد کی فہرست میں پہلے نمبر پر تھے۔ ان کے سر کی قیمت 5 کروڑ ڈالر مقرر کی گئی تھی۔ ان دس برسوں میں کئی دفعہ ان کے مارے جانے کی اطلاعات بھی آتی رہیں اور ان کے حوالے سے متضاد خبریں گردش کرتی رہیں۔ ان کی شدید بیماری میں مبتلا رہنے کی رپورٹیں شائع ہوئیں اور کہا گیا کہ اسامہ بن لادن کے گردے ختم ہو چکے ہیں۔ انہوں نے عسکری آپریشن کی قیادت اپنے نائب ایمن الظواہری کو سونپ دی ہے۔ 2 مئی 2011ء کو ایبٹ آباد میں ایک آپریشن کے دوران امریکہ نے انہیں ختم کر دیا۔ ان کی نعش سمندر برد کر دی گئی مگر اسامہ کا کردار لافانی ہو گیا۔

(بشکریہ روزنامہ نوائے وقت)

Marfat.com

القاعدہ سے انٹرنیشنل اسلامک فرنٹ تک

اسامہ بن لادن سے ایک ملاقات...... ایک سنسنی خیز سفر کی روداد

رؤف طاہر

امریکہ کو انتہائی مطلوب، عالمی شہرت یافتہ اسامہ بن لادن سے ملاقات میں ایسے سنسنی خیز مراحل بھی آئیں گے، یہ ہم میں سے کسی کے وہم وگمان میں نہ تھا۔

نماز مغرب کا وقت تھا جب پاک افغان سرحد پر، چیک پوسٹ سے کچھ فاصلے پر ہم نے گاڑی چھوڑ دی۔ نماز کے بعد ''گائیڈ'' سے مشاورت ہوئی۔ اس کا کہنا تھا کہ سرحد پر متعین ملیشیا والوں سے بچ کر افغانستان کی سرزمین پر پہنچنے کا محفوظ ترین راستہ اختیار کرنا ہے تو اڑھائی، تین گھنٹے کا پیدل سفر درکار ہوگا لیکن اس میں چیک پوسٹ والوں کی نظر سے بچ نکلنے کے لئے بہت احتیاط سے کام لینا ہوگا اور پہلی احتیاط یہ ہے کہ شب کی سیاہی کے گہرا ہونے کا انتظار کیا جائے۔ مشاورت کے بعد دوسرا راستہ اختیار کرنے کا فیصلہ ہوا۔

تاریکی گہری ہوئی تو گائیڈ نے کہا کہ دو، دو کی ٹولیاں بنالیں جو ایک دوسرے سے کچھ فاصلے پر رہیں تاکہ قدموں کی زیادہ آہٹ نہ ہو۔ انہوں نے اس دوران مکمل خاموشی، یہاں تک کہ کھانسی کو بھی قابو میں رکھنے کی ہدایت کی۔

پہاڑی علاقے میں، رات کی تاریکی میں یہ سفر ''یادگار'' بنتا جا رہا تھا۔ اونچے نیچے پتھر، کچھ اندازہ نہ ہوتا تھا کہ اگلا پاؤں کہاں پڑے گا۔ کئی بار ٹھوکر کھائی، لیکن دور تک لڑھکنے سے قبل ہم راہی نے تھام لیا۔ ایک طرف کھائیاں، جن سے بچنے کے لئے دوسری جانب جھاڑیوں کی طرف ہاتھ بڑھایا تو سوئیاں سی چبھ گئیں۔ تاریکی میں اندازہ ہی نہ ہوتا تھا کہ یہ خاردار جھاڑیاں ہیں۔ تھوڑی دیر بعد محسوس ہوا کہ ہتھیلی خون آلود ہو چکی ہے۔ اس عالم میں کسی کی چپلی ٹوٹ گئی، کسی کے

Marfat.com

کپڑے کانٹوں میں الجھ گئے۔ "منتظمین" نے صرف یہ ہدایت کی تھی کہ پتلون کی بجائے شلوار قمیض پہن کر آئیں، جوتوں کے متعلق کوئی ہدایت نہ تھی، ورنہ جوگرز کا اہتمام کر لیتے تو شاید یہ دشوار گزار راستہ طے کرنے میں کچھ آسانی رہتی۔

اواخر مئی (1998ء) کا یہ دن بہت گرم گزرا تھا۔ شام بھی بہت شدید تھی جس کے اثرات اب تک موجود تھے۔ اونچے اونچے خطرناک راستوں پر اس سفر میں پیاس نے آلیا تو یاد آیا کہ پانی کی بوتلیں تو گاڑی میں چھوڑ آئے تھے۔ حلق میں کانٹے چبھنے لگے۔ اچانک بائیں جانب کچھ فاصلے پر واقع سرحدی چوکی کی طرف سے لائٹ بلند ہوئی، یوں لگتا تھا جیسے اس کا رخ ہماری جانب ہو۔ گائیڈ نے سرگوشی کی "یہیں بیٹھ جائیں، بلکہ اگر ہو سکے تو لیٹ جائیں" ہم نے اکڑوں بیٹھنے پر ہی اکتفا کیا۔ اونچے اونچے پتھروں پر لیٹنا آسان تو نہ تھا۔ چند ساعتوں کے بعد، چیک پوسٹ کی جانب سے دو لائٹیں حرکت کرتی نظر آئیں۔ کیا شک کرنے پر ہمارا تعاقب شروع کر دیا گیا ہے؟ گائیڈ نے کہا "اب بیٹھنے یا لیٹنے کی بجائے، آواز پیدا کیے بغیر تیزی سے آگے بڑھیں"۔ دو، دو افراد پر مشتمل سات، آٹھ ٹولیاں تیزی سے حرکت کرنے لگیں۔ اس اندیشے نے سر اٹھایا کہ اس تاریکی میں ادھر ادھر بھٹک گئے تو ویرانے میں رات کیسے گزرے گی؟ بلکہ ہم جیسے کمزور دل تو اس تصور ہی سے لرز گئے کہ کیا صبح دیکھنی نصیب بھی ہوگی یا نہیں۔ بہر حال گرتے پڑتے، بچتے بچاتے، رکتے رکاتے سوا ڈیڑھ گھنٹے بعد ہم نسبتاً کھلے علاقے میں تھے۔ گائیڈ نے خوشخبری دی "اب ہم افغانستان میں ہیں۔ خطرہ ٹل گیا ہے"

تھوڑی دیر ستانے کے بعد ہم دوبارہ گاڑی میں سوار تھے۔ کچھ فاصلے پر طالبان کی چیک پوسٹ تھی، جنہیں ہماری آمد کی پیشگی اطلاع تھی، وہ بڑے والہانہ انداز میں آگے بڑھے ......"پاکستانی برادران"......اور پھر ہم میں سے اکثر کے چہروں پر داڑھی نہ پا کر انہیں قدرے مایوسی ہوئی۔ یہیں ہم نے چشمے کے تازہ پانی سے پیاس بجھائی اور آگے بڑھ گئے۔ رات ہمیں ایک "جہادی کیمپ" میں گزارنا تھی۔ پہاڑوں کے دامن میں یہاں جنریٹر سے بجلی کا بندوبست کیا گیا

Marfat.com

تھا۔ رات کے کھانے اور نمازِ عشاء کے بعد فرشی بستروں پر ہم کھلے آسمان کو تک رہے تھے۔ برسوں بعد ایسا شفاف آسمان اور چمکدار تارے نظر آئے تھے۔ آلودگی سے پاک یہ ماحول کتنا بھلا محسوس ہو رہا تھا۔ سفر کی ساری صعوبت ذہن سے محو ہوگئی، یقین ہی نہ آتا تھا کہ ہم ایسے پرخطر سفر سے آئے ہیں۔ شب کے 11 بج رہے تھے جب دو گاڑیاں اس کیمپ میں پہنچی۔ یہ اسامہ بن لادن کے رفقا تھے جو پاکستان سے آنے والے اس صحافتی وفد کے خیر مقدم اور ان سے تعارف کے لئے آئے تھے۔ ان کا کہنا تھا کہ انٹرویو کا حتمی وقت ابھی طے نہیں کیا جا سکتا تاہم یہ امکان موجود ہے کہ یہ اگلے روز علی الصبح ہو جائے۔ ہمارے وفد میں اسلام آباد میں مقیم ایک چینی اخبار نویس مسٹر چن بھی تھے۔

اگلی صبح اسامہ کے رفقا پھر ہمارے پاس تھے۔ ان کا کہنا تھا کہ ملاقات شاید آج رات 9 بجے سے پہلے نہ ہو سکے۔ معلوم ہوا کہ کچھ عرصہ قبل امریکی ٹیلی ویژن کی ایک ٹیم بھی یہاں ٹھہری تھی اور اسامہ بن لادن نے اسے بھی رات 9 بجے کا وقت دیا تھا۔ یہ شاید سیکیورٹی کے تقاضوں کے پیش نظر تھا کہ رات کی تاریکی میں پتہ نہ چلے کہ کن راستوں پر آمد و رفت ہوئی اور انٹرویو کس جگہ پر ہوا، لیکن ان پر پیچ پہاڑی راستوں پر تو دن کی روشنی میں بھی سفر کیا جائے تو اجنبی کو کچھ پتہ نہیں چلتا کہ کدھر سے آ رہے ہیں، کدھر کو جا رہے ہیں۔

ہم اسامہ کے ساتھیوں کو احساس دلا رہے تھے کہ ہم پاکستان میں کیا حالات چھوڑ کر آئے ہیں، جہاں کسی بھی وقت ایٹمی دھماکہ متوقع ہے، چنانچہ ہم جلد از جلد واپس جانا چاہتے ہیں اور یہ بھی کہ ہمیں امریکیوں کی طرح ''ٹریٹ'' نہ کیا جائے۔ ہم تو ان کے بہی خواہ ہیں اور ان کے اینٹی امریکنزم سے ہمدردی رکھتے ہیں۔ چنانچہ ہمارے حوالے سے سیکیورٹی کی ان غیر معمولی احتیاطوں کی ضرورت نہیں جو امریکیوں کے حوالے سے لازم ہیں۔ وہ یہ کہہ کر رخصت ہوئے کہ ہم تیار رہیں، ہمیں کسی بھی وقت انٹرویو کے لیے بلایا جا سکتا ہے۔

نماز ظہر کے وقت تین ڈبل کیبن گاڑیاں ہمیں لے جانے کے لئے آئیں، جن میں وائرلیس سیٹ نصب تھے۔ ہماری گاڑی کا عرب ڈرائیور بڑی مہارت سے اونچے نیچے راستوں پر

Marfat.com

گاڑی دوڑائے جارہا تھا، راستے میں آنے والے ندی نالوں کو بھی وہ بڑی مشاقی سے عبور کرتا رہا۔ دو گھنٹے سے زائد اس سفر میں سواریاں دائیں بائیں، آگے پیچھے لڑھکتی رہیں۔ اب نئے دلچسپ اور سنسنی خیز مراحل درپیش تھے۔ ایک موڑ پر اچانک تین نقاب پوش گاڑی کے سامنے کھڑے تھے۔ دو کے ہاتھوں میں کلاشنکوف اور تیسرے کے پاس راکٹ تھا۔ ان کے کچھ مسلح نقاب پوش ساتھی جھاڑیوں کے سائے میں چاک وچوبند اور مستعد کھڑے تھے۔ ڈرائیور نے ان کے لیڈر سے عربی میں بات کی، لیکن وہ مطمئن نہیں ہو پا رہا تھا۔ ڈرائیور نے اپنی وائرلس پر کسی ذمہ دار سے اس کی بات کروائی اور سے آگے جانے کا اذن مل گیا۔ پیچھے آنے والی گاڑیاں بھی ''تفتیش و تحقیق'' کے اسی مرحلے سے گزریں۔ ہمارا خیال تھا کہ ہم اپنی منزل کے قریب ہیں لیکن ابھی عشق کے امتحان اور بھی تھے۔ گاڑیاں پھر اونچے نیچے اور ٹیڑھے میڑھے راستے پر دوڑنے لگیں۔ پندرہ، بیس منٹ کے بعد پھر چیکنگ کا مرحلہ درپیش تھا۔ وہی سوال جواب، وہی بے اطمینانی اور احتیاط...... یہاں پھر وائرلیس پر رابطہ کیا گیا اور اوپر سے کلیرنس ملنے کے بعد آگے بڑھنے کی اجازت ملی۔ دس پندرہ منٹ بعد پھر آزمائش۔

اور اب ہم منزل پر پہنچ چکے تھے۔ پہاڑوں کے دامن میں واقع اس ''کیمپ'' کے سیاہ گیٹ پر آخری بار چیکنگ ہوئی اور وائرلیس پر احکامات حاصل کرنے کے بعد گیٹ کھول دیا گیا۔ یہاں عمارتوں کی چھتوں پر بڑی تعداد میں مسلح گارڈ موجود تھے۔ گردوپیش پہاڑوں پر بھی مسلح نقاب پوش راکٹ اور میزائل اٹھائے نظر آرہے تھے۔ میدان میں بھی باوردی مسلح افراد بڑی تعداد میں مستعد کھڑے تھے۔ ہمیں کانفرنس روم میں لے جایا گیا۔ ملاقات کے ''آداب'' میں یہ بات بھی شامل تھی کہ یہاں کوئی تصویر اتارنے کی کوشش نہ کی جائے۔ اسامہ کی تصاویر کے لئے الگ سیشن ہوگا اور اس دوران بھی ہمیں تمام ہدایات پر عمل کرنا ہوگا۔ چند منٹ بعد بتایا گیا کہ اسامہ یہاں پہنچنے والے ہیں۔ مسلح افراد کے جلو میں ہم باہر کو لپکے۔ تب فضا میں فائرنگ کی گونج تھی۔ کیمپ میں عمارات کی چھتوں اور قریبی پہاڑیوں کی چوٹیوں پر موجود مسلح افراد آسمان کی طرف بے تحاشا

Marfat.com

فائرنگ کر رہے تھے۔ یہ اپنے قائد کا استقبال ہی نہیں، ایک طرح کا حفاظتی اقدام بھی تھا۔

1980ء کی دہائی میں جب افغان مجاہدین سوویت فوجیوں کے خلاف مزاحمت کی شاندار تاریخ رقم کر رہے تھے، دنیا کے مختلف علاقوں، خصوصاً عرب ممالک سے بھی جذبہ جہاد سے سرشار نوجوانوں نے سرزمین افغانستان کا رخ کیا۔ ان میں اکیس بائیس سالہ اسامہ بن لادن بھی تھا جس کا تعلق سعودی عرب کے ارب پتی خاندان سے تھا۔ نوجوان اسامہ نے اپنے حصے کی آمدنی جو بلا مبالغہ سالانہ کروڑوں ڈالر تھی، جہاد کے لئے وقف کر دی اور خود افغان سرزمین پر آ کر ڈیرے ڈال لئے۔ وہ پشاور میں مقیم جہادی قیادت سے قریبی رابطے میں تھا۔ مجاہدین کی تمام تنظیمیں اسے احترام اور محبت سے دیکھتیں۔ جہاد افغانستان میں پاکستان کے بنیادی کردار کی وجہ سے وہ اسے اپنا دوسرا گھر قرار دیتا۔

اسامہ صرف اپنے حصے کی دولت ہی اس عظیم کارِ خیر پر خرچ نہیں کر رہے تھے بلکہ وہ دیگر عرب شیوخ کو بھی ادھر راغب کرتے۔ وہ عربوں سے باہر بھی، جہاں جہاں ان کا اثر ورسوخ اور ذاتی وخاندانی روابط تھے، انہیں جہاد افغانستان کے لئے استعمال میں لاتے رہے۔ وہ افغانستان میں سوویت جارحیت کے خلاف برسرِ پیکار عرب مجاہدین کے لیڈر بھی تھے اور میدان جہاد میں ان کی ملی رہنمائی کرتے۔ افغانستان سے شکست خوردہ سوویت فوجوں کی ذلت آمیز واپسی اور پھر سوویت یونین کے انہدام اور کمیونزم کے زوال کے بعد، ان کا خیال تھا کہ اب امریکی استعمار اسلام اور ملت اسلامیہ کو اپنا ہدف بنائے گا۔ وہ مشرقِ وسطیٰ میں امریکہ کی زیر سرپرستی صیہونی سازشوں کا بھی ذکر کرتے۔ اب عالم اسلام کو امریکی استعمار سے بچانا ان کی زندگی کا نصب العین تھا اور اس نئے چیلنج میں عرب مجاہدین ان کے ساتھ تھے۔

1991ء میں کویت پر عراقی قبضے کے بعد انہوں نے سعودی عرب اور خلیج سے امریکی فوجوں کے انخلاء کا مطالبہ کیا۔ سعودی حکومت سے سنگین اختلافات کے باعث، ان کی سعودی شہریت ختم کر دی گئی اور وہ سوڈان چلے گئے۔ امریکہ یہاں بھی ان کی سرگرمیوں سے بے خبر نہ تھا۔

Marfat.com

وہ انہیں امریکی مفادات کے لئے بہت بڑا خطرہ سمجھ رہا تھا۔ صومالیہ میں امریکی فوجیوں پر حملے اور متعدد امریکیوں کی ہلاکت کا ذمہ دار بھی وہ اسامہ ہی کو قرار دیتا۔ بالآخر سوڈان پر بے پناہ امریکی دباؤ نے انہیں یہاں سے کوچ کرنے پر مجبور کر دیا۔

اب پھر ان کا رخ افغانستان کی طرف تھا۔ امریکہ کو مطلوب اس ''ناپسندیدہ ترین'' شخص کے لئے دنیا میں اور کہاں جائے پناہ تھی۔ ان دنوں کابل پر برہان الدین ربانی حکمران تھے۔ جلال آباد میں حزب اسلامی (خالص گروپ) کا گورنر ان کا ذاتی دوست تھا، چنانچہ انہوں نے جلال آباد کو اپنا مسکن بنایا۔ افغان مجاہدین کے مختلف گروپوں میں باہمی تصادم پر اسامہ کی آزردگی فطری تھی۔ انہوں نے ان میں مصالحت اور مفاہمت کی بہت کوشش کی، لیکن ناکام رہے۔ تب طالبان بھی ایک نئے فیکٹر کی حیثیت سے پیش قدمی کر رہے تھے، جو جہاد کے لئے اسامہ کی قربانیوں کے قدردان تھے۔ طالبان کے امیر ملا عمر، اسامہ کو اپنا معزز مہمان قرار دیتے۔ یوسف رمزی اور ایمل کانسی کی امریکیوں کے ہاتھوں گرفتاری کے بعد طالبان نے اپنے معزز مہمان کو جلال آباد سے خوست منتقل ہونے کا مشورہ دیا۔ جہاں پیچ در پیچ پہاڑی علاقے میں اسامہ اپنے رفقاء کے ساتھ قیام پذیر تھے۔ ان میں مصر کی جماعت الجہاد کے سربراہ ایمن الظواہری بھی تھے، جنہوں نے صدر سادات کے قتل کے الزام میں قید و بند کی طویل صعوبتیں جھیلیں۔ 1984ء میں رہائی پانے کے بعد وہ کچھ عرصہ مصر میں رہے اور پھر افغانستان آ کر جہاد میں شریک ہو گئے۔ وہ سوڈان میں بھی اسامہ کے ساتھ تھے۔ نیویارک ورلڈ ٹریڈ سنٹر میں بم دھماکے کے کیس میں، امریکہ میں زیر حراست نابینا مصری عالمِ دین عمر عبدالرحمٰن کے تین صاحبزادے محمد عمر عبدالرحمٰن، احمد عمر عبدالرحمٰن اور عاصم عمر عبدالرحمٰن بھی یہاں تھے۔ صدر سادات کے قاتل اسلام بولی کے بھائی شاقی اسلام بھی موجود تھے۔

اسامہ کے دائیں ہاتھ ڈاکٹر ایمن الظواہری اور بائیں جانب ان کے دستِ راست الشیخ تیسیر عبداللہ نے نشستیں سنبھالیں اور بات چیت کا آغاز ہوا۔ 41 سالہ اسامہ نے عالم اسلام اور

Marfat.com

خصوصاً مشرقِ وسطیٰ میں حکومتی سطح پر اثر ونفوذ پر تفصیل سے گفتگو کی۔ عرب سرزمین میں امریکی فوجیوں کی موجودگی کو انہوں نے شدید تنقید کا نشانہ بنایا اور ریاض اور الخبر میں امریکی فوجی ٹھکانوں میں بم دھماکوں کو، مقامات مقدسہ سے امریکیوں کے انخلاء کے لئے شروع ہونے والے جہاد کا حصہ قرار دیا۔ ''کیا یہ مجاہد آپ کے آدمی ہیں؟'' آپ یوں کہہ لیں کہ وہ میرے ہم خیال ضرور ہیں اور چاہتے ہیں کہ امریکی ہمارے مقدس مقامات سے نکل جائیں۔

اسامہ بتا رہے تھے کہ گزشتہ رمضان المبارک میں سعودی حکومت بھاری مقدار میں اسلحہ پر قبضہ کرنے میں کامیاب ہوگئی، جسے امریکیوں کے خلاف استعمال کیا جانا تھا۔ یہ اسلحہ ایک گاڑی سے دوسری گاڑی میں منتقل کیا جارہا تھا کہ پولیس نے چھاپا مار کر ''مجاہدین'' کو پکڑ لیا۔ اس اسلحہ میں زمین سے فضا میں مار کرنے والے (سام 7) اور سٹنگر میزائل بھی تھے۔ امریکی پریشان تھے کہ اس طرح کے اسلحہ سے تو ان کے جہاز بھی محفوظ نہیں رہیں گے۔ اسامہ کے چہرے پہ فاتحانہ مسکراہٹ تھی، جب وہ بتا رہے تھے کہ امریکہ عدن (یمن) میں اپنا اڈہ قائم کرنا چاہتا تھا، تاکہ صومالیہ کے خلاف تازہ دم فوجیں بھیجتا رہے، لیکن عدن کے 2 ہوٹلوں میں بم دھماکے کے بعد امریکی اتنے خوفزدہ ہوئے کہ انہوں نے یہ منصوبہ ترک کیا اور واپس چلے گئے۔

پاکستان کا ذکر ہوا تو اسامہ کے لب ولہجے میں جذبات کی آمیزش فزوں تر ہوگئی، وہ کہہ رہے تھے پاکستان سے ہمیں بے پناہ محبت ہے، جسے عالم اسلام میں کلیدی کردار ادا کرنا ہے۔ وہ افغان جہاد میں پاکستان کے بنیادی کردار کا تحسین آمیز انداز میں ذکر کر رہے تھے۔ انہیں اس پر بھی خوشی تھی کہ پاکستان نے آج تک اسرائیل کو تسلیم نہیں کیا، جبکہ کچھ عرب حکومتیں (اپنے عوام کی خواہشات کے برعکس) یہ جرم کر چکی ہیں۔ ان کا کہنا تھا کہ خطے میں نیوکلیئر بھارت کی طرح نیوکلیئر پاکستان کو بھی صرف نیوکلیئر ٹیکنالوجی کو مزید ترقی اور فروغ دینا چاہیے، بلکہ کسی نہ کسی طرح اس کا اظہار بھی کر دینا چاہیے...... (یہ گفتگو پاکستان کے ایٹمی دھماکوں سے 2 دن قبل ہوئی)

اس موقع پر کشمیر کا بھی ذکر ہوا تو اسامہ نے کہا: ''کشمیری بھائی اپنے حقِ خودارادیت کے

Marfat.com

لئے جس جدوجہد میں مصروف ہیں، وہ ہر لحاظ سے جائز اور منصفانہ ہے۔ یہ بلاشبہ اسلامی جہاد ہے اور ہم دنیا میں دیگر جہادی سرگرمیوں کی طرح اس جہاد کی بھی مکمل حمایت کرتے ہیں۔ ہم افغانستان سے فارغ ہو کر کشمیر کی طرف توجہ دینا چاہتے تھے، لیکن پاکستان کی اس وقت کی حکومت نے امریکی دباؤ کی وجہ سے عرب مجاہدین کو پاکستان سے نکل جانے کا حکم دے دیا''۔

''کیا چین کے مسلمانوں سے بھی آپ کا کوئی واسطہ ہے؟ کیا آپ انہیں بھی تربیت دے رہے ہیں؟''......چینی اخبار نویسوں کا اشارہ سنکیانگ میں مسلمانوں کی تحریک کی طرف تھا......

اسامہ کا جواب تھا'' چینی مسلمانوں کے مسائل کے متعلق میں اکثر سنتا رہتا ہوں، مگر ان سے ہمارا کوئی براہِ راست رابطہ نہیں اور نہ کوئی چینی مسلمان ہماری تنظیم کا رکن ہے۔ میں یہاں یہ بات ضرور کہوں گا کہ چین کی حکومت اپنے خلاف امریکہ اور اہل مغرب کے عزائم پر کڑی نظر رکھے اور مسلمانوں سمیت اپنی آبادی کے تمام طبقات کے اطمینان کا بھی اہتمام کرے''

افغانستان میں داخلی کشمکش کے متعلق ایک سوال پر ان کا کہنا تھا کہ سوویت یونین کے انخلاء کے بعد افغانستان امریکیوں اور صیہونیوں کی سازش کی آماجگاہ بن گیا۔ ایک سازش اسے پانچ حصوں میں تقسیم کرنے کی تھی، جس کے مطابق مشرق میں حاجی قدیر، شمال میں دوستم، مغرب میں اسماعیل، مرکز میں نجیب اور مسعود اور جنوب میں ملا عمر کی حکومتیں قائم کرنا تھیں، لیکن یہ سازش کامیاب نہ ہو سکی۔ امریکہ کے علاوہ روس نے بھی اب تک افغانستان میں اپنے مفادات سے نظریں نہیں ہٹائیں۔ وہ سیلانگ میں موجود ہے اور وہاں سے مداخلت کرتا رہتا ہے۔ بہر حال طالبان کے زیر کنٹرول علاقوں میں امن ہے اور یہ معمولی بات نہیں۔ دنیا بھر کے مسلم رہنماؤں کا فرض ہے کہ وہ متحارب افغان جماعتوں کے رہنماؤں کو قائل کریں کہ وہ مل بیٹھ کر مسئلے کا حل تلاش کریں۔ موجودہ حالت میں تو روس سے حاصل ہونے والی عظیم الشان فتح کے اثرات ضائع ہو رہے ہیں۔

''کہا جاتا ہے کہ طالبان نے آپ کو اس شرط پر پناہ دی ہے کہ آپ یہاں زیادہ سرگرمی نہیں

Marfat.com

دکھائیں گے؟''

''امیر المؤمنین ملا عمر نے صرف ایک ''شرط'' عائد کی ہے کہ ہم اس سرزمین کو کسی ''دہشت گردی'' یا ملٹری ایکشن کے لیے استعمال نہیں کریں گے۔ انہوں نے ہمیں کسی پولیٹیکل ایکشن سے منع نہیں کیا اور ظاہر ہے، میری یہ کانفرنس ایک سیاسی سرگرمی ہے، دہشت گردی کی کارروائی نہیں۔'' انہوں نے ہلکے سے قہقہے کے ساتھ جواب دیا۔ اسامہ نے یہ بھی بتایا کہ دنیا میں مختلف جہادی تنظیموں میں بہتر رابطے اور ان کی سرگرمیوں کو مربوط کرنے کے لئے انہوں نے انٹرنیشنل اسلامک فرنٹ کی داغ بیل ڈال دی ہے۔

(بشکریہ روزنامہ پاکستان)

Marfat.com

امریکہ اسامہ تک کیسے پہنچا؟

مخبری کہاں سے ہوئی، ایبٹ آباد میں جاسوسی کا نیٹ ورک کیسے قائم کیا گیا، آپریشن جیرونیمو کو کیسے خفیہ رکھا گیا، تیاری کے مراحل کہاں کہاں طے ہوئے، اسامہ کے خلاف مہم کی کامیابی کی لمحہ لمحہ داستان

سید عاصم محمود

اتوار کی سرِ شام ہی ایبٹ آباد پر گہرے بادل چھا گئے۔ اس مشہورِ زمانہ پاکستانی سیاحتی مقام پر ایبٹ آبادیوں کے لئے یہ کوئی نئی بات نہیں تھی لیکن سینکڑوں امریکی تو اس موسم کا بے صبری سے انتظار کر رہے تھے۔ پچھلی رات مطلع صاف تھا۔ اس لئے انہیں آپریشن ملتوی کرنا پڑا۔ لیکن دس سالہ صبر آزما طویل انتظار کے بعد وہ چند اور دن رکنے کو آمادہ تھے۔ ایبٹ آباد میں ان کا نشانہ اسامہ بن لادن تھا۔ دورِ جدید کا سب سے بڑا جنگجو جسے ہزاروں مسلمان مجاہد سمجھتے ہیں لیکن ہزار ہا غیر مسلموں کی نظر میں وہ دہشت گرد تھا۔

امریکیوں کا دعویٰ ہے کہ اسامہ کو 2001ء میں تورا بورا پہاڑیوں پر دیکھا گیا، وہ پھر چھلاوے کے مانند غائب ہو گئے۔ ان کی کھوج میں اگلی کڑی 2004ء میں ملی جب گوانتاناموبے میں قید القاعدہ کے ایک کارکن حسن گل نے امریکیوں کو بتایا کہ اسامہ ایک پیغام بر، شیخ ابو احمد پر اندھا اعتماد کرتے ہیں۔ یہی پیغام بر اسامہ اور القاعدہ کے انتظامی سربراہ، ابوفراج اللبی کے مابین رابطہ کا ذریعہ ہے۔ اس رہنما نے شیخ احمد کا حلیہ بھی بتایا کہ وہ فربہ اور گھنی داڑھی والا ہے۔ اس کا تعلق کویت سے ہے۔

سی آئی اے کو علم تھا کہ اسامہ ٹیلی فون، انٹرنیٹ یا کوئی بھی برقی ذریعہ استعمال نہیں کریں گے، ورنہ امریکی ان تک پہنچ جاتے۔ لہٰذا اسامہ کے لئے پیغام بر بہت اہمیت اختیار کر گئے ہیں۔

Marfat.com

اب بیرونی دنیا سے وہ انہی کے ذریعے رابطہ رکھیں گے۔ اس لئے سی آئی اے کو احساس ہو گیا کہ اگر اسامہ کا پیغام بر مل جائے تو ان تک بھی پہنچا جا سکتا ہے۔ لیکن امریکیوں کو شیخ احمد کے متعلق کچھ علم نہ تھا۔ لہٰذا انہوں نے مزید معلومات جاننے کے لئے خالد شیخ اور ابوفراج اللبی کو تشدد کا نشانہ بنایا۔ آخر اللبی نے اقرار کیا کہ اسے شیخ احمد کے ذریعے ہی اسامہ کا یہ پیغام ملا تھا۔ اسے (گرفتار شدہ) خالد شیخ کی جگہ آپریشنل کمانڈر مقرر کیا گیا ہے۔ اس انکشاف سے امریکی جان گئے کہ شیخ احمد اسامہ کا نہایت قریبی اور بااعتماد آدمی ہے۔

اب سی آئی کے مخبر، سراغ رساں اور مقامی ایجنٹ افغانستان اور پاکستان میں شیخ احمد کی سن گن لینے لگے۔ رفتہ رفتہ انہیں معلوم ہوا کہ مطلوبہ آدمی کا پورا نام ابواحمد الکویتی ہے۔ نیز یہ کہ اس کا بھائی بھی اسامہ کا پیغام بر اور قریبی ساتھی ہے۔ اب زور شور سے ان دونوں کی تلاش شروع ہو گئی۔ سی آئی اے پانی کی طرح پیسہ بہانے لگی۔ مقامی ایجنٹوں کو منہ مانگی رقومات دی گئیں تاکہ وہ دیگر لوگوں کو انعام دے کر معلومات حاصل کر سکیں۔ آخر چھ سال کی طویل جدوجہد کے بعد اگست 2010ء میں امریکیوں کو کامیابی ملی۔ سی آئی اے کے ایجنٹوں نے آخر پشاور میں شیخ احمد کو ڈھونڈ ہی لیا۔ تب وہ سفید سوزوکی میں سوار تھا۔

امریکی ایجنٹ اب سائے کے مانند شیخ احمد کے پیچھے لگ گئے۔ چند دن بعد شیخ نے ایبٹ آباد کا رخ کیا اور ایک وسیع گھر میں داخل ہو گیا۔ اس گھر کی ساخت وہیئت نے ایجنٹوں کے کان کھڑے کر دیئے۔ انہیں محسوس ہو گیا کہ اس گھر میں القاعدہ کی کوئی اہم شخصیت موجود ہے۔ واضح رہے اس گھر کے قریب ہی وہ جگہ ہے جہاں ایک زمانے میں ابوفراج اللبی چھپا رہا تھا۔

ایبٹ آباد کا وہ گھر تین منزلہ تھا۔ اس کی بیرونی دیواریں اٹھارہ فٹ اونچی تھیں۔ دیواروں پر خاردار تاریں لگی تھیں۔ تاروں کی عدم موجودگی کے باعث یہ اندازہ لگانا آسان تھا کہ وہاں کوئی ٹیلی فون اور انٹرنیٹ استعمال نہیں کرتا۔ البتہ ڈش انٹینا لگا ہوا تھا۔ گھر خاصا الگ تھلگ واقع تھا۔ اندر دیواریں بنا کر گھر کے مختلف حصے بنائے گئے تھے۔ بلند و بالا دروازے تھے اور چند ہی

Marfat.com

کھڑکیاں۔ تیسری منزل کے صحن پر سات فٹ اونچی دیوار موجود تھی۔ اس دیوار نے خصوصاً امریکیوں کی توجہ مبذول کر لی۔ انہیں خیال آیا کہ یہ اسی لئے تعمیر کی گئی ہے تاکہ کوئی لمبا آدمی دوسروں کی نگاہوں میں آئے بغیر وہاں چل پھر سکے اور وہ خوب جانتے تھے کہ اسامہ چھ فٹ چار انچ قد رکھنے کے باعث طویل قامت انسان ہیں۔ یہ گھر وزیرستان کے دو بھائیوں کی ملکیت تھا۔ اسی لئے علاقے میں ''وزیرستان کوٹھی'' کے نام سے مشہور ہو گیا۔

اب سی آئی اے مصنوعی سیاروں کے ذریعے کوٹھی کی نگرانی کرنے لگی۔ اس کی ہزارہا چھوٹی بڑی تصاویر بنائی گئیں۔ دیکھا گیا کہ کون اندر اور باہر جا رہا ہے۔ مزید معلوم ہوا کہ رہائشی اپنا کوڑا کوٹھی کی خالی جگہ پر جلاتے ہیں اور باہر نہیں بھیجتے اس امر نے بھی امریکیوں کا شک بڑھا دیا۔ ستمبر 2010ء تک سی آئی اے کے ماہرین نے اپنا فیصلہ سنا دیا......اس کوٹھی کے اندر ہی ان کا مطلوب ترین شخص، اسامہ موجود ہے۔ کوٹھی کی خفیہ نگرانی سے یہ بھی معلوم ہوا کہ وہاں دو پیغام بروں کے خاندان کے علاوہ ایک تیسرا خاندان بھی مقیم ہے۔ کوٹھی میں کئی بچے اور عورتیں بھی نظر آئیں۔

امریکی حکومت نے فیصلہ کیا کہ مزید معلومات لینے کی خاطر کوٹھی کے آس پاس جاسوسی کا مرکز بنایا جائے۔ یہ دسمبر کی بات ہے۔ چونکہ اس مہم کی خاطر لاکھوں ڈالر درکار تھے۔ لہٰذا سی آئی اے نے کانگریس سے درخواست کی اسے مزید رقم دی جائے۔ امریکی حکومت نے پھر مختلف منصوبوں کا بجٹ کم کر کے سی آئی اے کو مطلوبہ رقم دی۔ یوں ''وزیرستان کوٹھی'' کے نزدیک ہی سی آئی اے کا مرکز قائم ہو گیا جس کے انچارج مقامی پاکستانی ایجنٹ تھے، تاہم انہیں لاہور یا اسلام آباد سے ہدایات ملتی تھیں۔

ان ایجنٹوں نے پھر پاکستانی مخبر خریدے جن کی مدد سے کوٹھی کے اندر آوازیں سننے والے آلات پہنچا دئے گئے۔ پھر وہ ٹیلی فوٹو لینز سے مکینوں پر 24 گھنٹے نظر رکھنے لگے۔ ادھر مصنوعی سیاروں اور جاسوس طیاروں کے ذریعے بھی کوٹھی کی نگرانی جاری رہی۔ غرض کوٹھی کے اردگرد جاسوسی کا پورا نیٹ ورک قائم کر دیا گیا۔ یہ تعجب کی بات ہے کہ اسامہ اور ان کے محافظ اس نیٹ

Marfat.com

ورک سے خبردار نہیں ہوئے حالانکہ انہیں اتنا ہوشیار تو رہنا چاہیے تھا کہ وہ دشمنوں کی نقل و حرکت پر نظر رکھتے۔ اسامہ کو مقتول نہ سمجھنے والے یہ سوال بھی کرتے ہیں۔

بہر حال امریکی حکومت کے مطابق کوٹھی میں اسامہ کی موجودگی کا اولین ثبوت جنوری 2011ء میں ملا جب خفیہ جگہ نصب مائیکروفون میں اسامہ کی آواز سنی گئی۔ سی آئی اے نے فوراً یہ آواز اسامہ کی تقاریر سے ملائی اور وہ میچ ہوگئی۔ بعدازاں قریبی عمارت میں چھپے بیٹھے ایجنٹوں یا ایجنٹ کے ساتھی نے کوٹھی کے اندر اسامہ کی تصویر کھینچ لی۔ یہ اتنی واضح اور صاف تھی کہ فی الفور امریکی صدر کو بھجوا دی گئی۔ اب مریکیوں کا یہ شک یقین میں بدل گیا کہ اسی کوٹھی میں اسامہ قیام پذیر ہیں۔ چونکہ سی آئی اے کے مرکز کی اب ضرورت نہیں رہی تھی۔ لہٰذا فروری میں اسے ختم کر دیا گیا (انہی دنوں ریمنڈ ڈیوس واقعہ منظر عام پر آیا)۔

امریکی حکومت یہ بتانے سے انکاری ہے کہ ایبٹ آباد کے سی آئی اے مرکز سے کتنے لوگ وابستہ تھے۔ تاہم وہ بتاتی ہے کہ اس سلسلے میں انتہائی رازداری اور احتیاط برتی گئی۔ کیونکہ اسامہ کو ذرا سا بھی شک ہو جاتا کہ ان کی جاسوسی یا نگرانی ہو رہی ہے تو وہ فرار ہو جاتے۔

بعدازاں معلوم ہوا کہ اسامہ پچھلے پانچ برس سے کوٹھی کی تیسری منزل کے ایک کمرے میں مقیم تھے۔ وہ شاذ و نادر ہی باہر جاتے۔ یہ انکشاف ان کی 29 سالہ یمنی اہلیہ، امل نے پاکستانی تفتیش کاروں کے سامنے کیا۔ تاہم پاکستانی تفتیش کی مزید تفصیلات امریکیوں کو بتانے سے گریزاں ہیں کیونکہ انہوں نے حکومت پاکستان کو آپریشن سے بے خبر رکھ کر ان کے اعتماد کو سخت ٹھیس پہنچائی ہے۔

جب امریکی حکومت کو ٹھوس یقین ہو گیا کہ کوٹھی میں اسامہ بستے ہیں، تو مزید لائحہ عمل طے کرنے کے لئے امریکی صدر اوباما کی زیر صدارت وائٹ ہاؤس میں پانچ اجلاس ہوئے۔ ایسا پہلا اجلاس 14 مارچ کو ہوا۔ یہ اجلاس انتہائی خفیہ رکھے گئے اور ان میں امریکی حکومت کے چوٹی کے افراد ہی شریک ہوئے۔ اجلاسوں میں پہلے یہ تجویز دی گئی کہ دو امریکی بمبار کوٹھی پر دو ہزار پونڈ

Marfat.com

وزنی درجن بھر بم گرا کر اسے ملیا میٹ کر دیں۔لیکن اس تجویز کو اوبامہ نے منظور نہ کیا۔ کیونکہ اس صورت میں کوٹھی میں موجود بچے اور خواتین بھی ہلاک ہو جاتیں۔ مزید براں اوبامہ اسامہ کا ڈی این اے حاصل کرنا چاہتے تھے تاکہ یقین ہو جائے کہ انہیں ہی نشانہ بنایا گیا ہے۔ایک اور تجویز بھی سامنے آئی جو بھی امریکہ نے ظاہر نہیں کی۔ آخر تیسری تجویز پر عمل کرنے کا فیصلہ ہوا......

یہ کہ کمانڈو حملہ کر کے اسامہ کو ختم کر دیا جائے۔ 29 اپریل 2011ء کو جب پوری دنیا میں برطانوی شہزادے اینڈریو کی شادی کا غلغلہ بلند تھا۔اس منصوبے کی حتمی منظوری دی گئی۔

اس سے پہلے طے پا گیا کہ مقررہ تاریخ کو افغانستان میں واقع بگرام ائیر بیس سے دو بلک ہاک اور دو چینوک ہیلی کاپٹر تقریباً ایک سو امریکی فوجی لئے پاکستان روانہ ہوں گے۔ (امریکی حکومت کا دعویٰ ہے کہ ان ہیلی کاپٹروں نے پاکستان میں تربیلا غازی ائیر بیس پر بھی قیام کیا کیونکہ پاکستانی حکومت نے اسے استعمال کرنے کی اجازت دی ہوئی ہے) ایک سو امریکی فوجیوں میں تقریباً دو درجن کمانڈو تھے جنہوں نے حقیقی آپریشن کرنا تھا۔

سی آئی اے نے بگرام میں گتے اور مختلف اشیا کی مدد سے وزیرستان کوٹھی کی ہو بہو قدِ آدم سے کچھ بڑی نقل تیار کر لی تھی۔ وہاں پھر آپریشن میں شریک کئے جانے والے کمانڈوز اسامہ تک پہنچنے کے لئے کڑی مشقیں کرتے رہے۔ان پچیس تیس کمانڈوز کا تعلق امریکی بحریہ کے خاص اینٹی دہشت گرد یونٹ، نیوی سیل ٹیم 6 سے تھا۔

نیوی سیل 6 امریکی فوج کا انتہائی خفیہ یونٹ ہے اور اس کے متعلق کہیں بھی زیادہ معلومات نہیں ملتیں۔ بس یہ معلوم ہوا ہے کہ اسے 1980ء کے بعد بنایا گیا۔ تب امریکی فوجی ان 52 امریکیوں کو سخت کوشش کے باوجود رہا کروانے میں کامیاب نہیں ہو سکے تھے جو تہران، ایران میں اسلامی انقلابیوں کے قبضے میں تھے۔ بعد ازاں اس یونٹ کے کمانڈوز سے ایسی انتہائی خفیہ مہمات سر کرائی گئیں جنہیں عموماً امریکی حکومت اور فوج سرکاری طور پر اپنے سر نہیں لیتی۔اسی لئے یونٹ کے کمانڈوز "سیاہ کارندے" (Black Operativer) کہلاتے ہیں۔ یہ کمانڈو یونٹ

Marfat.com

گوامریکی بحری فوج کا حصہ ہے، لیکن اس سے وابستہ گوریلے بحری، زمینی اور فضائی، ہر جگہ جنگ لڑنے میں طاق ہوتے ہیں۔ مزید براں انہیں جدید ترین ہتھیاروں اور برقی آلات سے لیس کیا جاتا ہے۔ انہیں گوریلا جنگ لڑنے کی زبردست تربیت دی جاتی ہے۔ بیشتر غیر ملکی زبانیں روانی سے بولتے ہیں۔ مثلاً اسامہ کے آپریشن میں حصہ لینے والے کمانڈوز میں پشتو بولنے والے بھی شامل تھے۔ اس یونٹ میں صرف وہی نوجوان بھرتی کیے جاتے ہیں جو ذہنی و جسمانی طور پر انتہائی مضبوط ہوں اور ہر قسم کے حالات کا مقابلہ کرسکیں۔

اصل منصوبے کے مطابق امریکیوں نے ہفتہ، 30 اپریل کی رات وزیرستان کوٹھی پر دھاوا بولنا تھا لیکن اس رات مطلع صاف تھا۔ لہٰذا امریکیوں کو خوف تھا کہ ہیلی کاپٹر دور سے دیکھ لئے جاتے۔ لیکن اتوار کی رات آسمان پر گہرے بادل چھا گئے۔ یوں سیاہ ہیلی کاپٹروں کو دیکھنا مشکل ہو گیا۔ ویسے بھی ان ہیلی کاپٹروں کی آواز کم سے کم رکھنے کے لئے جدید ترین اسٹیلتھ ٹیکنالوجی سے کام لیا گیا تھا۔ مزید براں پاکستانی ریڈاروں سے بچنے کے لئے نیچی پرواز کی گئی۔ نیز ہیلی کاپٹروں میں ریڈار جام کرنے والے آلات بھی موجود تھے۔ غرض امریکی اپنی تمام تر سائنسی و تکنیکی ترقی و صلاحیتیں بروئے کار لا کر اس شخص پر حملہ آور ہوئے جسے وہ اپنا دشمن نمبر ایک سمجھتے تھے۔

امریکی ہیلی کاپٹر اتوار کی رات تقریباً ایک بجے وزیرستان کوٹھی پہنچے۔ شروع میں وائٹ ہاؤس نے بتایا کہ تب کوٹھی کی چھت پر اسامہ کے محافظ موجود تھے۔ انہوں نے ہیلی کاپٹر دیکھتے ہی ان پر راکٹ لانچر دے مارے۔ ایک بلیک ہاک راکٹوں کا نشانہ بن کر نیچے گر گیا۔ تاہم اس میں سوار تمام امریکی فوجی محفوظ رہے۔ امریکی حکومت کے ترجمان نے مزید اضافہ کیا کہ ہیلی کاپٹر گرتے دیکھ کر ہی صدر اوباما غم کے مارے نڈھال ہو گئے جو اپنی حکومت کے دیگر اعلیٰ عہدے داروں کے ساتھ لینگلے ورجینیا میں واقع سی آئی اے کے ہیڈ کوارٹر میں بذریعہ سیٹلائٹ آپریشن کی ساری کارروائی دیکھ رہے تھے۔ اوباما اس لئے پریشان ہوئے کہ انہیں 1993ء وہ واقعہ یاد آ گیا تھا جب صومالیہ میں بلیک ہاک ہیلی کاپٹر گرنے سے 18 امریکی فوجی مارے گئے تھے۔

Marfat.com

آپریشن کی ساری کارروائی وزیرستان کوٹھی سے ہزاروں میل دور واقع لینگلے تک یوں پہنچ رہی تھی کہ آپریشن میں شریک اور پہلی صف میں موجود ایک کمانڈو کی ٹوپی پر جدید ترین کورڈلیس کیمرا نصب تھا۔ اس کیمرے کی ویڈیو بذریعہ ٹرانسمیٹر پہلے آر کیو 170 جاسوس ڈرون کو بھیجی گئی جو فضا میں موجود تھا۔ (یہ ڈرون افغانستان میں ''قندھار کے شیطان'' کے نام سے معروف ہے) ڈرون کے ٹرانسمیٹر نے ویڈیو پھر اوپر اڑتے مصنوعی سیارے کو بھجوائی اور اس نے اسے لینگلے بھجوا دیا۔ بتایا جاتا ہے کہ راکٹ لانچر چلنے کی آواز اور ہیلی کاپٹر کی آوازیں سن کر ایبٹ آباد کے علاقے بلال ٹاؤن میں بعض لوگ بیدار ہو گئے۔ وہ پھر گھروں سے باہر نکلے تا کہ دیکھ سکیں کیا ماجرا ہے۔ لیکن وہاں پشتو بولنے والے سی آئی اے کے مقامی ایجنٹ موجود تھے۔ انہوں نے لوگوں سے کہا کہ وہ اپنے اپنے گھر چلے جائیں اور باہر نہ نکلیں۔

اس کے بعد ہیلی کاپٹروں سے دو درجن کمانڈو بذریعہ سیڑھی وزیرستان کوٹھی کے صحن میں اتر گئے۔ انہوں نے تاریکی میں دیکھنے کے لئے نائٹ وژن گوگلز (چشمے) پہن رکھے تھے۔ ان کا سب سے پہلے شیخ احمد الکویتی اور اس کے بھائی سے مقابلہ ہوا۔ دونوں چل بسے۔ شیخ احمد کی بیوی بھی گولیوں کی لپیٹ میں آ کر ہلاک ہو گئی۔ بعد ازاں کوٹھی میں موجود ایک اور شخص سے بھی مقابلہ ہوا اور وہ ہلاک ہو گیا۔ اسے اسامہ کا 19 سالہ بیٹا حمزہ بتایا جاتا ہے جو القاعدہ میں شامل تھا۔ اس دوران بقیہ کمانڈو تیسری منزل پر واقع اسامہ کے کمرے میں پہنچ چکے تھے۔

شروع میں وائٹ ہاؤس کے ترجمان نے خبر دی کہ امریکیوں کو دیکھتے ہی اسامہ نے اپنی بیگم امل کو ڈھال بنانے کی کوشش کی۔ اس پر امریکی میڈیا نے اسامہ پر یلغار کر دی۔ انہیں بزدل، نامرد اور نجانے کیا کچھ کہا گیا کیونکہ انہوں نے عورت کے پیچھے پناہ لینے کی کوشش کی تھی لیکن بعد ازاں یہ بیان بدل گیا۔ اب بتایا گیا کہ اسامہ جیسے ہی اپنی اے کے 47 گن کی طرف لپکے کیمرے والے کمانڈو نے انہیں ایک یا دو گولیاں مار کر ہلاک کر دیا۔ امریکیوں کا کہنا ہے کہ وہ اسامہ کو زندہ گرفتار کرنا چاہتے تھے لیکن مزاحمت کے باعث انہیں ختم کرنا پڑا۔ بتایا جاتا ہے کہ

Marfat.com

کمانڈو اسامہ کے کمرے میں داخل ہوئے تو ان کی بیگم امل سامنے آ گئیں۔ انہوں نے کمانڈوز کو بڑھنے سے روکنا چاہا۔ ان کی ران پر گولی مار کر انہیں زخمی کر دیا گیا۔ امریکی کمانڈوز نے پھر اسامہ کی لاش لی اور واپس بگرام روانہ ہو گئے۔ اس آپریشن کا نام آپریشن جیرونیمو تھا۔ جبکہ ''گیرونینڈ'' کا لفظ اس جملے کا کوڈ ورڈ تھا کہ اسامہ مارے گئے۔

اسامہ کے کمرے میں امریکیوں نے الماریوں سے سارے کپڑے باہر نکال دیئے تا کہ وہاں کوئی چھپا ہو تو سامنے آ جائے۔ امریکیوں کو کوٹھی سے پانچ کمپیوٹر، 10 ہارڈ ڈرائیو اور 100 سی ڈیاں، ڈی وی ڈی، یو ایس بی اور دستاویزات بھی ملیں جنہیں وہ اپنے ساتھ لے گئے۔ ان اشیاء کا جائزہ لینے کے لئے سی آئی اے کے چیف نے ایک خصوصی کمیٹی بنا دی ہے۔ امریکی حکومت کا دعویٰ ہے کہ ابتدائی تحقیق سے یہ انکشاف سامنے آیا ہے کہ حادثہ 9/11 کی برسی کے موقع پر اسامہ امریکہ میں ہوائی جہازوں اور ریلوے میں خودکش دھماکے کرانا چاہتے تھے۔

یوں امریکی کوٹھی میں چار لاشیں اور ایک زخمی خاتون کو چھوڑ کر واپس چلے گئے۔ بعد میں پتا چلا کہ کوٹھی میں اسامہ کی تین بیویاں اور تیرہ بچے رہائش پذیر تھے۔ ان بچوں کی عمریں دو سے بارہ سال کے درمیان ہیں۔ انہی میں اسامہ کی بارہ سالہ بیٹی بھی شامل ہے۔ ان لوگوں کو پاکستانی سیکیورٹی فورس نے حراست میں لے لیا جبکہ بیگم امل کو بذریعہ ایمبولینس ہسپتال پہنچایا گیا۔ اسامہ کی ایک بیوی کا تعلق سعودی عرب، جبکہ دوسری کا یمن سے ہے۔

امریکیوں کا آپریشن تقریباً 40 منٹ میں انجام کو پہنچا۔ اس دوران ہیلی کاپٹر کوٹھی کے اوپر ہی پرواز کرتے رہے۔ امریکی جاتے جاتے خراب ہیلی کاپٹر کو تباہ کر گئے تا کہ وہ پاکستانیوں کے ہتھے نہ چڑھ سکے۔ اس آپریشن میں ایک بھی امریکی فوجی مارا نہیں گیا۔ اخباری اطلاعات کے مطابق کوٹھی میں داخل ہونے سے قبل امریکیوں نے اندر ایسے سٹن گرینیڈ پھینک دئے تھے جو انسان کے اعصاب شل کر دیتے ہیں۔ اسی لئے کوٹھی میں انہیں زیادہ مزاحمت کا سامنا نہیں کرنا پڑا۔

بگرام پہنچتے ہی سب سے پہلے اسامہ کی پیمائش کی گئی۔ ان کا قد معلومات کے مطابق

Marfat.com

درست نکلا۔ پھر ان کے خون کا ڈی این اے تجزیہ کیا گیا۔ یہ تجزیہ ان کے رشتے داروں بشمول ایک بہن کے ڈی این اے سے میچ کر گیا۔ بن لادن خاندان کے یہ ڈی این اے حادثہ 9/11 کے بعد امریکی حکومت نے جمع کیے تھے۔ اس طرح امریکیوں کو یہ تصدیق مل گئی کہ اسامہ بن لادن ہی ہلاک ہوئے ہیں۔

امریکی حکومت کا دعویٰ ہے کہ جب پاکستان، افغانستان اور سعودی عرب کی حکومتوں نے اسامہ کی لاش لینے سے انکار کر دیا تو اسے بحیرہ عرب میں کھڑے طیارہ بردار جہاز کارل ونسون لے جایا گیا۔ وہاں اسلامی روایات کے مطابق اسامہ کو سمندر کے سپرد کر دیا گیا۔ اس وقت پیر کا دن اور تقریباً ایک بجے کا وقت ہو تھا۔ اسامہ کی لاش ایک بھاری تھیلے میں رکھی گئی۔ جب تھیلا نیچے کیا جا رہا تھا تو عملہ جہاز میں شامل ایک مسلمان قرآنی آیات پڑھنے میں مصروف تھا۔ اس طرح دو عشروں تک بین الاقوامی افق پر نمایاں رہنے والے اسامہ بن لادن کا دورِ حیات اختتام کو پہنچا۔

اسامہ کے بارے میں تین تھیوریاں

لاکھوں مسلمانوں کے نزدیک اسامہ بن لادن ایک مجاہد اور اب وہ شہید ہیں، ایک عظیم شہید، اب ان کا نام ایسی کہکشاں میں جگمگا رہا ہے جس میں امام بونجول، ٹیپو سلطان، سید احمد شہید، تیتو میر، عزالدین قسام، امام شامل، امیر عبدالقادر الجزائری، محمد بن عبداللہ (انگریزوں کے نزدیک پاگل ملا)، امام مہدی اور عمر مختار وغیرہ جیسے عظیم مجاہد اور شہدا درخشاں ستاروں کی مانند چمک رہے ہیں۔ یہ وہ غیر معمولی ہستیاں ہیں جنھوں نے پچھلے چار سو برسوں میں مغربی استعماری قوتوں کے خلاف زبردست جنگیں لڑیں اور اپنے ملکوں کو نوآبادیاں بننے سے روکا۔ پہلے برطانیہ، فرانس، روس، جرمنی وغیرہ نوآبادیاتی طاقتیں، آج امریکہ استعماری طاقت کا کردار ادا کر رہا ہے۔ اسامہ بن لادن امریکی استعمار ہی کے خلاف ٹکرائے۔ دس برس تک اسے ناکوں چنے چبوائے اور آخر شہید ہو گئے۔ وہ اسلامی حکومتوں کے بھی خلاف تھے جو امریکہ کے در پر ماتھا ٹیکتی ہیں۔ اپنے آرام و آسائش کی خاطر غیروں کے ہاتھوں بک جاتی ہیں اور قومی خود مختاری کا سودا کرتی ہیں۔

Marfat.com

بعض مسلمان ماہرین سمجھتے ہیں کہ اسامہ بن لادن نادانستہ امریکی سی آئی اے کے جال میں پھنس گئے۔1979ء میں جب وہ روسیوں سے لڑنے افغانستان پہنچے تو سی آئی اے کے ہتھے چڑھ گئے۔ بعض کہتے ہیں کہ وہی اسامہ کو افغانستان لائی اور اسے جنگ لڑنے کی تربیت دی پھر ذاتی سرمائے اور امریکیوں کی امداد کے سہارے اسامہ نے عرب دنیا سے ہزار ہا لڑاکے بھرتی کئے تا کہ افغانستان جا کر نبرآزما ہوسکیں۔ افغانوں کے نزدیک یقیناً یہ جہاد تھا اور وہ اپنے وطن کو روسی استعمار سے بچانا چاہتے تھے لیکن حقیقتاً اس لڑائی سے انہیں کم ہی فائدہ ہوا۔ آج بھی افغانستان خانہ جنگی کا شکار ہے اور امن وامان کا نام ونشان نہیں۔ اربوں ڈالر کے قدرتی وسائل ہونے کے باوجود لاکھوں افغانی عوام غربت اور کسمپرسی کی زندگی گزارنے پر مجبور ہیں۔ دوسری طرف امریکیوں کو یہ بہت بڑا فائدہ ہوا کہ سوویت یونین ختم ہونے سے دنیا میں ان کا کوئی مقابل نہیں رہا اور وہ اکلوتی سپر پاور بن گئے، خودسر اور من مانی کرنے والے۔

ایک اندازے کے مطابق 1989ء میں افغانستان میں پینتیس ہزار عرب جنگجو موجود تھے۔ انہی دنوں امریکہ اپنا مطلب پورا ہونے پر پیچھے ہٹ گیا اور افغانستان گروپ آپس میں لڑ پڑے۔ اسامہ کو امریکیوں کی دھوکہ بازی پر سخت غصہ آیا۔ جلد ہی امریکہ عراق پر حملہ آور ہوا اور اس نے سعودی عرب میں فوجی اڈے قائم کر لئے۔ جب اسامہ نے ایک اسلامی ملک پر امریکہ کے حملے پر احتجاج کیا تو وہ امریکیوں کی نظر میں دشمن بن گئے۔ یوں اسامہ اور امریکہ کی لڑائی کا آغاز ہوگیا۔ یہ لڑائی امریکی حکومت کے لئے بہت موزوں تھی کیونکہ اپنے اسلحہ ساز کارخانے چالو رکھنے کے واسطے اسے جنگوں کی ضرورت رہتی ہے لہٰذا اس لڑائی کو ''تہذیبوں کے تصادم'' کا روپ دے دیا گیا۔ یہ اسلام اور مغرب کی جنگ بن گئی۔ امریکی پہلے ہی اسرائیل، بھارت، فلپائن، روس اور یوگوسلاویہ کے حمایتی تھے جہاں مخصوص علاقوں میں مسلمان آزادی کی تحریکیں چلائے ہوئے تھے لہٰذا اس تصادم نے حقیقت کا روپ دھار لیا۔ اس طرح اسامہ نے مغرب خصوصاً امریکہ کے خلاف کھلی جنگ چھیڑ دی اور ہر وہ اقدام کیا جس سے دشمنوں کو نقصان پہنچایا جا سکے۔

Marfat.com

ایک تیسرا نقطہ نظر یہ ہے کہ اسامہ امریکی ایجنٹ تھے۔ یہ نظریہ بہت کم قابل قبول ہے، تاہم یہ ملتا ہے۔ اس کے مطابق اسامہ نے سی آئی اے کی ایما پر مغرب کے خلاف مذہبی جنگ شروع کی تاکہ اسلام کو جنگجو مذہب کی حیثیت سے بدنام کیا جائے اور جو مسلمان آزادی کی تحریکیں چلا رہے ہیں انہیں دہشت گرد بنا دیا جائے۔

(بشکریہ روزنامہ ایکسپریس)

Marfat.com

میں تمہارے ساتھ شہید ہونا چاہتی ہوں۔۔۔۔امل لادن

عدنان طارق

گیارہ ستمبر کے حملوں کے بعد اسامہ بن لادن نے اپنی تمام بیویوں کو یہ آپشن دیا کہ اگر وہ اپنے اپنے وطن واپس لوٹنا چاہتی ہیں تو انہیں اس کی مکمل آزدی ہے۔ یہ مشورہ اس لئے دیا گیا کیونکہ اسامہ بن لادن کو اس بات کا احساس ہو چکا تھا کہ امریکا اب انہیں نہیں چھوڑے گا۔ اسامہ کی نئی نویلی یمنی دلہن نے اس بات کو ماننے سے انکار کر دیا اور کہا کہ وہ اسامہ کے ساتھ ہی شہید ہونا چاہتی ہے۔ اسامہ کی یمنی بیوی کا نام امل احمد عبدل فاتح الصدا ہے۔ اس کی عمر شادی کے وقت فقط 18 برس تھی۔ اس کے رشتہ داروں کے بقول وہ ایک بہترین طالب علم تھی اور دنیا میں کچھ کر دکھانے کی شدید خواہش رکھتی تھی۔ امل کو اسامہ کے خلاف آپریشن کے دوران ٹانگ پر گولی لگی، اب وہ پاکستانی حکام کی تحویل میں ہے۔

امل کے خاندان والوں نے بتایا کہ انہوں نے امل کو آخری دفعہ 1999ء کے اواخر میں دیکھا تھا۔ اسی سال کے وسط میں اس کی شادی القاعدہ کے سربراہ اسامہ بن لادن سے ہوئی تھی۔ جس کے بعد امل افغانستان چلی آئی، تب سے لیکر اسامہ کی ہلاکت تک وہ ان کے ساتھ رہی۔ اس کا خاندان یمن کے دارالحکومت صنعاء سے سو کلومیٹر کے فاصلے پر سفیانی آبادی اِب میں رہائش پذیر ہے۔ یہ ایک متوسط طبقہ سے تعلق رکھنے والا خاندان تھا۔ امل کی ہم جماعت سہیلیوں کے مطابق وہ اکثر کہا کرتی تھی کہ وہ تاریخ میں اپنا نام رقم کروانا چاہتی ہے۔

Marfat.com

امل کے بہنوئی ڈاکٹر محمد غالب البانی اسامہ کے قریبی دوستوں میں سے ایک تھے۔ البانی ہی نے امل کی شادی اسامہ بن لادن سے 1999ء کے وسط میں کروائی۔ یہ وہ وقت تھا جب اسامہ بن لادن کو دنیا بھر میں امریکا کے لئے مطلوب ترین فرد کی حیثیت حاصل ہو چکی تھی۔ 1998ء میں کینیا اور تنزانیہ مین امریکی سفارتخانوں پر خودکش حملوں کے حوالے سے اسامہ کا نام دنیا بھر میں جانا جاتا تھا۔ لیکن حیرت انگیز طور پر امل اور اس کے خاندان کو اسامہ کی شخصیت کے اس روپ کا اندازہ بھی نہ تھا۔ عرب رسم ورواج کے مطابق امل کی شادی کے اخراجات اسامہ نے اپنی جیب سے ادا کئے۔ امل کو پاکستان کے ذریعے افغانستان لے جایا گیا۔ کچھ عرصے کے بعد امل کے خاندان والوں کو خبر ہوئی کہ ان کی بیٹی نے ایک بچی کو جنم دیا ہے، جس کا نام امہات المؤمنین میں سے ایک کے نام پر صفیہ رکھا گیا۔ امل کے خاندان والوں نے اس کے ملنے کا قصد کیا تو انہیں ایک طویل سفر کا سامنا کرنا پڑا۔ یہ سفر گیارہ ستمبر سے پہلے کا واقعہ ہے، اس کے باوجود انہیں خاصی تگ ودو کے بعد اپنی بیٹی سے ملنے کا موقع ملا۔ پاکستان جانے کے بعد انہیں تقریباً ایک مہینہ اسلام آباد میں رکھا گیا جہاں اسامہ کے گوریلوں نے ان کے قیام وطعام اور سیکیورٹی کا خیال رکھا۔ اسامہ کے گوریلوں میں ایک بڑی تعداد یمن سے تھی۔

امل کے والد کے بقول ایک رات ایک گاڑی میں انہیں افغان بارڈر پر لے جایا گیا۔ جہاں سے ان کو چھ سات گھنٹے کے سفر کے بعد افغانستان کے اندرونی علاقے میں لے جایا گیا۔ یہاں انہیں ایک بڑے سے خیمے میں رکھا گیا۔ اس خیمے کے اندر اور باہر سینکڑوں کی تعداد میں گوریلے موجود تھے۔ اس خیمے کے وسط میں ایک گہری سرنگ تھی۔ انہیں اس سرنگ میں سے گزارا گیا۔ آدھ گھنٹے پر محیط اس سفر کے اختتام پر وہ سرنگ کے دوسرے سرے سے باہر نکلے۔ یہاں سے انہیں ایک دوسری گاڑی میں اسامہ کے غار تک لے جایا گیا۔ یہاں وہ اپنے داماد اسامہ بن لادن اور اپنی بیٹی امل سے شادی کے بعد پہلی اور آخری دفعہ ملے۔ اس محفل میں طالبان کے بڑے کمانڈرز اور افغان قبائلی عمائدین کی ایک بڑی تعداد موجود تھی۔ امل کے گھر والوں کی آمد کی خوشی

Marfat.com

میں 21 توپوں کی سلامی دی گئی۔ ایک بڑے اور پر تکلف عشائیے کا اہتمام کیا گیا۔

امل کے باپ کے بقول اسامہ ایک مہذب اور نفیس شخصیت کا مالک تھا۔ جس کے اندازِ گفتگو اور اندازِ تخاطب میں عاجزی اور اپنائیت تھی۔ اس موقع پر اسامہ نے امل اور اپنی دوسری بیوی جوشام سے تھی، دونوں کے سامنے یہ پیشکش رکھی کہ اگر وہ اپنے آبائی وطن واپس لوٹ جانا چاہتی ہیں تو وہ اس فیصلے میں آزاد ہیں۔ اسامہ نے بتایا کہ وہ موت کے راستے کا مسافر ہے اور کسی بھی وقت اس کے دشمن اس کا خاتمہ کر سکتے ہیں۔ اس بات پر امل نے بلا توقف کہا کہ وہ اس کے ساتھ زندگی بھر رہے گی۔ بعد میں امل نے اپنی عم زاد کو بتایا کہ باوجود اس کے کہ اس کی زندگی کبھی ایک غار میں تو کبھی دوسری غار میں گزرتی ہے، وہ اپنے شوہر کے ساتھ بہت خوش ہے۔ وہ میرا بہت خیال رکھتا ہے، امل نے احساسِ طمانیت اور وفاداری سے سرشار لہجے میں اپنی عم زاد کو بتایا۔

یہ وہ دور تھا جب اسامہ بن لادن افغانستان کے جنوبی علاقے قندھار میں قیام پذیر تھے۔ تاہم القاعدہ کے تربیتی کیمپوں کا دورہ کرنے کی غرض سے افغانستان کے دور دراز علاقوں کا سفر کیا کرتے تھے۔ القاعدہ کے رہنما اسامہ نے امل کے خالو کو بتایا کہ کس طرح سوڈان کے صدر عمر البشیر نے انہیں سوڈان سے نکلنے پر مجبور کر دیا۔ اسامہ کے بقول عمر البشیر نے مغربی طاقتوں کے دباؤ پر بغیر کسی فائدہ کے اسے سوڈان سے نکلنے پر مجبور کر دیا۔ یہ 1996ء کی بات تھی۔

پھر اسامہ انہیں اپنے اوپر ہونے والے قاتلانہ حملوں کی تفصیل کے بارے میں بتانے لگے۔ ان کے بقول اب تک ان پر جتنے بھی قاتلانہ حملے ہوئے ہیں ان میں مغربی طاقتوں سے زیادہ، عرب ملکوں کی انٹیلی جنس ایجنسیوں کے اہلکار زیادہ ملوث رہے ہیں۔ انہوں نے ایک حملے کے بارے میں بتایا کہ ایک دفعہ وہ جمعہ کا خطبہ دے رہے تھے کہ ان کی مسجد پر کروز میزائل سے حملہ کیا گیا جس میں بہت سے لوگ شہید ہوئے اور وہ خود بھی زخمی ہوئے۔ اسامہ کے بقول وہ بچ گئے کیونکہ اللہ کو ان کی زندگی مقصود تھی۔

اگست 1998ء میں امریکہ نے افغانستان میں القاعدہ کے چار تربیتی کیمپوں پر کروز

Marfat.com

میزائلوں کے حملے کئے جس میں القاعدہ کے چند ایک ارکان شہید اور زخمی ہوئے۔ یہ حملہ امریکہ نے کینیا اور تنزانیہ میں امریکی سفارتخانوں پر مبینہ طور پر القاعدہ کے خودکش حملوں کے جواب میں کیا تھا۔ یہ تصور کیا گیا تھا کہ اسامہ بن لادن ان چار کیمپوں میں سے کسی ایک میں امکانی طور پر موجود تھے۔ لیکن اسامہ حملوں سے چند گھنٹوں پہلے وہاں سے جا چکے تھے۔

یہ محض اتفاق نہیں تھا بلکہ یہ اسامہ کی تدبیری حکمت عملی تھی جس کے تحت وہ کسی بھی ٹھکانے پر ایک مخصوص دورانیہ کے بعد نہیں ٹھہرتا تھا۔ امل کی عم زاد نے بتایا کہ اس دورہ کے دوران اسامہ بن لادن نے انہیں بتایا کہ عنقریب دنیا میں ایک بڑا واقعہ وقوع پذیر ہونے کو ہے۔ پھر ایک دن جب امل کے والد اور عم زاد ٹی وی کے سامنے ٹریڈ سنٹر کو گرتے دیکھ رہے تھے تو امل کے والد نے بے اختیار کہا "یہ اسامہ بن لادن نے کیا ہے۔"

(بشکریہ Daily Dawn،AFP ترجمہ)

Marfat.com

اسامہ کی ہلاکت

عدنان طارق

کان پھاڑ دینے والے دھماکوں کی آواز سے حاجی محمد بشیر خان نیند سے جاگا اور بھاگتا ہوا اپنی چھت پر جا پہنچا۔ وہاں جو منظر اس نے دیکھا وہ فوری طور پر اس کی سمجھ سے باہر تھا۔ امریکی بحریہ کے خاص گوریلے اس کے ساتھ والے گھر کے اندر اور باہر فائرنگ کر رہے تھے۔ ایک ہیلی کاپٹر مکان کے دالان میں پڑا تھا جبکہ ایک فضا میں مخصوص فاصلے پر رکا ہوا تھا، رات کے اندھیرے میں اسے یہی دکھائی دیا۔ حاجی بشیر ٹھنڈا چوہا کے علاقے میں ایک چھوٹا ہوٹل چلاتا ہے، جسے اپنے گردوپیش کے علاوہ دنیا و مافیہا سے کوئی غرض نہیں۔ دھماکوں کی آواز سے اس کے گھر کے بیشتر شیشے ٹوٹ چکے تھے۔ ملٹری اکیڈمی کاکول سے کچھ فاصلے پر رہنے والے حاجی بشیر خان اور اس کے دوسرے ساتھیوں کے بقول یہ تمام چالیس منٹ تک چلتا رہا۔ عین اس وقت ہاں سے ہزاروں میل دور وائٹ ہاؤس کے سچوایشن روم کے اندر باراک اوباما اور دیگر سٹاف اراکین یہی کارروائی براہِ راست دیکھ رہے تھے۔ اس دن صبح کے وقت سات بج کر تین منٹ پر اسامہ بن لادن کی ہلاکت کا باقاعدہ اعلان کیا گیا۔ آدھ گھنٹے بعد باراک اوباما نے خصوصی خطاب میں اسامہ کی ہلاکت کی خبر دنیا کو سنائی۔

اس سلسلے میں پہلی کامیابی چار سال قبل حاصل ہوئی۔ امریکی اہلکاروں کو القاعدہ کے کئی خبر رسانوں میں سے ایک کے بارے میں معلومات حاصل ہوئیں۔ یہ خبر رساں معمولی نہیں تھا۔ بلکہ یہ اسامہ بن لادن کا خاص ترین اور قابل اعتماد خبر رساں تھا۔ دو سال کے عرصے میں امریکی اہلکاروں کو اس خبر رساں کے دائرہ عمل کے بارے میں آگہی ہوئی۔ اگست 2010ء میں امریکی جاسوسوں نے اس خبر رساں اور اس کے بھائی کے رہائشی گھر کو تلاش کیا۔ اس کا نام اب تک نامعلوم

Marfat.com

تھا۔ یہ گھر پاکستان کے صوبہ خیبر پختونخوا کے شہر ایبٹ آباد کے مضافاتی علاقوں میں ٹھنڈا چوہانامی قصبہ میں واقع تھا۔ اس کی تعمیر 2005ء میں مکمل ہوئی۔ امریکی ایجنسیوں نے اس گھر کو ہر ممکن طریقے سے جاننے کی بھرپور کوششیں شروع کردیں۔ زمینی ذرائع کے ساتھ ساتھ سیٹلائٹ کی جدید ترین ٹیکنالوجی کے ذریعے سے بھی اس گھر کے بارے میں از حد ممکن معلومات حاصل کی گئیں۔ ان معلومات سے جو باتیں مترشح ہوئیں وہ خاصی دلچسپ تھیں۔ ایک تو یہ کہ گھر خاصی عجیب نوعیت کی تعمیراتی وضع کا حامل تھا۔ اس کے اردگرد 18 فٹ اونچی دیوار تھی۔ جو کہ اس علاقے میں کسی بڑے سے بڑے گھر کے اردگرد بھی موجود نہیں تھی۔ اس گھر کے اندر کوئی ٹیلی فون، سیٹلائٹ یا انٹرنیٹ رابطہ نہ تھا۔ باریک بینی سے کی گئی جانچ کے بعد پتہ چلا کہ ان دو خبر رساں بھائیوں کے علاوہ اس گھر کے اندر ایک بڑی فیملی باقاعدگی کے ساتھ رہائش پذیر تھی۔ محتاط تجزیے کے دوران امریکی اس نتیجے پر پہنچے کہ اس گھر کے اندر القاعدہ کا کوئی اہم ترین فرد اپنی فیملی کے ساتھ رہائش پذیر ہے۔ اگر یہ اسامہ بن لادن نہیں تو کوئی دوسرا اہم ترین فرد ہے۔ آپریشن سے کچھ پہلے امریکی یہ یقین کر چکے تھے کہ اسامہ بن لادن اور اس کی فیملی کے سوا اور کوئی نہیں ہوسکتا۔ تمام ضروری جزئیات وکلیات کے اتمامِ حجت کے بعد، دو مئی کی درمیانی شب امریکی بحریہ کے خصوصی کمانڈوز نے دو عدد اپاچی ہیلی کاپٹروں کے ذریعے سے رات کے پونے بارہ بجے اس بڑے گھر پر دھاوا بول دیا۔ اسامہ کو ہلاک کیا اور اس کی لاش کو لے کر واپس چلے گئے۔

اکیسویں صدی کے اس پہلے اہم ترین آپریشن نے پاکستان کی ریاست کو اپنی موجودہ تاریخ کے ایک بڑے بحران سے دوچار کیا۔ اندرونی دباؤ تو ایک طرف، بیرونی دنیا میں اس کا پہلے سے مخدوش تعارف کہیں زیادہ دباؤ کی زد میں آ گیا۔

یہ صورتحال پاکستان کے لئے از حد تکلیف دہ ثابت ہوئی۔ اس بات کو کسی مضبوط منطقی استدلال سے ہمکنار کرنا پاکستان کے لئے مشکل تھا کہ اسامہ بن لادن مبینہ طور پر پچھلے پانچ سال سے ایبٹ آباد جیسے شہری علاقے کے مضافات میں اتنی آسانی سے رہ رہا تھا اور پاکستانی خفیہ

Marfat.com

ایجنسیوں کو اس کی کانوں کان خبر نہ ہوئی۔ پاکستان کا یہ مؤقف بار ہا سامنے آ چکا ہے کہ یا تو اسامہ بن لادن مارا جا چکا ہے یا پھر افغانستان کے قبائلی علاقوں میں روپوش ہے۔ بیرونی دنیا یہ بات ماننے پر آمادہ نظر نہیں آتی کہ یہ آئی ایس آئی کے خفیہ عناصر کی مرضی کے بغیر ممکن ہو سکتا ہے۔

اس آپریشن میں اسامہ کے علاوہ صرف تین افراد کی ہلاکت ہوئی۔ اس بات سے اس خیال کو تقویت ملتی ہے کہ اسامہ کی سیکیورٹی پر کوئی بیرونی حلقہ بھی مامور تھا۔ یہ مفروضہ مغربی میڈیا میں بہت زیادہ اچھالا گیا۔ اس تاثر کی نفی کی غرض سے صدرِ پاکستان آصف علی زرداری نے واشنگٹن پوسٹ میں ایک مضمون لکھا۔ جس میں اس بات کا اظہار کیا گیا کہ پاکستان القاعدہ سے اتنا ہی تنگ تھا جتنا کہ کوئی بھی دوسرا ملک۔ خیر یہ تو ایک طویل عرصے تک چلنے والی بحث ہے۔

القاعدہ سخت دباؤ میں تھی۔ ایک طرف اس کی افرادی قوت کم ہو رہی تھی دوسری جانب اسے فنڈز میں شدید کمی کا سامنا تھا۔ مغربی ممالک کے اندر خوفناک دہشت گردانہ کارروائیوں کے لئے اس کی منصوبہ بندی بھی کمزور پڑ رہی تھی۔ مشرقِ وسطیٰ میں بھی اسے اپنی کم پڑتی اہمیت اور طاقت کا احساس ہو رہا تھا۔ مشرقِ وسطیٰ کے اندر عراق میں سنی مخالف حکومت کے قیام اور شام اور لبنان میں مخالفین نے عوامی سطح پر اسے ایک بڑے چیلنج سے دوچار کر رکھا تھا۔

اس لئے خاصے عرصے سے اسامہ بن لادن اور القاعدہ کے دیگر سپریم کمانڈرز عرب دنیا میں اپنی آواز کو کمزور ہوتا دیکھ رہے تھے۔ مسلمانوں کے ایک بڑے طبقے میں اسامہ کے لئے ہمدردیاں کم پڑتی جا رہی تھیں۔ عرب دنیا میں مصر، تیونس، الجزائر، لیبیا، لبنان، بحرین اور یمن میں ہونے والے عوامی انقلابات اور مظاہروں کے اندر بھی شدت پسند عناصر کو کوئی اہمیت نہیں مل رہی تھی۔ یہ صورتحال القاعدہ کے لئے ایک بڑے دھچکے سے کم نہ تھی۔ اسامہ بن لادن اور ایمن الظواہری دونوں کو القاعدہ کے نیٹ ورک چلانے میں بہت سی رکاوٹوں اور انجماد کا سامنا کرنا پڑ رہا تھا۔

(ترجمہ۔ ویکلی اکونومسٹ، لندن)

Marfat.com

آپریشن جیرونیمو......؟

محمد بلال غوری

اسامہ کی موت کا معمہ تو چیستاں میں لپٹی ایسی پہلی ہے جسے تلبیسِ اطلاعات کے اس پرفتن دور میں تضاد بیانیوں سے بھرپور سموک سکرین سے نکال لانا ممکن نہیں۔ شیرِ میسور سلطان ٹیپو کے 212 ویں یوم شہادت سے دو دن قبل جام شہادت نوش کرنے والے دراز قد، وجیہہ صورت، چھریرے بدن اور عقابی نگاہوں والے عرب شہزادے نے مرنے سے قبل یہ ثابت کر دیا تھا کہ مردیوں مہریں لگاتے ہیں جبینِ وقت پر...... جو لوگ اسے مطعون کرتے ہیں اور موردِ الزام ٹھہراتے ہیں ان سے میرا ایک ہی سوال ہے، 10 سال کی عمر میں 300 ملین ڈالر کے اثاثہ جات وراثت میں پانے والا وہ خوش قسمت بچہ جو بلوغت کی دہلیز پر قدم رکھنے سے پہلے ہی اپنی املاک و اثاثہ جات میں دوگنا اضافہ کر چکا تھا اسے عیش و عشرت کی زندگی چھوڑ کر جہاد ایسے پرخار راستے کا انتخاب کرنے کی کیا ضرورت تھی؟ اگر وہ آسائشات کا دلدادہ اور دنیا کی رنگینیوں میں کھو جانے پر آمادہ ہوتا تو اس کے پاس کس چیز کی کمی تھی؟ ملکی خودمختاری کے سوال پر مشتعل ہو جانے والے منہ سے جھاگ کے چھینٹے اڑاتے ہوئے کہتے ہیں اگر امریکہ نے ہماری سالمیت پر وار کیا تو کیا اسامہ بن لادن اور دیگر عرب مجاہدین پاسپورٹ لے کر، ویزا لگوا کر پاکستان آئے ہیں۔ جی حضور! پل بھر کے لئے اِذن ملے تو بتاؤں۔ وہ جہادِ افغانستان کے پاسپورٹ پر یہاں آئے اور اس پاسپورٹ پر ویزا صدرِ پاکستان جنرل ضیاء الحق نے ایشو کیا۔ اگر وہ دہشت گرد تھا تو اس کی موت پر پوری دنیا میں سوگ کیوں منایا گیا؟ ان 14 فیصد امریکیوں کی رائے کیوں دبا دی گئی جنہوں نے اسامہ بن لادن کی موت کو ظلم عظیم قرار دیا؟ مگر پوری میڈیا کو صرف ناچتے گاتے اور جشن مناتے چند ہزار شہری ہی دکھائے دیے، اگر وہ ظالم، فاسق اور خونی تھا تو اس کی موت کے 48 گھنٹوں

Marfat.com

میں 45 کھرب 23 ارب 75 کروڑ الفاظ الیکٹرانک و پرنٹ میڈیا پر کیوں نشر اور شائع کیے گئے؟ 30 کروڑ 20 لاکھ مضامین کیوں لکھے گئے اور دنیا کے ہر اخبار اور ٹی وی چینل نے اس کی رحلت کو بریکنگ نیوز کے طور پر کیوں نشر کیا؟ کیا اس سے پہلے کسی شخص کی موت یوں اتفاق رائے سے پوری دنیا میں سب سے بڑی خبر بنی؟

آپریشن جیرونیمو نامی ہارر فلم پر اٹھتے سوالات کے اب تک جتنے جوابات سامنے آئے ہیں انہوں نے معاملہ سمجھانے کے بجائے مزید الجھا دیا ہے۔ ایک سوال جس کا واضح جواب ابھی تک نہیں ملا وہ یہ ہے کہ آیا امریکہ نے پاکستان کی سیاسی اور بالخصوص فوجی قیادت کو اس کمانڈو ایکشن کے بارے میں پہلے سے آگاہ کیا تھا یا نہیں۔ امریکہ کہتا ہے کہ اس نے پاکستان کو بتایا تھا لیکن کارروائی مکمل ہونے کے بعد۔ پاکستان کا دفتر خارجہ کہتا ہے کہ یہ پوری کی پوری امریکی کارروائی تھی لیکن پاکستان کے وزیراعظم یوسف رضا گیلانی کہتے ہیں کہ یہ کارروائی لوکل انٹیلی جنس کی بنیاد پر ہوئی یعنی اس میں پاکستانی شریک تھے۔ اخبار نیویارک ٹائمز کا دعویٰ ہے کہ سی آئی اے کے لیے کام کرنے والے پاکستانیوں نے اسامہ کی تلاش کے دوران مدد فراہم کی۔ تو سوال یہ ہے کہ کون صحیح ہے اور کون غلط؟ اگر پاکستان کو پہلے سے نہیں بتایا گیا تھا تو کیوں؟ کیا امریکہ کو پاکستان پر بھروسہ نہیں تھا یا وہ ارادتاً اس کارروائی کو مکمل طور پر امریکی کمانڈو ایکشن کا نتیجہ رکھنا چاہتے تھے تاکہ امریکی پبلک کے سامنے سر اٹھا کر کہا جاسکے کہ ہم نے اسامہ کو دھر لیا اور باراک اوباما کی پذیرائی ہو جائے۔ اور اگر امریکیوں نے پاکستان کو اس کارروائی کے بارے میں پہلے سے آگاہ کیا تھا تو کس سطح پر؟ لیون پینٹا کی بات پر اعتماد کیا جائے تو امریکہ نے پاکستان کو کلی طور پر بے خبر رکھا، کیوں؟ اس لئے کہ کہیں کارروائی سے پہلے یہ اطلاع اسامہ تک نہ پہنچ جائے۔ ایک اور بڑا سوال جس کا جواب ابھی تک نہیں ملا وہ یہ ہے کہ کیسے ممکن ہے کہ پاکستان انٹیلی جنس کو یہ پتہ نہ چلا سکا کہ ایبٹ آباد کے ایک مکان میں اسامہ نے گھر بسا رکھا تھا۔ پھر یہ ایبٹ آباد کی مشہور کاکول اکیڈمی کی ہمسائیگی میں اسامہ ایک پراسرار سے مکان میں رہتے رہے لیکن کیا فوج کے کسی بڑے یا چھوٹے

Marfat.com

افسر کو یہ خیال آیا کہ سائیں سائیں کرتا یہ مکان کس کا ہے؟ اور اگر کسی کو یہ خیال آیا تو کیا اس کا کوئی ریکارڈ ہے یا نہیں؟ بجلی اور گیس کے چار چار کنکشن کیسے لگ گئے؟ اسامہ بن لادن کے خلاف اس کارروائی میں چار ہیلی کاپٹر استعمال ہوئے۔ ابھی تک قوی قیاس یہی ہے کہ یہ ہیلی کاپٹر افغانستان سے امریکی کمانڈوز کو لائے تھے۔ مگر اس سوال کا جواب بھی اب تک نہیں ملا کہ جب پاکستان کو اس کارروائی کا علم ہی نہیں تھا تو کیا پاکستانی فضائی حدود کی خلاف ورزی کرنے والے ان ہیلی کاپٹرز کے بارے میں پاکستان کو پتہ بھی چلا یا نہیں؟ اگر پتہ چلا تو اسے روکنے کے لئے پاکستان نے کچھ کیا یا نہیں؟ اور اگر کچھ کیا تو کس وقت؟ اگر کچھ نہیں کر سکے تو پھر تف ہے ہمارے ایٹمی طاقت ہونے اور عسکری لحاظ سے ساتواں بڑا ملک کہلانے پر۔ ایک اور بڑا سوال یہ ہے کہ چلیں امریکی کمانڈوز نے اسامہ کو ہلاک کر دیا لیکن اسامہ کی لاش نہ دکھانا چہ معنی؟ کیا یہ حکمتِ عملی کا حصہ ہے یا امریکیوں سے کوئی بھول ہوگئی؟ کیا لاش کو اس لیے سمندر برد کر دیا گیا کہ کوئی ملک اس کو قبول کرنے کو تیار نہ تھا یا پھر اس لیے کہ کہیں سلفی مسلک سے تعلق رکھنے والے اسامہ کا مزار نہ بن جائے؟ یا پھر ان دونوں وجوہات کی بنیاد پر؟ یا کوئی اور سبب تھا؟ اس داستان کا سب سے شرمناک باب سی آئی اے چیف لیون پینٹا نے منکشف کیا ہے۔ سینٹ کمیٹی کو بریفنگ دیتے ہوئے سی آئی اے چیف نے تمسخرانہ انداز میں کہا ”جب علی الصبح پاکستانی حکام کو نیند سے جگا کر اس آپریشن سے آگاہ کیا تو انہوں نے حیرت انگیز طور پر کہا ”مبارک ہو جناب“ کسی نے یہ نہیں پوچھا، جناب آپ نے ہماری توہین کی، ہماری خودمختاری کا مذاق اڑایا، ہماری ملکی سالمیت و آزادی کو پامال کیا۔ اور کہتے بھی کیوں جب ہمارے مرشد پاک اسے سب سے بڑی کامیابی اور تاریخی فتح قرار دے رہے ہیں تو پھر کس بات کا افسوس۔ پہلی فتح ریمنڈ ڈیوس کی رہائی تھی مگر اس دوسری فتح نے تو اس کامیابی کو بھی مات دے دی۔ یوں تو بھانت بھانت کے تبصرے پوری دنیا میں جاری ہیں مگر عزت مآب وزیر داخلہ رحمٰن ملک کا یہ جملہ سنہری حروف سے لکھے جانے کے لائق ہے کہ ”اس ملک میں ایسے چھوٹے موٹے واقعات ہوتے رہتے ہیں۔“

Marfat.com

امریکیوں نے تو اس فرزندِ اسلام کو بدنام کرنے کی اپنی سی کوشش کی ہے مگر اپنوں نے بھی کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ مبہم اور نا قابل یقین امریکی داستان گوئی کے تضادات ملاحظہ کیجئے پہلے کہا گیا کہ سی آئی اے کے سپیشل کمانڈوز نے حملہ کیا۔ اسامہ نے مزاحمت کی اور فائرنگ کے تبادلے میں موسٹ وانٹڈ شخص مارا گیا۔ اب کہا جا رہا ہے، اسامہ غیر مسلح تھا مگر اس بات پر بدستور اصرار کہ مزاحمت بہر حال اس نے کی۔ اس کے پاس کوئی ہتھیار نہ تھا جو ہتھیار کو مرد کا زیور سمجھتا اور عمر بھر سنگینوں سے کھیلتا رہا؟ اس سے بڑا جھوٹ اور کیا ہوگا؟ سفید جھوٹ کہیں یا کچھ اور...... اگر اسلحہ ہی نہیں تھا تو مزاحمت چہ معنی دارد؟ دانستہ طور پر یہ بات پھیلائی گئی کہ اسامہ اپنی بیوی کو ڈھال کے طور پر استعمال کیا بالفاظ دیگر وہ موت کو سامنے دیکھ کر ڈر کے مارے اپنی بیوی کے پیچھے چھپ گیا۔ چنانچہ مجبوراً اس خاتون کو قتل کرنا پڑا۔ اب جب کہانی فٹ نہیں بیٹھ رہی تو نیا ٹرن لے لیا کہ خاتون ماری نہیں گئی، اس کی ٹانگ میں گولی ماری گئی اور ابھی زندہ ہے۔ وہ شاید اسامہ کو بھی ''جیرونیمو'' ہی سمجھے تھے مگر ہمارے جیرونیمو اور ان کے جیرونیمو میں انیس بیس نہیں، زمین آسمان کا فرق ہے۔ جیرونیمو ایک امریکی باشندہ تھا جس نے جارحیت کرنے والوں کے خلاف بغاوت کی۔ جیرونیمو کے قبیلے کے وہ لوگ جو اس دھرتی کے اصل وارث تھے آج ریڈ انڈینز کہلاتے ہیں۔ جیرونیمو سالہا سال تک علم بغاوت اٹھائے ہوئے میکسیکو اور ان استعمار پسندوں کے خلاف لڑتا رہا جو آج امریکی بن بیٹھے ہیں۔ 1886ء میں امریکی افواج نے جیرونیمو کو پکڑ لیا اور اسے جنگی قیدی بنا کر ساتھ لے گئے۔ 23 سال تذلیل و تحقیر برداشت کرنے کے بعد اسے 1909ء میں گھوڑے سے گرا کر زندگی کی قید سے آزاد کر دیا گیا۔ اسی تناظر میں اسامہ کو دبوچنے کے لئے تشکیل دیئے گئے آپریشن کا نام بھی جیرونیمو رکھا گیا مگر ہمارے جیرونیمو نے سرنڈر کر کے ذلت کی زندگی جینے کے بجائے شہادت کی موت مرنے کو ترجیح دی۔

(بشکریہ روزنامہ انصاف)

Marfat.com

افغانستان سے لوٹ آنے والے عرب نوجوانوں کی کہانیاں

رؤف طاہر

افغانستان سے سوویت یونین کی پسپائی کے بعد عرب مجاہدین میں سے کچھ واپس آ گئے، بعض نے افغانستان میں ہی سکونت اختیار کر لی، کچھ ایسے بھی تھے جن کا آنا جانا رہتا تھا۔ افغانستان میں ان مجاہدین (جو ''عرب افغان'' کہلاتے تھے) کی صحیح تعداد کا پتہ نہیں۔

نائن الیون کے بعد ''وار آن ٹیرر'' کے آغاز میں ان ''عرب افغانوں کو بین الاقوامی میڈیا نے فوکس کیا۔ عرب میڈیا میں بھی ان کے متعلق بہت کچھ شائع ہوا، خصوصاً وہ نوجوان جو امریکی فوجیوں کے ہاتھوں گرفتار ہوئے اور انہیں گوانتاناموبے پہنچا دیا گیا۔ ''وار آن ٹیرر'' کے آغاز ہی میں جو ''عرب افغان'' مارے گئے یا گرفتار ہوئے یا بچ نکلنے میں کامیاب ہو گئے، ان کی صحیح تعداد کے متعلق کچھ کہنا مشکل ہے۔ کچھ خوش نصیب ایسے بھی تھے جو فرار ہو کر اپنے وطن لوٹنے میں کامیاب ہو گئے۔ سعودی عرب کے معروف ہفت روزہ ''المجلہ'' نے ان میں سے بعض نوجوانوں کی کہانیاں شائع کیں۔ ان نوجوانوں کا تعلق کویت، مراکش اور الجزائر سے تھا۔

تورا بورا کے برف پوش پہاڑوں سے وادی پتراہ تک کا کٹھن راستہ، جہاں چاروں طرف برف کی سفید چادر تنی ہوئی ہے، کوئی باہمت نوجوان اسے عبور کرنے کا حوصلہ کر بھی لیتا تو اس کے بعد بھی خطرات کا ایک سلسلہ درپیش ہوتا تھا۔ ایک طرف وہ افغان قبائل جن پر اعتماد کرنا مشکل تو دوسری طرف پاک افغان سرحد پر پاکستانی فوج بیدار اور مستعد۔

Marfat.com

14 ہزار فٹ بلند پہاڑی سلسلہ عبور کرنے والے ''عرب افغان'' اپنے طور پر یہ خطرہ مول لیتے یا اس کے لئے مقامی لوگوں کی مدد حاصل کرتے۔ راستے میں واقع قبائلی علاقوں میں دو ہی ''قانون'' رائج تھے۔ ایک مہمان نوازی دوسرا رہزنی۔ یہ سفر کرنے والے کا مقدر کہ اس کا واسطہ ان دو میں سے کس سے پڑتا۔ تورا بورا کے کوہِ سفید پر امریکی فضائیہ کی بمباری کے آغاز کے بعد ان حلقوں میں عرب افغانوں کی نقل و حرکت بڑھ گئی۔ وہ اس لئے نکلتے کہ سرحد پار کر کے پاکستان اور پھر وہاں سے اپنے اپنے ملکوں کو لوٹ جائیں گے، مگر ہر کسی کا یہ نصیب کہاں؟ بعض تو راستے ہی میں دم توڑ دیتے، بعض سیکورٹی اداروں کے ہاتھوں گرفتار ہو جاتے، بعض گولیوں کا شکار ہو جاتے۔ مقامی لوگوں میں ایسے بھی تھے جو عرب افغانوں کی لاشیں دفن کر دیتے اور ان کے لیے دعائیں کرتے۔ اس کٹھن سفر میں کچھ خوش نصیب سرحد عبور کرنے میں کامیاب بھی ہو جاتے، جہاں سے اسلامی تنظیموں کی مدد سے انہیں ایران پہنچا دیا جاتا، جہاں سے وہ اپنے اپنے ملکوں کو واپسی میں کامیاب ہو جاتے۔ بہت کم لوگ تھے جو ایران میں گرفتار ہوئے، مگر انہیں بھی سرکاری نگرانی میں ان کے ملکوں کے سپرد کر دیا گیا۔

بعض ''عرب افغان'' ایسے بھی تھے جنہوں نے افغانستان سے نکلنے کے لئے ڈرگ مافیا کا سہارا لیا کہ ڈرگ سمگلروں کو محفوظ ترین راستوں کا پتہ ہوتا ہے، وہ اس کے عوض بھاری معاوضہ طلب کرتے۔ لطیف آفریدی کا شمار بھی ان ہی میں ہوتا تھا جو عرب افغانوں کو سرحد پار کرانے کا ''کاروبار'' کرتے تھے اس کے لئے 50 ہزار ڈالر (فی کس) تک بھی وصول کئے گئے۔ یہ وہ راستے تھے جن کا نہ پاکستانی فوج کو پتہ تھا، نہ امریکی فوج یہاں پہنچ سکتی تھی۔ یہ دو راستے تھے، ایک وہ جو وزیرستان کو بلوچستان سے ملاتا اور صحرائی راستہ ایران کی بندرگاہ عباس کے قریب لے جاتا ہے۔ دوسرا راستہ ایران، افغان سرحد کے قریب ہے۔ آیئے! آپ کی ملاقات ان خوش نصیبوں سے کروائیں جو ان دشوار گزار راستوں سے ہوتے ہوئے اپنے ملکوں کو واپس جانے میں کامیاب ہو گئے۔

Marfat.com

16 سالہ محمد ہادی عبدالرحمٰن کا تعلق کویت سے ہے۔ افغانستان میں 170 دن گزارنے کے بعد وطن لوٹنے پر وہ کہہ رہا تھا کہ وہ اب کبھی افغانستان نہیں جائے گا۔ اپنی نوعمری کے اس سنگین ترین تجربے کو بھلا کر وہ نئی زندگی کا آغاز کرنا چاہتا ہے۔ افغانستان میں جنگ کے چار مہینے گزار کر وطن لوٹنے والا یہ پہلا نوجوان اب کویت شہر کے جنوب میں مبارک الکبیر کے علاقے میں رہائش پذیر تھا۔ اس نے ''المجلہ'' سے کہا کہ وہ ان چار مہینوں کو کبھی فراموش نہیں کر سکے گا۔ افغانستان میں وہ اپنے والد کے ساتھ گیا تھا۔ نائن الیون کے بعد افغانستان پر حملے کے بعد امریکی بمبار طیاروں نے تمام علاقوں کو جہنم بنا دیا تھا۔ امریکی میزائل ہر طرف اور ہر وقت گر رہے تھے۔ وہاں عرب مجاہدین کی اکثریت خلیجی ریاستوں، یمن، مصر اور مراکش سے تعلق رکھتی تھی۔ اس نے بتایا کہ اس کی ملاقات اسامہ بن لادن یا ملا عمر سے نہیں ہوئی۔ کابل جیل میں عرب نوجوانوں کی کثیر تعداد کو قید کر دیا گیا تھا جہاں شمالی اتحاد والے انہیں سخت ترین عذاب سے دوچار کرتے۔ ان میں سے بعض جیل میں ہی شہید ہو گئے۔ اسے بھی یہاں قید رکھا گیا، لیکن خوش قسمتی سے وہ کسی سنگین جسمانی اذیت سے محفوظ رہا۔ البتہ تفتیش کے لئے اسے بار بار طلب کیا جاتا تھا، اس کے سامنے کئی لوگوں پر تشدد کیا گیا۔ اس نے مزید کہا کہ سقوطِ کابل سے پہلے معاملات ٹھیک تھے لیکن اس کے بعد جنگ کا نقشہ تبدیل ہو گیا جس کی وجہ سے باقی علاقے بھی طالبان کے ہاتھوں سے نکل گئے۔ اس میں بعض افغان کمانڈروں کی بیوفائی کو بھی دخل تھا۔ کسی کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ کابل سے طالبان اس طرح پسپا ہو جائیں گے۔ کابل میں لوگ معمول کی زندگی گزار رہے تھے، انہیں طالبان کی طاقت پر یقین نہیں تھا کہ وہ کسی بھی حملے کو روک سکتے ہیں جیسے ہی شمالی اتحاد کا قبضہ ہوا، جہان ہی بدل گیا۔ لوٹ مار اور وحشت و بربریت کا راج ہو گیا۔ ہم 60 افراد کے قافلے میں شامل ہو گئے، جو کابل سے جلال آباد کے لئے روانہ ہوا۔ امریکی بمباری انتہائی شدید تھی، چنانچہ قافلے کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا گیا جو بعد میں مزید کئی حصوں میں تقسیم ہو گئے تاکہ بمباری کے نتیجے میں نقصان کم سے کم ہو، ہمیں وائرلیس پر ہدایات ملتی تھیں۔ عرب مجاہدین کا تعلق سعودی عرب، کویت

Marfat.com

اور یمن سے تھا۔ وہ جواں مردی سے لڑ رہے تھے، ان میں جو دشمن کے ہتھے چڑھے وہ بدترین اذیت کا شکار ہوئے۔

تورا بورا کے واقعات

محمد الغزی نے مزید کہا کہ تورا بورا جانے کی مہم انتہائی مشکل تھی، یہ نہایت دشوار گزار سنگلاخ راستہ ہے، جہاں پیدل سفر کیا جاتا ہے۔ طالبان نے یہاں کھانے پینے کا کافی سامان جمع کر لیا تھا۔ امریکی طیارے میزائلوں کی بارش کر رہے تھے۔ وہ نچلی پرواز سے گریز کرتے اور ان کا سارا زور پہاڑی چوٹیوں پر تھا تاکہ یہ ٹوٹ کر وادیوں پر آ گریں جہاں طالبان اور القاعدہ کے لوگ موجود تھے۔ جب انہوں نے دیکھا کہ اس سے خاطر خواہ نتائج نہیں نکل رہے تو جدید لڑاکا ہیلی کاپٹروں کی مدد لی، جن میں ایسے آلات نصب تھے جو زمین پر موجود انسانوں کے جسموں میں حرارت سے ان کی موجودگی کا تعین کرتے تھے۔ تورا بورا میں میرے والد کی شہادت بھی ایسے ہی ہوئی۔ ہم پہاڑوں کے درمیان کہیں چھپے ہوئے تھے کہ ہمارے گروپ کا ایک آدمی اچانک اپنی جگہ سے اٹھا جس سے ان ہیلی کاپٹروں کو ہماری موجودگی کی اطلاع ہو گئی۔ انہوں نے میزائل برسائے جس سے میرے والد شہید ہو گئے۔

شہادت کے لئے نکلا تھا

کویت ہی سے تعلق رکھنے والا ایک اور نوجوان خالد سالم صوبان انجمی بھی ایک سال قبل افغانستان کے لئے روانہ ہوا تھا۔ اس 26 سالہ نوجوان کا دل جذبہ شہادت سے معمور تھا اس کی تمنا تھی کہ وہ شیشان میں روس کے خلاف لڑتا ہوا شہید ہو جائے۔ وہ شہادت سے سرفراز تو ہوا لیکن افغانستان میں امریکہ کے خلاف لڑتا ہوا۔ خالد صوبان کی کہانی اس کے بڑے بھائی محمد صوبان کی زبانی:

”شیشان اور بوسنیا میں جہاد نے میرے بھائی کو بہت متاثر کیا تھا۔ اس کی پختہ رائے تھی کہ شیشان، بوسنیا اور افغانستان میں جہاد کرنا چاہئے۔ ہمارے وہم وگمان میں بھی نہیں تھا کہ وہ اپنے ان خیالات کو عملی جامہ پہنانے پر تل جائے گا۔ ایک روز اس کا فون آیا کہ وہ افغانستان میں ہے

Marfat.com

اور خیریت سے ہے اس کے بعد بھی وقتاً وقتاً اس کے فون آتے رہے کہ وہ بخیریت ہے اور ایک دو ماہ بعد واپس آجائے گا، لیکن اسے نہ آنا تھا، نہ آیا۔ آخری بار اس کی خیریت کی خبر نائن الیون سے پہلے ملی۔ افغانستان جنگ شروع ہوگئی تھی۔ ہم سمجھتے تھے کہ کسی بھی وقت اس کی شہادت کی خبر آجائے گی، پھر ایک روز یہ خبر آئی کہ وہ امریکی بمباری سے شہید ہوگیا ہے۔ وہ افغانستان اس لئے گیا تھا کہ عسکری تربیت حاصل کرکے بوسنیا یا شیشان چلا جائے گا، مگر وہ افغانستان ہی میں رہ گیا۔ جنگ کے درمیان وہ اور اس کے ساتھی شمالی اتحاد کے فوجیوں میں گھر گئے تھے۔ انہیں معلوم تھا کہ شمالی اتحاد والوں کے ہاتھ لگ جانے والے عرب مجاہدین کا انجام بہت برا ہوتا ہے، وہ انہیں تڑپا تڑپا کر مارتے ہیں، چنانچہ اس نے اور اس کے ساتھیوں نے، جن میں اکثر کا تعلق یمن سے تھا، مرتے دم تک لڑنے کا فیصلہ کیا اور آخرکار اپنی جانیں جانِ آفریں کے سپرد کردیں۔

صحافیوں سے ڈرنے والے

نائن الیون کے بعد جب امریکہ اور اس کے نیٹو اتحادی افغانستان پر حملے کی تیاریاں کررہے تھے۔ افغانستان سے چار خاندان اپنے وطن الجزائر واپس آگئے تھے۔ ان کا تعلق الجزائر شہر کے جنوبی علاقے سے تھا۔ لاکھ کوششوں کے باوجود ان میں سے کسی سے رابطہ نہ ہوسکا۔ آخرکار ان خاندان سے تعلق رکھنے والے ایک شخص نے ملاقات کی حامی بھرلی۔ ''المجلہ'' والے اس علاقے میں پہنچے تو ان کے ''ذرائع'' نے بتایا کہ مقامی پولیس نے ان چاروں خاندانوں کو متنبہ کردیا تھا کہ کسی صحافی سے ملاقات کی تو تمہارے لئے مصیبت کھڑی ہوجائے گی۔ حکومت نے تمہیں وطن واپسی میں سہولتیں دیں۔ تمہیں کوئی تکلیف نہیں ہوئی مگر اخبارات میں تمہاری خبر چھپے گی تو تمہارے خلاف قانونی کاروائی کرنی پڑے گی۔ ان خاندانوں سے تعلق رکھنے والے اس شخص کی رضامندی پر ''المجلہ'' والے یہاں آئے تھے۔ کافی انتظار کے بعد اس سے ملاقات ہوگئی۔ اس نے بتایا کہ پاک افغان سرحد پر تقریباً 60 خاندان ایسے تھے جو پاکستان کے سرکاری اداروں اور الجزائر کے سفارت خانے سے رابطہ کررہے تھے کہ ان کی واپسی کی راہ نکل سکے۔ افغانستان میں

Marfat.com

الجزائری خاندانوں کی تعداد 200 سے تجاوز کر گئی تھی۔

''کیا آپ ڈرتے ہیں۔''

''نہیں میں اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتا، مگر ایک اور ڈر ہے جس کی وجہ سے بے شمار الجزائری خاندان وطن واپس نہیں آسکتے''۔

''کیا آپ کا اشارہ الجزائری حکومت کی طرف ہے''؟

''نہیں! وہ حکومت سے نہیں، تم جیسے صحافیوں سے ڈرتے ہیں''۔ حالات جتنے سنگین ہیں، خدارا انہیں مزید سنگین نہ بنائیے۔ ان میں سے بیشتر قانونی طور پر افغانستان سے پاکستان اور پھر الجزائر آنا چاہتے تھے۔ افغانستان سے پاکستان کا سفر اہل خانہ کے ساتھ بہت مشکل سمجھا جاتا ہے۔ اس کیلئے خصوصی انتظامات درکار ہوتے ہیں جو افغانستان میں مقیم الجزائریوں کو حاصل نہیں۔ میں ذاتی طور پر کئی لوگوں کو جانتا ہوں، جو اپنے بیوی بچوں کو افغانستان سے پاکستان لے گئے اور افغانستان میں امن وامان کے بعد واپس وہاں جانا پسند کریں گے۔ ان کا الجزائر واپس آنے کا کوئی ارادہ نہیں۔''

''وہ اپنے وطن کیوں واپس نہیں آنا چاہتے۔''

''میں نے بتایا ہیں کہ یہ لوگ ڈرے ہوئے ہیں اور آپ کو معلوم ہے کہ یہ لوگ کیوں ڈرتے ہیں۔''

''پھر آپ اور تین دیگر خاندان کیسے آگئے، آپ کیوں نہیں ڈرے''؟

''یہ ہمارا اپنا مسئلہ ہے''۔

''میں آپ کی بات سمجھ نہیں پایا کہ یہ لوگ کس چیز سے ڈرتے ہیں۔ کیا اس کا یہ مطلب کہ وہ الجزائر کی حکومت سے ڈرے ہوئے ہیں کہ افغانستان جانے کے ''جرم'' میں انہیں گرفتار کرلیا جائے گا۔ میں صرف اتنا بتاؤں گا کہ میں اپنے خاندان سمیت اسلام آباد سے ہوائی سفر کر کے الجزائر آیا اور پھر ائیر پورٹ سے بذریعہ سڑک اپنے گاؤں بخیرہ عافیت پہنچا ہوں۔ مجھے تو

Marfat.com

کسی نے کچھ نہیں کہا''۔

''افغانستان میں مقیم الجزائریوں کی کثیر تعداد نے افغان خواتین سے شادیاں کر رکھی ہیں اور یہی چیز ان کی الجزائر واپسی میں رکاوٹ ہے''؟

''ایک حد تک تو یہ بھی صحیح ہے۔ الجزائریوں کی افغان بیویوں کے پاس پاسپورٹ تو کیا کوئی اور سرکاری کاغذات بھی نہیں، بلکہ ان کے پاس تو نکاح نامے بھی نہیں، ان کے پاس جو کاغذات ہیں، وہ حکومت پاکستان الجزائر کے سفارت خانے کو قبول نہیں، جن لوگوں کے بچے نہیں، وہ شاید اپنی افغان بیویوں کے بغیر واپس آ جائیں مگر جن کے بچے ہیں ان کے لئے کیسے ممکن ہے کہ وہ انہیں چھوڑ آئیں۔ یہ انتہائی سنگین مسئلہ ہے جس کی طرف کسی کا دھیان نہیں''۔

''کہا جاتا ہے کہ طالبان تحریک میں بعض الجزائری حساس ذمے داریوں پر فائز تھے''

''افغانستان میں آج بھی کئی الجزائری مقیم ہیں اور یہ بات بھی قابل فہم ہے کہ ان میں سے بعض طالبان حکومت میں حساس ذمے داریوں پر فائز رہے ہوں، اس حوالے سے میرے پاس مزید معلومات نہیں''۔

''لیکن بعض ذرائع کا کہنا ہے کہ چار الجزائری طالبان تحریک کے مشیرانِ خاص تھے۔ ان میں سے دو کا تعلق آپ کے گاؤں اور تیسرا عنابہ علاقے کا ہے''۔

''جی ہاں اور چوتھے کا تعلق تیارت شہر سے ہے''۔

''افغانستان میں اب کتنے الجزائری باقی ہیں''؟

''تقریباً 600 جو آج بھی افغانستان میں موجود ہیں''۔

''ان کا تعلق اسامہ بن لادن اور القاعدہ سے ہے''؟

''ان میں بعض القاعدہ کے کارکن ہیں بعض کا تعلق طالبان سے ہے اور بعض دونوں تنظیموں سے اچھے تعلقات رکھتے ہیں''۔

''اور آپ نے بھی تو وہاں جہاد کیا تھا''؟

Marfat.com

''جی ہاں! میں کئی بار جہاد کرنے گیا، لیکن اب سات سال سے جہاد سے دور ہوں''۔

''کیوں''؟

''اس کی وجہ ایک نہ ایک روز ضرور بتاؤں گا''۔

''تو کیا آپ ہمیں بتائیں گے کہ آپ وہاں کیسے گئے تھے''؟

''میں صرف یہ کہوں گا کہ ہم اپنی مرضی سے اپنے افغان بھائیوں کی مدد کے لئے گئے تھے''۔

''لیکن وہاں جانے کی خواہش کیسے پیدا ہوئی، کسی تنظیم نے یہ دعوت دی تھی''؟

''جتنے الجزائری گئے، وہ اپنی مرضی سے گئے تھے۔ انہیں کسی تنظیم کی سرپرستی یا تعاون حاصل نہیں تھا۔ وہ اپنے طور پر گئے''۔

''اس کے بعد اس نے کسی سوال کا جواب نہ دیا۔ وہ ہر سوال کے جواب میں الحمدللہ یا اللہ اعلم کہہ دیتا''۔

مراکش سے چند کہانیاں

نائن الیون کے واقعات کے ایک ملزم زکریا موسوی کو امریکی ایجنسیوں نے 17 دسمبر کو امریکہ میں گرفتار کیا تھا۔ اس پر انتہا پسند تنظیم سے وابستگی کا الزام بھی تھا اس کا تعلق چونکہ مراکش سے تھا، چنانچہ اس کیس کو مراکش میں بڑے غور سے دیکھا جا رہا تھا۔ اس دوران مراکش کی سرکاری ایجنسیوں نے حامد عبدالرحمٰن احمد نامی ایک شہری کو گرفتار کر کے امریکی ایف بی آئی کے سپرد کر دیا جس کے بعد اسے گوانتاناموبے پہنچا دیا۔ ''مراکشی افغانوں'' میں سے ایک نے نام نہ بتانے کی شرط پر ''المجلہ'' والوں سے ملاقات کی۔ ''ج، ر'' نے بتایا کہ افغانستان جانے سے پہلے میں کچھ دوستوں کے ساتھ عمرہ کرنے مکہ مکرمہ گیا، جس کے بعد ہم میں سے کچھ لوگ افغانستان روانہ ہوئے۔ تین ممالک سے ہوتے ہوئے ہم پاکستان پہنچے جہاں سے ہمیں افغانستان جانا تھا۔ افغانستان میں داخلہ آسان نہیں تھا، مگر کچھ دوستوں کی مدد سے ہم کامیاب ہو گئے، وہاں سے ہمیں القاعدہ کے مرکز لے جایا گیا، جہاں نئے آنے والوں کے ساتھ انتہائی محتاط رویہ اختیار

Marfat.com

کیا جاتا تھا۔انہیں مختلف ''آزمائشوں'' سے گزارا جاتا تب کہیں القاعدہ کی رکنیت ملتی۔اس احتیاط کی دو وجوہات تھیں، ایک یہ کہ عالمی خفیہ اداروں کے ایجنٹ القاعدہ میں داخل نہ ہونے پائیں اور دوسرا یہ کہ کارکن کی ہمت، طاقت، جذبہ اطاعت اور برداشت کا جائزہ لیا جائے''۔

القاعدہ کا یہ کارکن 20 سال کا تھا، جب افغانستان گیا۔اسامہ سے ملاقات کا ذکر کرتے ہوئے اس نے بتایا۔''مجھ پر ان کا رعب طاری تھا میں جب ان سے ملنے گیا تو میری عجیب کیفیت تھی۔مگرانہوں نے مجھ سے انتہائی اپنائیت اور خلوص سے بات کی۔تھپکی دے کر میری ہمت بڑھائی اور دعا دی۔ان کی آواز، لب ولہجہ اور اندازِ تکلم نے مجھے اپنا گرویدہ بنالیا اور یہ عزم مزید پختہ ہوگیا کہ میں ان کے زیرسایہ کام کروں گا، مگر معاملہ اتنا آسان نہ تھا۔

''ج۔ر'' نے عسکری تربیت کی تفصیل بتانے سے انکار کردیا اور صرف اتنا کہا کہ اس نے ہلکے اسلحہ کی تربیت لی۔یہ تنظیم کی صوابدید پر تھا کہ وہ کارکن کی جسمانی اور ذہنی صلاحیتوں کو دیکھ کر طے کرتی ہے کہ اسے کس قسم کی ٹریننگ دی جائے......مراکش سے تعلق رکھنے والے تمام نوجوانوں کو ایک ہی کیمپ میں نہیں رکھا جاتا تھا بلکہ انہیں مختلف کیمپوں میں تقسیم کردیا جاتا جہاں دیگر عرب مما لک کے نوجوان بھی ہوتے تھے۔ان کیمپوں میں عسکری تربیت کے علاوہ وعظ وارشاد اور دینی تعلیم کے ساتھ جذبہ جہاد ابھارنے والے درس بھی دیئے جاتے۔

مراکش ہی کے ایک اور القاعدہ کے رکن ''ز'' نے بتایا کہ افغانستان جانے والے مراکشی نوجوانوں میں سے بعض شیشان اور بوسنیا بھی گئے۔القاعدہ کے مراکشی ارکان نہایت سخت جان، مضبوط اور جفاکش ثابت ہوئے۔چنانچہ القاعدہ انتہائی اہم کاروائی کے لئے ان کا انتخاب کرتی۔

احمد شاہ مسعود کے قتل کا کام بھی دو مراکشی نوجوانوں کے سپرد ہوا تھا۔اسامہ کے خصوصی محافظوں میں دو مراکشی بھی تھے جنہوں نے اپنی زندگیاں اسامہ کے نام کر رکھی تھیں کہ وہ اسامہ کے لئے اپنی جان بھی قربان کردیں گے۔

یہ مراکشی نوجوان القاعدہ سے متعارف کیسے ہوئے؟

Marfat.com

بعض ذرائع کے مطابق بعض مقامی تنظیمیں اپنے کارکنوں کو جہاد کا درس دے کر افغانستان روانہ کر دیتیں۔ جہاں وہ القاعدہ سے وابستہ ہو جاتے۔

الجزولی نامی مراکشی شہری سعودی عرب کا ویزہ لے کر اپنے شہر سے روانہ ہوا۔ سعودی عرب میں اس نے ڈرائیونگ کا کام کیا اور پھر افغانستان چلا گیا۔ یہ اس وقت کی بات ہے جب القاعدہ کی تشکیل ہو رہی تھی۔ الجزولی افغانستان میں مختلف مقامات پر خدمات انجام دیتا رہا اور 1995ء میں مراکش لوٹ آیا۔ اس کے بعد بھی القاعدہ سے اس کے روابط رہے، وہ وقفے وقفے سے مراکشی نوجوانوں کو افغانستان لے جاتا۔

سپین کے مراکشی نژاد نوجوان حامد ابراہیم احمد السیتی کو قندھار سے گرفتار کر کے گوانتاناموبے لے جایا گیا، جہاں اس سے یہ معلوم کرنے کی کوشش کی گئی کہ مراکشی نوجوان کو القاعدہ سے کیسے بھرتی کیا جاتا تھا۔ مراکش واپس آنے والے القاعدہ کے کارکن اب خاموش زندگی گزارنا چاہتے تھے۔ ان پر حکومتی دباؤ بھی تھا اور وہ ہر وقت حکومت کی نظروں میں تھے۔ حکومت کے لئے اس حقیقت کو نظر انداز کرنا مشکل تھا کہ وہ عسکری تربیت یافتہ بھی ہیں جبکہ القاعدہ کارکن کے مطابق ان کی خاموشی کا سبب یہ حلف ہے کہ وہ کوئی ایسی بات کسی غیر متعلقہ فرد کو نہیں بتائے گا کہ جس سے تنظیم یا اس کے کسی کارکن کو نقصان پہنچ سکتا ہو۔

(بشکریہ روزنامہ پاکستان)

Marfat.com

ایبٹ آباد آپریشن کے سیاسی، عسکری اور معاشی اثرات

پروفیسر محمد یوسف عرفان

ایبٹ آباد میں 2 مئی کو ہونے والا امریکی کمانڈوز کا آپریشن امریکی پالیسی میں منظم تبدیلی کا اظہار ہے۔ جلد بازی میں یہ تبدیلی ریمنڈ ڈیوس کی اسیری کے تناظر میں ہے جس نے امریکہ و اتحادی ممالک کو پاکستان پر اندھی چڑھائی پر لگا دیا ہے۔ امریکہ کا فوری ہدف ریمنڈ ڈیوس کو 48 دن جیل میں رکھنے والے سیکیورٹی اہلکار ہیں، جنہوں نے امریکہ کی عالمی ساکھ اور اتحادی ممالک کی ہیبت کو بری طرح متاثر کیا اور عالمی برادری اور اداروں کو یہ باور کرایا کہ پاکستان ریت کا ڈھیر نہیں۔ امریکہ نے ایبٹ آباد آپریشن "Gerenimo" سے قبل پاکستان کی انٹیلی جنس ایجنسی ISI کے خلاف اپنے عزائم کا کسی حد تک اظہار کر دیا تھا۔ ریمنڈ کو پاکستان مخالف سرگرمیوں کا سربراہ بنا کر افغانستان میں متعین کرنا نیز بمبئی حملوں کے ذریعے مطلوبہ اہداف میں ناکامی اور شمالی وزیرستان میں پاکستانی افواج کا آپریشن سے انکار امریکہ و اتحادی ممالک کے لئے حسرت و یاس اور انتقام کا مظہر ہے۔

ایبٹ آباد آپریشن ایک حقیقی ڈرامہ ہے جس کی بازگشت اور اثرات 9/11 سے بدتر ہیں۔ اس ڈرامہ کے کرداروں کی فلم بندی ہالی وڈ فلموں جیسی ہے مگر اس ڈرامے کا پلاٹ روس امریکہ ہلسنکی معاہدے اور جونیجو معاہدے کے تانے بانے جیسا بنایا گیا ہے۔ ہلسنکی معاہدے کی رو سے روس امریکہ طاقتیں جہادِ احیائے اسلام اور جوہری پاکستان کے خلاف متحد ہوئیں اور جنیوا

Marfat.com

معاہدے کے تحت عالمی برادری اور اداروں کی افغانستان میں مجاہدینِ اسلام کی جدوجہد کے برعکس وسیع البنیاد حکومت بنائی گئی تھی۔ کارگل سازش بھی 9/11 کا پیش خیمہ تھی، جس کے بعد جنرل پرویز مشرف کو کارگل کا مہرہ بنایا گیا اور 12 اکتوبر 1999ء کو نواز شریف کی حکومت کی تبدیلی یا نام نہاد انقلاب امریکی سازش کا حصہ تھا۔ دراصل یہ تبدیلی افغان خطے میں امریکی و اتحادی ممالک کے اہداف کے حصول کیلئے ضروری تھی۔ امریکہ و اتحادی ممالک نے جھوٹ سچ ایک کر کے احیائے اسلام سے وابستہ اور غیر وابستہ مخلص مسلمانوں کی سرکوبی کیلئے نام نہاد دہشت گردی کی جنگ کا ڈھونگ رچایا۔ افغان جہاد کے عظیم اور محبوب لیڈر اسامہ بن لادن کا نام چرایا۔ اور ہالی وڈ میں اسامہ، القاعدہ اور کسی حد تک طالبان کے ڈمی یعنی فلمی اور ڈرامائی اداکار تیار کیے جو وقتاً وقتاً اسامہ، ایمن الظواہری وغیرہ کی من چاہی ویڈیو جاری کرتے اور ان ویڈیوز کو ہالی وڈ سے بالی وڈ یعنی عالمی الیکٹرانک میڈیا کے ذریعے عام کیا جاتا تھا۔ ایبٹ آباد آپریشن میں اسامہ کی شہادت یا ہالی وڈ کے ڈمی اداکار کا خاتمہ علاقائی، عالمی اور خود امریکہ کے اندر متوقع اور غیر متوقع اثرات کا حامل ہے۔ آپریشن ''اپنوں'' کی مدد کے بغیر ناممکن تھا۔ اپنوں کا میر جعفر اور میر صادق کی طرح حملہ آور دشمن کا ساتھ دینا خطرناک اور مہلک نتائج کی نشاندہی کرتا ہے۔

نام نہاد دہشت گردی کی تیسری جنگ کا محاذ پاکستان کی سرزمین ہے۔ ایبٹ آباد آپریشن نے امریکہ وغیرہ کو پاکستان کے اندر بلاشرکت غیرے کمانڈو آپریشن کی ڈرون حملوں کی طرح اجازت دے دی ہے۔ اب پاکستان کا کوئی شہر اور گلی محفوظ نہیں کیونکہ امریکہ ملا عمر، اسامہ اور حقانی نیٹ ورک کے حمایتی عوام اور اہلکاروں کو نشانہ بنائے گا۔ جنرل حمید گل اور حافظ سعید وغیرہ پہلے ہی امریکی دہشت گردوں کی ہٹ لسٹ پر ہیں۔ اسامہ کی شہادت امریکی اہداف میں بڑی تبدیلی کی نشاندہی ہے جس کے گہرے اور دیرپا اثرات پاکستان، افغانستان اور امریکی سیاست و معیشت پر پڑیں گے۔ اب امریکہ افغان مزاحمتی مجاہدین سے دوستی اور پاکستان کی مزاحمتی قوتوں سے کھلی دشمنی کرے گا اور خطے میں اپنے معاشی اہداف کو یقینی اور محفوظ بنائے گا جس کے خدوخال پاک افغان

Marfat.com

تجارتی راہداری (ٹریڈٹرانزٹ) اور پاک بھارت تجارتی معاہدوں کی صورت میں نمایاں ہیں۔ تجارتی اہداف کے لئے پاکستان کی مضبوط مزاحمتی قوتوں کو کچلنا اور جغرافیائی وحدت کو پارہ پارہ کرنا ضروری ہے جس کے لئے اتحادی ممالک کی سرپرستی میں صوبائی، علاقائی لسانی، نسلی اور قبائلی تحریکیں چل رہی ہیں۔ اگر پاکستان کا مرکز کمزور ہوا تو مضبوط پاک افواج اور ISI کی ضرورت پر سوال اٹھنا شروع ہو جائیں گے۔ ایبٹ آباد آپریشن اور پاکستان کی عسکری اور معاشی ناکہ بندی ایک ہی سلسلہ کی کڑیاں ہیں۔ ایبٹ آباد (ہزارہ ڈویژن) پاکستان کی مختلف قسم کی اسلحہ سازی کا مرکز ہے۔ ہزارہ ڈویژن کی سڑکیں براستہ قبائلی علاقہ جات (گلگت بلتستان) شارع قراقرم چین اور آزاد کشمیر سے ملتی ہیں اور یہی قدیم روایتی راستے خطے میں فوجی اور اقتصادی نقل و حرکت کا ذریعہ ہیں۔ ایبٹ آباد میں امریکی فوجی اڈہ اور ہزارہ صوبے کے لئے تحریک کا ملاپ پاکستان کی سلامتی کیلئے انتہائی خطرناک ہوگا۔

اسامہ کی شہادت صدر اوبامہ کی انتخابی مہم کا حصہ ہے۔ امریکہ میں انتخابات ستمبر 2012ء میں ہوں گے۔ اوبامہ کا کہنا ہے کہ دہشت گردی کا سربراہ مارا گیا۔ القاعدہ کی کمر ٹوٹ گئی۔ اب جنگی اخراجات کم کر کے امریکہ کی ڈوبتی معیشت کی بحالی اور عوامی بہبود پر مال خرچ کیا جائے۔ کیا اوبامہ اپنی تمنا پوری کر سکے گا؟

خواب اور حقیقت میں کافی فاصلے ہوتے ہیں۔ امریکی وسائل پر یہودی قبضہ ہے اوبامہ یہودیوں کے جمہوری حلقے کا رکن ہے، فوجی حلقے کا نہیں۔ جبکہ بش جونیئر اور سینئر یہودیوں کے فوجی اور جمہوری حلقوں کے بیک وقت رکن تھے۔ امریکہ میں کوئی ریاستی وحکومتی بنک (State Bank) نہیں۔ امریکی حکومت یہودیوں کے فیڈرل ریزرو بنک اور اس سے وابستہ امریکی نجی بنکوں سے سود پر ڈالرز خریدتی ہے جو امریکی انتظامیہ اور عوام میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ یہودیوں کی ترجیحات بدل گئی ہیں۔ یہودی امریکی جمہوریت اور عوامی فلاح و بہبود کے ترقیاتی منصوبوں سے زیادہ غرض نہیں رکھتے، وہ بھارتی ہندو برہمن کے ساتھ مل کر ایشیا کی پاک افغان (اور وسط

Marfat.com

ایشیائی) تجارتی منڈی اور راہداری پر معاشی انتظامی اور سیاسی تسلط چاہتے ہیں۔جس کے لئے یہودی پاک افغان خطے کے معاشی، سیاسی اور مذہبی حلقوں میں سرمایہ کاری کریں گے۔یہودیوں کی مجبوری ہے کہ چین نے امریکی، یورپی، افریقی، شرقِ اوسط بلکہ عالمی تجارتی منڈی پر قبضہ کرلیا ہے۔چینی عالمی تجارت کو قابو کرنے اور رکھنے کیلئے یہودی بھارتی ہندو برہمن کے ساتھ مل کر پاک افغان خطے میں بہت بڑی سرمایہ کاری کرنا چاہتے ہیں تاکہ چینی تجارت کو نقصان پہنچا کر عالمی معاشی نظام پر دوبارہ قبضہ کیا جائے۔اس معاشی و تجارتی تناظر میں امریکہ کے اندر عوامی جمہوری اور فوجی مقاصد میں تصادم کا امکان بڑھ سکتا ہے۔اس تصادم کی ہلکی سی جھلک امریکی جنرل میک کرسٹل کی حکم عدولی اور معزولی ہے۔یہودی طاقتور اور زبردست پر سرمایہ کاری کرتا ہے، زیردست اور کمزور پر نہیں۔نیز پاکستان کی جوہری اور مزاحمتی جہادی قوتوں کو کچلنے کے لئے یہودیوں کو امریکی فوجی وسائل کی ضرورت ہے، جمہوریت کی نہیں۔

نظریاتی، روحانی اور جوہری پاکستان کے حالات برے ہیں۔ایبٹ آباد آپریشن نے مزید برے کردیے مگر اس تمام غداری، انارکی اور ابتری کے باوجود سب کچھ برا نہیں۔ پاک افغان مزاحمتی قوتیں محض تماشائی نہیں، اپنی حد تک کچھ نہ کچھ کرتی رہتی ہیں۔اتحادی ممالک کے دباؤ کے باوجود افغان مزاحمتی کارروائیوں میں تیزی آئی ہے۔

امریکی کمانڈو کی گرفتاری اور ملک بدری خوش آئند اقدامات ہیں۔خادم اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کی پاک چین سرمایہ کاری اتحادی ممالک کے تجارتی اہداف پر ضربِ کاری ہے۔اس طرح پاک ترک تجارتی اور تعلیمی معاونت میں تحفظات زیادہ ہیں کیونکہ ترکی مصطفیٰ کمال اتاترک کے ذریعے کافی عرصہ سے اتحادی ممالک بالخصوص یہودیوں کی جاگیر بنا رہا ہے۔ترکی میں احیائے اسلام کی کامیاب تحریکوں کے باوجود کمال اتاترک کے اثرات غیر موثر نہیں ہوئے۔ ترکی کی یہودی کمپنیاں پاک افغان تجارت میں خاصی سرگرم ہیں۔ایبٹ آباد آپریشن کے مہلک اثرات کا سدباب کرنے کیلئے پاکستان کی آئندہ سیاست امریکہ نواز اور امریکہ مخالف دھڑے

Marfat.com

بندی کا حصہ ہیں۔ ان کی باہم دھڑے بندی اور علیحدگی بلا واسطہ امریکہ واتحادی ممالک کے اہداف میں معاونت ہے۔ اگر یہ بامقصد متحد محاذ بنائیں گے تو ہنود و یہود اور صلیبی اہداف کو ناکام بنانے میں کارگر اور مفید ہوں گے۔ وگرنہ پاکستان کی سلامتی کے معاملات مزاحمتی سیکورٹی اہلکاروں کے کاندھوں پر رہ جائیں گے جو غیر متوقع حالات میں غیر متوقع اقدامات بھی کر سکتے ہیں۔ موجودہ سیاسی دھارے اور آئندہ انتخابی اتحاد امریکہ مخالف اور امریکہ نواز صف بندی کے ساتھ ہوں گے۔ پاکستان میں عام انتخابات 2012ء کے آخر یا 2013ء کے شروع میں ہوں گے۔ پاکستان کی مزاحمتی قوتوں کی کوشش ہوگی کہ آئندہ انتخابات موجودہ سیاسی سرکار کے ذریعے نہ ہوں۔ زرداری بھی آئندہ انتخابی مہم کی تیاری اور جوڑ توڑ کیلئے دباؤ کے تحت پرویز مشرف کی طرح ''محفوظ راہداری'' کا سا فرار اختیار کر سکتے ہیں۔ فی الحال پاکستان میں جمہوریت اور جمہوری اداروں اور سرکار کو فوری خطرات لاحق نہیں۔ فیصلے مزاحمتی قوتوں کی مؤثر اور غیر مؤثر کارکردگی کے مطابق ہوں گے۔

پاکستان میں مزاحمتی قوتیں اس وقت تک کامیاب نہیں ہوں گی جب تک پاکستان کی انٹیلی جنس بھارت کے اندر اپنا مضبوط اور فوری طور پر مؤثر جارحانہ نیٹ ورک قائم نہیں کرتی۔ پاکستان کی سلامتی کیلئے دفاعی مزاحمت کو جارحانہ مزاحمت میں بدلنا ہوگا کیونکہ آئندہ آنے والے دور میں یہودی اہداف کا بڑا معاون اور محافظ امریکہ سے زیادہ ہندو بھارت ہے جس کی بالادستی پاکستان کی سلامتی کیلئے کئی سوالات لئے کھڑی ہے۔

(بشکریہ روزنامہ نوائے وقت)

Marfat.com

اسامہ بن لادن

حالاتِ زندگی ایک نظر میں

روزنامہ اسلام کراچی

امریکی کارروائی میں مارے جانے والے القاعدہ تنظیم کے سربراہ اسامہ بن لادن 10 مارچ 1957ء کو سعودی عرب میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد محمد بن لادن کروڑ پتی تاجر تھے جن کے بچوں کی تعداد مجموعی طور پر 50 بتائی جاتی ہے۔ محمد بن لادن بھی ایک امریکی پائلٹ کی غلطی کی وجہ سے تباہ ہونیوالے طیارے میں مارے گئے تھے۔ اسامہ نے سول انجینئرنگ کی ڈگری حاصل کی، 1979ء میں سوویت یونین کے افغانستان پر حملے کے بعد پاکستان آئے اور آنے سے پہلے سعودی عرب میں رقوم بھی اکٹھی کرتے رہے۔ 1988ء میں ان کے ایک بھائی صالم طیارے کے حادثے میں ہلاک ہوئے تھے۔ امریکی رائٹر سٹیو کول نے اپنی کتاب ''دی بن لادنز'' میں تحریر کیا ہے کہ اپنے بھائی کی ہلاکت کے بعد اسامہ بن لادن انتہائی مشتعل ہو گئے اور انہوں نے سعودی عرب میں امریکی فوج کی موجودگی کی شدید مخالفت کی۔ اسامہ بن لادن 1995ء اور 1996ء میں سعودی عرب میں امریکی فوجیوں پر بم حملے اور 1998ء میں کینیا اور تنزانیہ میں امریکی سفارت خانوں پر حملوں میں بھی مطلوب تھے، ان حملوں میں 224 افراد مارے گئے تھے۔ 1991ء میں اسامہ بن لادن نے سعودی شہریت ختم کر دی اور بیوی بچوں کے ساتھ سوڈان چلے گئے۔ 1996ء میں کابل آئے۔ جہاں سے وہ آخری وقت تک امریکہ اور اتحادیوں کے خلاف کارروائیوں کی ہدایات جاری کرتے رہے۔

شخصیت اور حلیہ

اسامہ بن لادن جسے ایک خطرناک دہشت گرد قرار دیا گیا تھا، لمبے قد کا مناسب جسم رکھنے

Marfat.com

والا چاک و چوبند خوبصورت انسان تھا۔ جس کے بارلیش چہرے پر معصومیت اور آنکھوں سے ذہانت ٹپکتی تھی۔ اسامہ انتہائی غیر جذباتی انداز میں گفتگو کرتا تھا۔ بہت کم بولنے والا اور شرمیلا انسان، آنکھیں گہری، داڑھی کالی اور سفید تھی۔ خوراک اور لباس میں انتہائی سادہ تھا۔ اپنے خیالات میں پختہ اور عزمِ راسخ کا مالک بھی تھا۔ مہمان نواز سخی دل کا مالک تھا۔ دوستی اور دشمنی کی بنیاد مذہب کو قرار دیتا تھا۔ دوستی اور دشمنی میں انتہاپسندی اس کا بنیادی وصف تھا۔ خطرات سے گھبراتا نہیں بلکہ مقابلہ کرنے کی صلاحیت کو دوچند کرنے کے لیے ہر وقت عملی منصوبوں میں غلطاں و پیچاں رہتا تھا۔ عام لوگوں پر اعتماد کرنے کے بجائے اپنے قریبی اور پرانے دوستوں پر اعتماد کرتا تھا۔ اسامہ بن لادن کی تین بیویاں افغانستان میں اس کے ساتھ تھیں۔

کاروبار

بن لادن کمپنی سعودی عرب میں کاروبار کرتی ہے۔ سعودی عرب میں جگہ جگہ بن لادن کا نام نظر آتا ہے۔ یہ وہاں کی بہت بڑی ٹرانسپورٹ کمپنی ہے۔ یہاں بڑی بڑی عمارات اور دیگر تعمیراتی منصوبوں کے ٹھیکے اس کے پاس تھے۔ سعودی عرب کے باہر متحدہ عرب امارات میں بھی اربوں ریال کے تعمیراتی منصوبے اس نے مکمل کیے۔ وہ بلاشبہ امریکہ اور یورپ کی بڑی بڑی کمپنیوں کی ہم پلہ ہے۔ لادن کمپنی کا آغاز سعودی عرب میں اسامہ کے والد محمد بن عود بن لادن نے کیا تھا۔ لیکن بعد میں وہ دنیا کے مختلف حصوں میں پھیل گئی۔ اس کے بعض پروجیکٹس اب بھی سعودی عرب میں تھے اور اسامہ بن لادن کے دو بیٹے سعودی عرب میں ہی قیام پذیر تھے۔ چار بیٹے زیر حراست اور ایک بیٹی کو نظر بند کیا گیا تھا۔

ازدواجی حیثیت

اسامہ بن لادن کی عربی دستور کے مطابق تین بیویاں تھی، ان میں سے ایک بیوی فلپائنی مسلمان تھی کیونکہ اسامہ بن لادن اکثر وہاں آتے جاتے رہے۔ فلپائن میں اسامہ کے تین کاروباری مراکز تھے۔ ان کی یہ بیوی بھی ایک کاروباری شخصیت تھی۔ ان تینوں بیویوں سے ان کے چودہ بیٹے تھے۔

Marfat.com

ملا عمر اور اسامہ بن لادن

شیخ اسامہ بن لادن امیر المؤمنین ملا عمر کے بارے میں کیا خیالات رکھتے تھے، اس کا اندازہ ذیل کے خط (1998) سے ہوتا ہے جو انہوں نے اپنی اطاعت کا عہد کرتے ہوئے امیر المؤمنین کو لکھا۔ انہوں نے لکھا تھا:

''حضرت امیر المؤمنین اللہ تعالیٰ نے آپ کو شمال کی تازہ ترین فتوحات سے نوازا۔ یہ ہمارے لئے خوش گوار لمحہ ہے کہ ہم آپ کو ان فتوحات پر مبارک باد پیش کریں اور اپنے اس عہد کی تجدید کریں کہ ہم آپ کے شانہ بہ شانہ کھڑے ہوں گے، ہم اسلام کی نصرت، اسلامی حکومت کے استحکام اور اللہ کے کلمہ کی بلندی کے لیے آپ کے ہاتھوں میں ہاتھ دیں۔ یہاں تک کہ فساد ختم ہو جائے اور دین صرف اللہ کا ہو جائے۔ ہم اس موقع پر اس عہد کا بھی اقرار کرتے ہیں کہ آپ ہمارے شرعی امیر ہیں۔ ہم پر آپ کی مدد و نصرت اور اطاعت اسی طرح واجب ہے جس طرح شرعی حاکم کے لیے واجب ہوتی ہے۔ ہم تمام مسلمانوں کو دعوت دیتے ہیں کہ وہ آپ کی نصرت و حمایت کریں اور آپ سے مل کر ہر وہ مدد کریں جو وہ کر سکتے ہوں۔

والسلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

آپ کا بھائی

اسامہ بن محمد بن لادن

یہ خط 98ء میں لکھا گیا تھا۔ اپریل 2001ء میں جب پشاور میں عظیم الشان ''خدمات دار العلوم کانفرنس'' منعقد ہوئی۔ جس میں تقریباً دس لاکھ افراد نے شرکت کی تھی۔ اس موقع پر شیخ اسامہ نے امت مسلمہ کو امیر المؤمنین ملا محمد عمر مجاہد کی امارت شرعیہ پر متفق ہونے کی پرزور دعوت دی، آپ نے لکھا کہ: ''اللہ تعالیٰ نے اس امت پر رحم فرمایا اور اس کو امارتِ اسلامیہ کا تحفہ دیا۔ یہ

Marfat.com

تحفہ امیر المؤمنین ملا محمد عمر مجاہد کی زیر قیادت امارتِ اسلامیہ افغانستان ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے تمام مصائب سے اپنی امان میں رکھے۔ پس آپ پر یہ واجب ہے کہ لوگوں کو امارت اسلامیہ کی طرف دعوت دیں۔ امیر المؤمنین ملا محمد عمر مجاہد کے ہاتھوں پر بیعت کرنا فرض ہے اور یقیناً میں نے بالفعل ان کے ہاتھ پر بیعت کی ہے۔ بلاشبہ امیر المؤمنین ملا محمد عمر مجاہد وہ شرعی حاکم اور امیر ہیں جنہوں نے آج کے زمانے میں شریعت محمدی کا نفاذ کیا ہے۔''

یہ جہاں اسلام کے ایک بطلِ جلیل کی طرف سے اعترافِ اطاعت تھا وہیں ان کے بے لوث اور پر خلوص جذبے کا اظہار بھی تھا۔ شیخ اسامہ بن لادن نے امارتِ اسلامیہ کے استحکام اور حفاظت کے لیے تمام وسائل صرف کر دیے تھے۔ اور وہ ہمہ وقت امارتِ اسلامی کی بقا کے لیے کوشاں رہتے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ طالبان بھی ان سے بے پناہ محبت رکھتے تھے۔ امیر المؤمنین ملا محمد عمر مجاہد نے عالمی طاقتوں اور بہت سے دوست ممالک کے مطالبے کے باوجود شیخ اسامہ کو امریکیوں کے حوالے نہیں کیا۔ اکتوبر 1999ء میں اقوام متحدہ نے قرارداد پاس کی کہ اگر افغانستان نے ایک ماہ کے اندر اندر اسامہ کو امریکا کے سپرد نہ کیا تو اقتصادی پابندیاں عائد کر دی جائیں گی۔ اس پر بی بی سی نے امیر المؤمنین کا انٹرویو کیا۔ آپ نے جو جواب ارشاد فرمایا وہ آبِ زر سے لکھنے کے قابل ہے۔

بی بی سی: اقوام متحدہ نے ان پابندیوں کے نفاذ کے لیے ایک مہینہ کی مدت مقرر کی ہے تو اس عرصہ میں آپ لوگ ان سے مذاکرات کیوں نہیں کر لیتے؟

امیر المؤمنین: مذاکرات کے لیے ہم تیار ہیں لیکن اسامہ کی سپردگی کا مسئلہ ہمارے لیے نہایت ہی مشکل ہے۔

بی بی سی: طالبان اتنی کامیابیوں کے باوجود ایک شخص کی وجہ سے پورے ملک کو خطرے میں ڈال رہے ہیں تو کیا یہ نامناسب نہ ہوگا؟

امیر المؤمنین: یہ ایسی بات نہیں جو دائرہ اسلام سے باہر ہو اور ہم اس پر مصر ہوں یا ہم

Marfat.com

ذاتیات کی بنیاد پر کر رہے ہوں، ایسا ہم ذاتی خواہش کی وجہ سے نہیں کر رہے ہیں بلکہ یہ قانونِ اسلامی ہے۔ اسلام اس کی اجازت نہیں دیتا کہ ہم اس بات کو مان لیں۔ نہ ہی دین اس بات کی اجازت دیتا ہے کہ کسی مسلمان کو کفار کے سپرد کریں۔ اول تو ان کے پاس شواہد موجود نہیں، دوسرے وہ ایک مجاہد ہیں، تیسرے اس شخص نے ہمارے ملک میں پناہ لی ہے۔

بی بی سی: ایک اور راستہ یہ ہے کہ سعودی عرب نے بھی آپ لوگوں سے اسامہ طلب کیا تھا، وہ تو ایک اسلامی ملک ہے، ان کے سپرد کیوں نہیں کر دیتے؟

امیر المؤمنین: وہ ایک اسلامی ملک ہے لیکن ان کا دعویٰ بھی حق پر نہیں ہے، ہم نے ان سے کہہ رکھا ہے کہ ہمارے علماء بھی اور آپ کے علماء بھی آپس میں بیٹھیں، وہ آپس میں یہ فیصلہ شریعت کے مطابق کریں۔ ہم اسلامی احکام سے روگردانی نہیں کرتے، یہی تو ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم اسلام کا قانون مانتے ہیں اور اسلامی قانون پر عمل کریں گے۔ اگر اسلام کی راہ سے یہ مسئلہ حل ہو جائے تو پھر ہم کیوں ضد کریں گے۔

ملا عمر مجاہد نے یہ ایمان افروز اور مسکت جواب دے کر بڑی بڑی طاقتوں کے منہ بند کر دیے تھے۔ آپ اپنے اس موقف پر ہمیشہ قائم رہے یہاں تک کہ امریکیوں نے افغانستان پر یلغار کر دی اور اس کو تہ و بالا کر کے رکھ دیا۔ ملا محمد عمر کی حکومت ختم ہو گئی مگر انہوں نے ایک مسلمان کی حرمت اور اسلامی احکام پر آنچ نہیں آنے دی۔

Marfat.com

قومی اخبارات سے منتخب شدہ کالمز

شہید اسامہ کے بعد

عبدالقادر حسن

سعودی عرب کا یہ باشندہ جس نے اپنے اہل وعیال اور اربوں روپوں کی مالی قربانی کے ساتھ اپنی جان اللہ تعالیٰ کے حوالے کر کے جہاد کے میدان میں قدم رکھا اور سرزمین پاک پر شہادت کا مقصد پالیا، لاریب عہد حاضر کا سب سے بڑا شہید ہے۔ لیکن اسلامی جمہوریہ پاکستان کے وزیراعظم نے اس سانحۂ عظیم کو کسی کی عظیم فتح قرار دیا ہے۔ جس کی قسمت میں جو تھا وہ اسے مل گیا۔ کسی کو شہادت اور کسی کو قاتلوں اور سامراجیوں کی خوشامد۔

اخبارات پاکستان کی سرزمین پر انجام پذیر ہونے والے اس واقعے کے ذکر سے بھرے پڑے ہیں۔ خبروں میں تضاد ہے جو رفتہ رفتہ صاف ہوگا۔ امریکیوں نے بتایا ہے کہ اسامہ کی میّت کو چونکہ کوئی مسلمان ملک قبول کرنے پر تیار نہ تھا اس لیے کفن دے کر سمندر کے سپرد کر دیا۔ ہمارے ایک شاعر نے کہا تھا کہ بہتر تھا کہ مر کے غرقِ دریا ہو جاتے کہ نہ جنازہ اُٹھتا نہ مزار ہوتا۔ غالب نے جو کہا تھا وہ اس کی ذات تک تو نہ ہو سکا البتہ اسامہ کے نصیب میں ایسی ہی تدفین وتکفین تھی۔ بتایا گیا ہے کہ سامراجی قاتلوں نے اسامہ کی میت کو لکڑی کے ایک تختے پر رکھ کر اسے سمندر کی لہروں کے سپرد کر دیا۔ کسی نے خوب کہا ہے کہ: میں تو دریا ہوں سمندر میں اُتر جاؤں گا۔ ایک خبر تھی کہ اسے کسی جزیرے میں دفن کر دیا گیا ہے لیکن کئی خبروں میں یہ بھی بتایا گیا کہ امریکی اس کا مزار نہیں چاہتے تھے تاکہ وہ سامراج دشمن اور اسلام پسند سرگرمیوں کا عالمی مرکز نہ بن جائے اس لیے زمین پر اس کی تدفین نہیں ہوئی۔ نقشے پر نگاہ ڈالیں تو دنیا کے ایک سرے سے دوسرے سرے

Marfat.com

تک اسلامی دنیا پھیلی ہوئی ہے۔اس لاکھوں ایکڑ زمین پر ایک ایسے مسلمان کو دوگز زمین بھی نہیں مل سکی جس نے اپنا سب کچھ اپنے اسلامی نظریات پر قربان کر دیا اور دنیا کو دکھا دیا کہ اسلام کا نام لینے اور اس پر مر مٹنے والے ابھی زندہ ہیں۔اسامہ کی قبر نہ سہی اس کی موت اور اس کی ایمان افروز یادیں آفتاب و ماہتاب بن کر باقی رہیں گی۔آج اس کی موت متنازع بنا دی گئی ہے۔ کسی کے لیے وہ متوفی ہے، کسی کے ہلاک ہے اور کسی کے لیے جان بحق لیکن آنے والا وقت شہادت دے گا کہ کون شہید ہوا ہے اور کون ہلاک۔امام احمد بن حنبل کوڑوں کی سزا سے نڈھال ہو گئے۔ وہ ایک متنازعہ مسئلے پر سمجھوتہ نہ کر سکے اور ڈٹے رہے اور پھر فرمایا کہ ہمارا جنازہ ہمارے مؤقف کی صداقت کی گواہی دیں گے۔اور جس دن جنازہ تھا اس دن بغداد کی مسجدوں میں نماز نہ پڑھی گئی بلکہ تمام نمازیں جنازہ گاہ میں ادا کی گئیں۔صداقت کی شہادت۔

اسامہ اس وقت ایک مسلم دشمن سپر پاور کا معتوب ہے لیکن ایک مٹتی ہوئی کمزور سپر پاور کا نمائندہ ہے۔اسلام دشمن مغربی سامراج جس کی قیادت امریکہ کے پاس ہے، یہ اس کے سامنے سینہ تان کر کھڑا رہا اور اسلامی عالمی مزاحمت کا نمونہ نشان اور علامت بن گیا۔ یہ معصوم چہرے والا شخص جس کی آنکھوں میں نرمی اور پیار دلوں کو کھینچ لیتا تھا کئی برسوں سے گردوں کے مرض میں مبتلا رہا۔اب ادھر کچھ وقت سے ایبٹ آباد کے قریب آرام کے ساتھ مقیم تھا۔اس نے کبھی کہا تھا کہ میں دشمنوں کے ہاتھوں زندہ نہیں پکڑا جاؤں گا۔اس بیماری میں بھی وہ زندہ نہیں لڑ کر مرا، شدید ترین مزاحمت، اس نے ایک مدت ہوئی لڑنے اور لڑ کر جان دینے کا عزم کیا تھا۔اعلیٰ جدید تعلیم اور بے حساب دولت کو اس نے خدا کی راہ میں لگا دیا اور خوش نصیبی ملاحظہ کیجئے کہ قدرت نے اس کی قربانی قبول کر لی۔آج وہ ایک قیدی نہیں شہید اسامہ بن لادن ہے اور مسلم حافظے میں وہ اسی لقب کے ساتھ زندہ رہے گا۔

امریکہ کے لیے یہ ایک بہت بڑی کامیابی ہے جس کے بعد اس کی گرج میں مزید اضافہ ہوگا اور ہمارے مسلمان حکمران بھیگی بلی بن کر زندہ رہیں گے۔نہ اُن کے پاس اسامہ جتنی دولت ہے نہ

Marfat.com

جاں نثاروں کا لشکر ہے، وہ ایمان بھی نہیں جو شعلہ بن کر بھڑکتا اور مچلتا ہے۔ مجھے معلوم نہیں کہ اس کی جگہ کون لے گا یا وہ ایک افسانہ بن کر ایک لوک داستان کی طرح ہی زندہ رہے گا۔ تاریخ پر نظر ڈالیں تو اسامہ سے بڑے لوگ آئے اور گزر گئے لیکن مسلمان ان کا نعم البدل پیدا نہ کر سکے، بس ایک روایت زندہ رہی۔ اُسامہ اسی زندہ روایت کی ایک کڑی تھی لیکن کیا معلوم ہم آج بھی کسی دوسرے اسامہ سے محروم ہی رہیں۔ خدا کرے ہمارا ایمان سلامت رہے اور اسامہ جیسے سانحہ کو فتح عظیم کہنے والا کوئی ہم میں سے نہ ہو، اسامہ بننے والے بہت ہوں۔

(بشکریہ روزنامہ ایکسپریس)

Marfat.com

وہ شہید ہے

عباس اطہر

9/11اور پھر افغانستان پر امریکی حملے کے زمانے میں اسامہ بن لادن ''اسلامیانِ پاکستان'' کے ہیرو تھے۔انہیں خراج تحسین پیش کرنے کے لیے لاتعداد ماؤں نے اپنے بچوں کا نام اسامہ رکھا۔دائیں بازو کا میڈیا انہیں عظیم مجاہد قرار دیتا رہا۔نیویارک کے ورلڈ ٹریڈ سنٹر کی تباہی میں تقریباً تین ہزار افراد مارے گئے تھے۔طیارہ ٹکرانے سے پنٹا گان کی عمارت کا کچھ حصہ بھی گرا تھا اور ایک آدھ ہلاکت بھی ہوئی تھی۔صدر بش نے اسامہ بن لادن اور القاعدہ کو مجرم قرار دیا۔ بچوں اور عورتوں سمیت ہزاروں افغانوں کو بموں سے بھسم کر دیا۔ڈیزی کٹر بموں سے تورابورا کے پہاڑ ریزہ ریزہ کر دیئے۔اسامہ بن لادن، ملا عمر اور ان کے اہم کمانڈر بچ نکلے اور دنیا کے کسی ایسے علاقے میں روپوش ہو گئے کہ امریکہ اور اس کے اتحادی ملکوں کی انٹیلی جنس انہیں تلاش نہ کر سکی۔

افغان جنگ 7 اکتوبر 2001ء کو شروع ہوئی اور چند ہفتوں میں طالبان شکست کھا کر تتر بتر ہو گئے لیکن یہ جنگ ابھی بھی جاری ہے۔امریکی اور اتحادی حکمران اور دنیا بھر کا میڈیا ساڑھے نو سال سے یہ پروپیگنڈا کر رہا تھا کہ مہذب دنیا کو اسامہ اور ان کی تنظیم ''القاعدہ'' سے خطرہ ہے۔ ''القاعدہ'' کے بارے میں دنیا کو بتایا گیا کہ اس کا جدید ترین نیٹ ورک دنیا کے 42 ملکوں میں پھیلا ہوا ہے۔القاعدہ کی میلوں لمبی سرنگوں میں جدید ترین کمپیوٹر لگے ہوئے ہیں۔دنیا بھر کے ماہر دماغ القاعدہ کی رہنمائی کرتے ہیں اور اس کی فوج مہلک ترین اسلحہ سے لیس ہے۔

اسامہ اور ان کی القاعدہ کی مہارت اور طاقت پر اس لیے شک کی کوئی گنجائش نہیں تھی کہ امریکہ جیسے ملک میں اس نے چار ہوائی جہازوں کا کنٹرول اپنے ہاتھوں میں لیا اور انہیں طے شدہ راستے سے ہٹا کر اپنے اہداف کی طرف روانہ کر دیا۔ دو طیارے نیویارک کے ٹوئن ٹاورز سے

Marfat.com

ٹکرائے، ایک پنٹا گان سے ٹکرا دیا۔ چوتھا راستے میں ہی امریکہ نے ٹارگٹ پر پہنچنے سے پہلے ہی مار گرایا۔

9/11 کا آپریشن سامنے رکھیں تو ''القاعدہ'' کو اتنی باکمال تنظیم کہا جاسکتا ہے کہ پوری دنیا اس کے رحم وکرم پر تھی۔ اب ملاحظہ فرمائیے اس حیرت انگیز اور ناقابل یقین نیٹ ورک کے سربراہ اسامہ بن لادن کہاں اور کس حالت میں مارے گئے۔

وائٹ ہاؤس کے ذرائع کا کہنا ہے کہ 9/11 جیسے آپریشن کا ماسٹر مائنڈ اسامہ بن لادن ایبٹ آباد کے مضافات میں ایک فصیل بند عمارت میں موجود تھا۔ یہ عمارت کاکول ملٹری اکیڈمی کی حدود سے تقریباً ایک کلومیٹر کے فاصلے پر تعمیر کی گئی تھی۔ ذرائع نے بی بی سی کو بتایا کہ یہ آپریشن اتوار کی رات بارہ ساڑھے بارہ بجے کے بعد شروع ہوا، اس موقع پر 4 ہیلی کاپٹر علاقے میں نیچی پرواز کرتے دیکھے گئے، جس سے مقامی آبادی میں بے چینی پھیل گئی۔ اس آپریشن کا ہدف ٹھنڈا چوہا کے علاقے میں ایک ایسا احاطہ تھا جس کے وسط میں ایک تین منزلہ عمارت بنائی گئی تھی۔ ہیلی کاپٹر اس عمارت کے باہر اترے اور اس سے نکلنے والے افراد نے مقامی لوگوں سے پشتو میں بات کی۔ اس آپریشن میں 40 امریکی فوجی شریک تھے۔ امریکی ٹیم کا کوئی فرد ہلاک یا زخمی نہیں ہوا۔ 40 منٹ جاری رہنے والی کارروائی میں تین دوسرے افراد بھی ہلاک ہوئے، جن میں اسامہ بن لادن کے 24 سالہ بیٹے کے علاوہ ایک خاتون بھی شامل تھی۔ اسامہ کی لاش امریکی ساتھ لے گئے۔ القاعدہ کے سربراہ کی 2 بیویوں، 6 بچوں اور 4 ساتھیوں کی گرفتاری کی بھی اطلاعات ہیں۔ آپریشن سے قبل اس علاقے کے باسیوں کو گھروں کی بتیاں بجھانے اور گھروں سے نہ نکلنے کا حکم دیا گیا۔ مقامی آبادی نے گولیاں چلنے اور بھاری ہتھیاروں سے فائرنگ کی آوازیں سنیں۔ ایک ہیلی کاپٹر تکنیکی خرابی کی وجہ سے اڑ نہ پایا تو اسے تباہ کرنا پڑا۔ احاطہ 3 ہزار مربع گز پر واقع ہے اور اس کی چار دیواری 14 فٹ اونچی ہے۔ اتنی اونچی چار دیواری کی وجہ سے اس احاطے میں ہونے والی سرگرمیوں کی باہر کے لوگوں کو کوئی خبر نہیں تھی۔ میں نے پہلے بھی کئی مرتبہ لکھا ہے اور آج بھی مجھے

Marfat.com

پختہ یقین ہے کہ اسامہ بن لادن یا القاعدہ جیسی کوئی تنظیم تو کیا دنیا کا کوئی دوسرا ملک بھی (بشرطیکہ وہ خود امریکہ نہ ہو) 9/11 جیسا آپریشن نہیں کرسکتا۔ 9/11 ایک ایسا معمہ ہے جسے صرف امریکہ ہی حل کرسکتا ہے۔

اس واقعہ کی پانچویں برسی کے موقع پر امریکی پروفیسروں اور سائنسدانوں کی ایک تحقیقاتی رپورٹ سامنے آئی تھی جس میں 9/11 کے حملوں کو وائٹ ہاؤس میں بیٹھے جنگجوؤں کی سازش قرار دے کر مطالبہ کیا گیا تھا کہ کانگریس اس معاملے کی دوبارہ انکوائری کروائے۔ 75 امریکی پروفیسروں اور سائنسدانوں نے دعویٰ کیا تھا کہ واشنگٹن اور نیویارک میں ہونے والے حملے ''داخلی کام'' تھا جو تیل سے مالا مال ملکوں پر حملہ اور قبضہ کرنے کا جواز بنانے کے لیے کیا گیا۔ رپورٹ میں یہ بھی کہا گیا تھا کہ ہم یقین نہیں کرسکتے کہ 19 ہائی جیکروں اور چند لوگوں نے مل کر افغانستان کے کسی غار میں یہ منصوبہ بنایا۔ امریکی پروفیسروں اور سائنسدانوں نے یہ دعویٰ بھی کیا تھا کہ ان کے پاس لاتعداد ثبوت موجود ہیں جو تاریخ کی اس بہت بڑی سازش کو بے نقاب کرسکتے ہیں۔ لیکن یقین رکھیں کہ یہ سازش کبھی بے نقاب نہیں ہوگی۔

ٹی وی چینلوں اور اخباروں میں ماہرانہ تبصرے اور حیرت خیز انکشافات سن سن کر میرا دماغ ماؤف ہو چکا ہے۔ یوں لگتا ہے کہ ایبٹ آباد کے نواح میں جیل نما ایک عمارت میں بیوی بچوں سمیت قیدی بنے ہوئے ایک بے وطن، بے گھر، بے آسرا، نہتے اسامہ کو قتل کرنے کے لیے امریکہ کو 9/11 سے بھی زیادہ مشکل خفیہ آپریشن کرنا پڑا۔ یہ کام تو جعلی مقابلوں میں ماہر دس بارہ رکنی پنجاب پولیس بھی آسانی سے کرسکتی ہے۔

بُل شٹ (Bull Shit) امریکیوں کا ایک مقبول تکیہ کلام ہے۔ 5/2 (ایبٹ آباد آپریشن) اسی طرح کی ایک بل شٹ ہے جو 9/11 کو امریکی حکمرانوں نے دنیا پر مسلط کی تھی۔

میرا خیال ہے کہ ایبٹ آباد میں تیتر کا وہی شکار کھیلا گیا جو ہمارے حکمران خود بھی کھیلتے ہیں اور غیر ملکی حکمرانوں کو بھی کھلاتے ہیں۔ ''تیتر'' کو زندہ بھی پکڑا جاسکتا تھا لیکن مارنا اس لیے ضروری

Marfat.com

تھا کہ اس کے فرشتوں کو بھی یہ علم نہیں تھا کہ 9/11 والے آپریشن کی تفصیلات، کہاں، کیسے اور کن لوگوں نے طے کی ہیں اور ان پر عمل کس طرح ممکن ہوا۔ اسامہ پر مقدمہ بنا کر عدالت میں لے جاتے تو امریکی دنیا کو منہ دکھانے کے قابل نہ رہتے۔

مجھے حیرت ہے کہ ہمارے سینئر ساتھی عبدالقادر حسن کے سوا کسی بھی کالم نگار نے اسامہ بن لادن کو شہید نہیں لکھا۔ اسامہ بن لادن کا 9/11 والی سازش سے کوئی تعلق نہیں تھا۔ وہ بالکل بے گناہ تھا۔ امریکہ نے اس پر بہتان لگایا۔ خدا جانے کہاں کہاں اور کیسے کیسے خوار کیا؟ آخر میں اپنے طے شدہ وقت پر اسے اس کی بیویوں اور بچوں کے سامنے قتل کر دیا۔ حملہ آوروں کے مقابلے میں وہ بالکل نہتا تھا۔ بلاشبہ وہ شہید ہوا۔ اللہ اس کی مغفرت کرے۔

(بشکریہ روزنامہ ایکسپریس)

Marfat.com

نخلِ دار

ہارون الرشید

خونین حادثے جگاتے اور فکر و تدبر کی دعوت دیتے ہیں لیکن وہ بھی اگر نہ جگا سکیں؟

اسامہ بن لادن ایک متنازع کردار تھا اور متنازع ہی رہے گا۔ ایک بھرپور سیاسی تجزیے کے لئے کچھ وقت چاہیے۔ غور و فکر اور معلومات درکار ہیں۔ یہ سطور لکھی جا رہی ہیں تو خود حکومتِ پاکستان کا مؤقف سامنے نہیں آیا۔ ہمدردی کی ایک لہر کے ساتھ، صبح سویرے ابھی عام لوگ گنگ ہیں۔ کوئی بولتا ہے تو بس امریکہ کے خلاف......

اپنے آپ سے میں نے پوچھا اور پوچھتا رہا۔ سیاست سے نہیں کہ وہ سطحی اور ہنگامی ہوا کرتی ہے، ہمیں تاریخ سے سوال کرنا چاہیے۔ ایک بڑے تناظر میں سوچ بچار کی کوشش۔ اللہ کے آخری رسول ﷺ اور اللہ کی آخری کتاب سے جس میں کوئی شک نہیں اور جو کمال و تمام ہے۔ یہ مگر اہل علم کا کام ہے اور اہل علم کمیاب ہیں۔ اگر میں اسلام آباد میں ہوتا تو نصف گھنٹے کی مسافت پر درویش کے دیار چلا جاتا۔ جذبات اور تعصب سے اوپر اٹھ کو جو ادراک کر سکتے ہیں۔ بلادِ شام کے اس چارہ گر علامہ طباطبائی نے کہا تھا: سکالر وہ ہوتا ہے جو قرآن و سیرت سے اکتساب کر سکے اور پوری انسانی تاریخ کے تناظر میں حکم لگا سکتا ہو۔

اس عاجز نے تو بہر حال خود کو آزردہ اور گریاں پایا۔ امتِ رسول کی بے بسی، توہین اور اس سے بھی زیادہ ژولیدہ فکری پر۔ مجھے حسین یاد آئے، حسین بن منصور حلاج۔ اس عصر کے سب سے بڑے صوفی جنید بغداد نے کہ آنے والے زمانوں میں جسے سید الطائفہ کہا، اسے قبول کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ شبلی مگر اس میدان میں گئے تھے، جہاں پھانسی کے پھندے پر کیل گاڑے گئے۔ آئندہ ادوار میں اجلے اہل علم کی اکثریت نے اس کی تائید سے گریز کیا۔ سید نا علی بن عثمان ہجویریؒ

Marfat.com

نے ایک ہزار برس سے دنیا جنہیں داتا گنج بخش کہتی ہے، حسین کے باب میں خاموشی کو ہی زیبا قرار دیا۔ اب شیخ ہجویرہ وہ تھے جن کی احتیاط آخری حدود کو چھوتی ہے اور جن کے علم سے جہلا کے سوا کبھی کسی نے انکار نہ کیا۔ اس کے باوجود اقبال کے کلام میں، حالانکہ شیخ کے مزار کو" زیرِ فلک مطلع انوار" کہا تھا، حسین کو جنت مکیں لکھا۔ بارہ سو سال گزر چکے، عالم اسلام کی سب زبانوں میں، ہر نوع کی شاعری میں حسین بن منصور ایک لپکتا ہوا استعارہ ہے۔ کیسی وارفتگی سے میر صاحب پکارتے ہیں:

موسم آیا تو نخلِ دار پر میر
سرِ منصور ہی کا بار آیا

ہمارا عہد ہے جھوٹ گھڑنے اور پھیلانے کا۔ ایک سہمے ہوئے وہ ہیں جو مغرب کے نقطہ نظر سے خود کو دیکھتے اور احساس کمتری سے مرے جاتے ہیں۔ ایک ملا ہیں، جو اقبال نے کہا تھا کہ نفرت کے سوا کوئی اثاثہ رکھتے ہی نہیں۔ ان دونوں کی نگاہ سے تو اس آدمی کو ہم دیکھ نہیں سکتے۔ رہے عالم اسلام کے سیاستدان اور حکمران تو ان کے مفاد بھی ادنیٰ اور تناظر محدود۔ ان کی چیخ و پکار سے خود انہیں تو سمجھا جا سکتا ہے مگر کسی بڑے موضوع، کسی عہد اور تحریک کو ہرگز نہیں۔

فتنہ آخرالزماں کے سلسلے کی احادیث میں شاید کچھ اشارے اس آدمی کے بارے میں موجود ہیں۔ ان احادیث کا مفہوم یہ ہے کہ کوئی وقت آئے گا جب مسلمان اور نصرانی مل کر ایک جنگ لڑیں گے تو (فتح کے بعد) نصرانیوں کا سردار اظہارِ فخر و فتح کے لئے اپنا علم بلند کرے گا۔ اس پر ایک مسلمان کو غصہ آئے گا اور وہ ان کا نشان تباہ کر دے گا۔ اب یہ جنگ افغانستان کے سوا کوئی اور نہ تھی اور یہ نشان لگتا ہے کہ جڑواں مینار ہیں۔ حدیث کی زبان اور لہجہ بہت ہی اہم ہوتا ہے۔ تائید ہے نہ تنقید مگر اسے ایک مسلمان کہا گیا۔ ایک ایسا شخص جس نے تاریخ میں ایک نئے دور کی بنیاد رکھی۔ وسائل کے مقابل وسائل اور فوج کے سامنے فوج کی بجائے، عظیم الشان لشکروں اور خوفناک اسلحے کے مقابل، جان سے گزر جانے کا حوصلہ رکھنے والے فدائی۔

Marfat.com

اسامہ کے نظریات اور طرز عمل سے اتفاق مشکل ہے۔ پیروی صرف کتاب کی ہو سکتی ہے اور نمونہ عمل فقط سرکار ہیں۔ ارشاد ربانی یہ ہے کہ جو کچھ وہ عطا کریں وہ لے لو اور جس سے وہ روک دیں، رک جاؤ۔ اس سے بڑھ کر احمقانہ بات تو کوئی ہو ہی نہیں سکتی کہ اسامہ بن لادن امریکی ایجنٹ تھے۔ ایجنٹ مال و دولت دنیا سے آباد آسودہ زندگی چھوڑ کر غاروں میں بسر نہیں کیا کرتے۔ ہتھیلی پر جان رکھ کر جیا نہیں کرتے۔ بیوی بچوں کی زندگیاں خطرے میں ڈالا نہیں کرتے۔ وہ پیہم آبلہ پائی جو شاعروں کے خیالات میں ہوتی ہے، جب کسی حیات کا تانا بانا ہو جاتی ہے تو لازماً وہ ایک آزاد آدمی ہوتا ہے خواہ تعصّب اور نفرت کا مارا ہو۔

ایک اور بات، اگرچہ ساری دنیا کے ذرائع ابلاغ کے مرعوب کر دینے والے شور و غوغا میں یہ استعمار کی ایک خیرہ کن فتح دکھائی دیتی ہے، امریکہ مگر یہ جنگ جیت نہیں سکتا۔ ردِ عمل غلط ہی کیوں نہ ہو اور خواہ مکمل طور پر غلط مگر یہ مسلسل جاری رہنے والے ظلم کا نتیجہ ہے۔ نصف صدی سے زیادہ بیت چکا، فلسطین میں مسلمانوں کا قبلہ اول ہے، خوں ریزی سے پیہم عالم اسلام کی توہین اور یہ سب کچھ امریکہ اور یورپ کی سرپرستی میں۔ عراق اور افغانستان میں قتل عام ہوا اور جاری ہے۔ عالم اسلام کے بہت سے حکمران اگر بے حمیت نہیں تو خوفزدہ اور چوہوں کی طرح بزدل ضرور ہیں۔ ترکی اور ملائشیا ایسی مستثنیات بھی ہیں مگر سرور کائنات ﷺ کا پرچم کہیں کسی کے ہاتھ میں نہیں۔ پورا انصاف اور ایثار کرنے والا کوئی بھی نہیں۔ امت کے لئے یہ زوال کا زمانہ ہے اور بے حد زوال کا، اصول تو مگر اصول ہی رہے گا کہ امر ربی ہے اور بدل نہیں سکتا۔

اصولوں کے پاکیزہ مجموعے کا نام ہی اسلام ہے، محض روایتی سجدہ ریزی نہیں۔ یوم بدر سرکار ﷺ نے جنگ کے ضابطے، ہمیشہ ہمیشہ کے لئے طے کر دیئے تھے۔ درخت کاٹا نہ جائے گا، عورت، بچے اور بوڑھے کو امان ہے، کارخانے میں کام کرنے والے مزدور اور کھیت میں پسینہ بوتے کسان کو۔ بے گناہ پر ہاتھ اٹھایا ہی نہیں جا سکتا چہ جائیکہ نائن الیون کو ہزاروں معصوم قتل کر دیئے گئے۔ اس پر یہ داستانیں کہ خود امریکیوں یا یہودیوں نے ایسا کیا۔ پاکستان کی مسجدوں اور

Marfat.com

اہلِ صفا کے مقبروں میں بھی کیا وہی کرتے ہیں۔ اِن کے کارندے شامل ہو سکتے ہیں۔ حالات سے وہ فائدہ اٹھا سکتے ہیں مگر شریکِ کار مسلمان؟ استعماری غلبے کی گزشتہ دو صدیوں کے دوران برطانوی اور پھر اس کی وارث امریکی خفیہ ایجنسیوں نے ہر اسلامی تحریک میں اپنے کارندے شامل کئے۔ ان کی سب سے اہم ترجیح یہ رہی کہ مسلمانوں کو فرقوں میں بانٹیں۔ ان کو جو پہلے ہی جہل اور تعصب کے مارے ہیں، پختہ کریں کہ ان کے سوا کوئی مسلمان نہیں۔ اعتدال، حکمت اور رواداری کی بجائے جو سرکار ﷺ کا کبھی استثنیٰ پیدا نہ کرنے کا شعار تھا، انتہا پسندی کو فروغ دیں۔

امریکہ یہ جنگ جیت نہیں سکتا۔ ہر عالمی قوت آخر کو مر جاتی ہے۔ ہم مگر ہار رہے ہیں، اپنے تعصّبات اور جہل کے طفیل۔ راستہ صرف ایک ہے، رحمتہ للعالمین ﷺ کا اور اہل علم ہی ان کے وارث ہیں۔ عالی مرتبت ﷺ نے ہر حال میں خیر خواہی کا حکم دیا اور ارشاد یہ کیا تھا کہ دانا وہ ہے جو اپنے زمانے کے پیچ وخم سے آشنا ہو۔ ظاہر ہے کہ اس کے علوم اور تقاضوں سے۔ زندگی کے دو سب سے اہم شعبے سیاست اور مذہب کو مگر ہم نے عامیوں یا حریص شعبدہ بازوں کے لئے چھوڑ دیا۔ اس کے بعد بھی نجات کی امید ہم پالتے ہیں۔ امید اچھی اور دعا بھی اچھی مگر وہ جو غور و فکر کا حکم تھا اور وہ جو ریاضت اور جدو جہد کا فرمان تھا؟ خونین حادثے جگاتے اور فکر و تدبر کی دعوت دیتے ہیں لیکن وہ بھی اگر جگا نہ سکیں؟

(بشکریہ روزنامہ جنگ)

Marfat.com

اک معمہ ہے، سمجھنے کا نہ سمجھانے کا

ڈاکٹر صفدر محمود

بالآخر اسامہ بن لادن دس سال تک امریکہ کو لوہے کے چنے چبوانے اور دنیا کو جھٹکے دے کر ہلانے کے بعد اپنے مالکِ حقیقی کے پاس چلا گیا کہ موت برحق ہے، اس کا وقت، انداز اور جگہ متعین ہے۔ اسامہ جس طرح کی جنگ لڑ رہا تھا اس کا یہی انجام ہونا تھا اور اسے اسی طرح لڑتے ہوئے ہی مرنا تھا لیکن حیرت ہے کہ امریکہ کے مقابلے میں بے سروسامانی کے باوجود اس نے ایک دہائی تک امریکی حکمرانوں اور امریکی قوم کی نیندیں حرام رکھیں اور امریکہ اپنی تمام تر سائنسی ترقی اور ٹیکنالوجی کے باوجود اسے ڈھونڈ نہ سکا۔ امریکہ کا دعویٰ ہے کہ وہ اپنے سیٹلائٹ کے ذریعے کمروں کے اندر کی خبر بھی حاصل کرسکتا ہے اور خفیہ سے خفیہ میٹنگ تک رسائی رکھتا ہے۔ وہ امریکہ اسامہ جیسے شخص کو دس سال تک ڈھونڈ نہ سکا اور جب دس برس خاک چھاننے کے بعد اسے علم ہوا کہ اسامہ ایبٹ آباد کے ایک گھر میں مقیم ہے تو وہ اگست 2010ء سے لے کر یکم مئی 2011ء تک اس امر کی تصدیق نہ کرسکا کہ کیا سچ مچ اسامہ یہاں چھپا ہوا ہے۔ سچی بات یہ ہے کہ اب تک جتنی تفصیلات اور انفارمیشن سامنے آئی ہے اس نے صورتحال واضح کرنے کی بجائے ہزاروں نئے سوال اور ان گنت شکوک کو جنم دیا ہے۔ اس لئے مکمل انفارمیشن کے بغیر تجزیئے محض ہوا میں قلعے بنانے اور الفاظ کی پتنگ اڑانے کے مترادف ہے۔ یہ بات ہی ناقابل یقین ہے کہ کاکول اکیڈمی کے قریب اسامہ جس گھر میں مقیم تھا وہ گھر آج سے چند برس قبل تعمیر ہوا۔ وہ چارسدہ کے دو بھائیوں کی ملکیت ہے اور اسامہ اس گھر میں کئی برس سے اپنے خاندان کے ہمراہ رہ رہا تھا اور کسی کو خبر نہ ہوئی۔ آخر اسامہ یہاں شفٹ ہونے سے پہلے کہاں تھا؟ وہ کہیں سے حرکت اور سفر کر کے یہاں پہنچا ہوگا تو پھر اس کی موومنٹ اور نقل مکانی کی خبر کیوں نہ ہوسکی؟ یاد رہے کہ امریکی سی آئی

Marfat.com

کے پاس اپنا علیحدہ اور اعلیٰ سیٹلائٹ ہے جس کے ذریعے دنیا بھر سے انفارمیشن اکٹھی کی جاتی ہے۔ وکی لیکس کا دعویٰ ہے کہ سی آئی اے کو 2003ئسے خبر تھی کہ اسامہ ایبٹ آباد میں ہے۔ اول تو یہ گھر جس میں اسامہ مقیم تھا خاصے عرصے بعد بنا تو اس سے پہلے وہ ایبٹ آباد میں کہاں مقیم تھا؟ صدر بس دن رات اسامہ کے وصال میں تڑپتے رہے اگر سی آئی اے کو 2003ئسے علم تھا تو پھر چھاپہ کیوں نہ مارا گیا؟ امریکی حکام کا کہنا ہے کہ انہیں اگست 2010ئمیں اسامہ کی موجودہ رہائش گاہ کا علم ہوا تو پھر وہ آٹھ ماہ تک کیا کرتے رہے؟ اگر یہ خبر اسامہ کے ساتھی پاتیک کی گرفتاری کے بعد ملی اور اسی کے ذریعے حاصل ہوئی تو اُسامہ نے اپنے اتنے قریبی ساتھی اور پیغام رساں کی گرفتاری کے بعد رہائش کیوں نہ بدلی کیونکہ وہ نہایت چوکس اور بیدار مغز انسان تھا پاتیک کو پاکستانی ایجنسیوں نے گرفتار کیا تھا جس کا مطلب یہ ہے کہ یہ خبر ہماری ایجنسیوں نے سی آئی اے کو دی ہوگی جبکہ آثار بتاتے ہیں کہ ہماری ایجنسیاں نہ صرف اُسامہ کی رہائش گاہ بلکہ سارے آپریشن سے لاعلم تھیں۔ بلال ٹاؤن کے اس گھر میں اُسامہ گزشتہ کئی برسوں سے اپنی وسیع فیملی، دو بیویوں اور کئی بچوں کے ساتھ رہائش پذیر تھا۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ اہل خانہ سلیمانی ٹوپیاں پہنے نظروں سے غائب رہے۔ آخر زندہ رہنے کے لئے سودا سلف، علاج معالجے کی بھی ضرورت پڑتی ہے۔ ہماری آئی ایس آئی دنیا کی بہترین خفیہ ایجنسیوں میں شمار ہوتی ہے۔ اسے اُسامہ کی خبر کیوں نہ ہوئی جو اسلام آباد سے تیس چالیس میل دور ایک صحت افزا مقام پر رہائش پذیر تھا۔ اُسامہ بیمار تھا اسے ڈاکٹرز کی ضرورت پڑتی تھی۔ اس کا معالج کون تھا اور کب اس کے پاس آتا تھا۔ یہ راز اتنا عرصہ راز کیسے رہا؟ اُسامہ کی ویڈیو ٹیپس وقتاً فوقتاً سامنے آتی تھیں اور امریکی ان ٹیپس سے اندازہ کرتے تھے کہ وہ کہاں مقیم ہے؟ ہمیشہ یہ کہا گیا کہ اُسامہ پاکستان اور افغانستان کے بارڈر ایریا میں پہاڑوں کے پیچیدہ سلسلے کی کسی غار میں چھپا ہوا ہے۔ امریکی اکثر کہا کرتے تھے کہ اُسامہ پاکستان میں ہے۔ ظاہر ہے یہ ان کا اندازہ تھا اگر انہیں حتمی علم ہوتا تو وہ عرصہ پہلے اسے پکڑ لیتے۔ پاکستان ہمیشہ اس سے انکار کرتا رہا اور ہمارے حکمران اکثر تمسخر اڑا کر کہتے رہے کہ اگر امریکہ کو علم

Marfat.com

ہے تو وہ پکڑتا کیوں نہیں؟ اب وہی ہوا جس کی امید تھی۔ امریکہ نے ہمارے حکمرانوں، ہماری ایجنسیوں اور انتظامیہ کو اعتماد میں لئے بغیر ہمارے ملک کے اندر چھاپہ مار کر اسے قتل کر دیا اور ہماری خودمختاری کو پامال کر دیا۔ ان کے ہیلی کاپٹر کہاں سے اڑے، کسی کو علم نہیں۔ ہمارے عسکری ذرائع کہتے ہیں کہ ہمارے راڈار جام کر دیئے گئے تھے اس لئے ہم آنے والے ہیلی کاپٹرز دیکھ نہ سکے۔ امریکی انتظامیہ اور ہمارے دفتر خارجہ کا کہنا ہے کہ پاکستان کو بتائے بغیر ہمیں بے وقوف بنا کر یہ ایکشن کیا گیا جبکہ صدر اوباما اور ہمارے حکمرانوں کا کہنا ہے کہ پاکستان کے حکمرانوں کو اعتماد میں لیا گیا تھا۔ سیدھی سی بات ہے کہ یا تو ہمارے حکمرانوں کی منت سماجت کے بعد اوباما محض ہمارا بھرم قائم رکھنے کے لئے یہ کہہ رہے ہیں کہ پاکستانی حکمرانوں کو اس آپریشن کا علم تھا یا پھر حکومت پاکستان اور آئی ایس آئی پوری طرح اس آپریشن میں شامل تھیں، لیکن القاعدہ اور طالبان کے شدید ردِعمل اور انتقام سے بچنے کے لئے اپنا کردار گھٹا رہی ہیں۔ خود امریکہ کا یہ دعویٰ کہ اسامہ کی نعش کو سمندر میں بہا دیا گیا ہے بہت سے شکوک کو جنم دیتا ہے۔ اصل صورت اس وقت سامنے آئے گی جب اس کی گرفتار بیوی اور بچے اور ان کے ساتھ گرفتار ہونے والے افراد اس آپریشن سے وابستہ رازوں سے پردہ اٹھائیں گے، وہ امریکہ کے قیدی ہیں کیا وہ کبھی اس قابل ہوں گے کہ سچ بتا سکیں؟ جب تک امریکہ اس آپریشن کی ویڈیو اور اُسامہ کی مردہ تصویر ریلیز نہیں کرتا اس حوالے سے کہانیاں سفر کرتی رہیں گی۔ اس موقع پر وہ شعر یاد آتا ہے:

ہوئے ہم جو مر کے رسوا ہوئے کیوں نہ غرقِ دریا
نہ کہیں جنازہ اٹھتا، نہ کہیں مزار ہوتا

امریکہ نے اسامہ کے مزار سے ڈر کر اسے غرقِ سمندر کر دیا حالانکہ امریکہ جیسی مغرور سپر پاور کو چیلنج کرنے کے بعد وہ زندگی ہی میں لیجنڈ بن گیا تھا اور موت کے بعد وہ ہمیشہ امریکی مزاحمت کی علامت بن کر تاریخ میں محفوظ رہے گا بلاشبہ القاعدہ کے نتیجے کے طور پر بننے والی بہت سی طالبان تحریکوں نے نا صرف دنیائے اسلام کو بدنام کیا اور یورپ کو اسلام کے ساتھ انتہا پسندی اور

Marfat.com

دہشت گردی وابستہ کرنے کا موقع مل گیا بلکہ ان کے سبب خود پاکستان کئی برسوں سے آگ اور خون کا شکار بن چکا ہے۔اس جنگ میں بے پناہ قربانیاں دینے کے باوجود پاکستانیوں کو دنیا بھر میں شک کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے طالبان کے طفیل پاکستان غیر مستحکم ہوکر معاشی بدحالی کے چکر میں پھنس چکا ہے۔رہی سہی کسر اس آپریشن نے نکال دی ہے جس کے بعد ہندوستان کو کہنے کا موقع ملا ہے کہ پاکستان دہشت گردوں کا مرکز ہے۔عالمی رائے عامہ بھی یہی کہے گی اور یہ الزام بھی لگایا جائے گا کہ پاکستان طالبان اور القاعدہ کی سرپرستی کر رہا ہے اور دہشت گردوں کو پناہ دے رہا ہے۔چنانچہ سی آئی اے کے آئی ایس آئی پر الزامات کو مزید تقویت ملے گی۔دراصل اس سارے آپریشن پر راز کا پردہ پڑا ہوا ہے جس کے سبب ہر طرف سوالات ہی سوالات نظر آتے ہیں لیکن مجھے خطرہ یہ ہے کہ اس آپریشن کے بعد امریکہ دہشت گردی کے خلاف جنگ کو کھینچ کر پاکستان کے اندر لے آئے گا۔اب ظاہر ہو چکا ہے کہ پاکستان کے اندر ہزاروں امریکی خفیہ ایجنٹ تربیت یافتہ فوجی اور کمانڈوز موجود ہیں جن کا ملک بھر میں جال بچھا ہوا ہے اور وہ کچھ بھی کر سکتے ہیں۔یوں لگتا ہے جیسے امریکہ نے پاکستان پر بن بتائے قبضہ کرلیا ہے اور اب اس شکنجے سے نکلنا خاصا مشکل ہوگا کیونکہ اس غلامی سے رہائی کے لئے جس وژن،بسریت اور اہلیت کی ضرورت ہے وہ مجھے حکمرانوں میں نظر نہیں آتی اب وزیرستان میں بھی آرمی ایکشن کے لئے دباؤ بڑھے گا ورنہ امریکہ خود آپریشن کی ذمہ داری لے لے گا،کوئٹہ شوریٰ کا بھی پیچھا کیا جائے گا اور ملک کے اندر بھی دہشت گردی کے خاتمے کے نام پر آپریشن ہوں گے ان تمام اقدامات کا نتیجہ بہرحال پاکستانی عوام کو بھگتنا پڑے گا میں اس حوالے سے فکرمند ہوں۔اللہ خیر کرے۔

(بشکریہ روزنامہ جنگ)

Marfat.com

وہ جو کوئی بھی تھا!

عرفان صدیقی

وہ جو کوئی بھی تھا، اب اس کا معاملہ اللہ کے ہاتھ ہے۔ پاکستانیوں کی بہت بڑی تعداد ایک سوگ کی سی کیفیت میں رہی۔ اس لئے نہیں کہ یہ سادہ و معصوم لوگ دہشت گردی سے ناتا رکھتے اور دہشت گردوں سے محبت کرتے ہیں۔ اس لئے بھی نہیں کہ اسامہ بن لادن ان کا محبوب تھا۔ اس لئے کہ ازل ازل سے انسانوں کی فطرت، خدا فراموش فرعونوں سے نفرت کرتی اور ان فرعونوں کو للکارنے والوں کو اپنا اپنا سا سمجھتی ہے۔ فرعونوں کا معتوب، جو کوئی بھی ہو، جیسا بھی ہو، انسانوں کا محبوب بن جاتا ہے۔ کیا اسامہ کی حکمت عملی اسلامی تعلیمات کے مطابق تھی؟ کیا ایک مردِ دانا کی طرح وہ زمینی حقیقتوں کا شعور رکھتا تھا؟ کیا اس کے چُنے ہوئے راستے نے بالعموم امت مسلمہ کے مفادات کی آبیاری کی؟ ان سوالوں پہ پہلے بھی بحث ہوتی رہی، آئندہ بھی ہوتی رہے گی، دنیا میں ایسا کوئی شخص پیدا نہیں ہوا جس کے فکر و عمل سے اختلاف کرنے والا کوئی نہ ہو۔ اسامہ پر پہلے بھی سنگ زنی ہوتی رہی، آئندہ بھی نشتر زنی ہوتی رہے گی لیکن اس کی روح اب سود و زیاں کے دنیوی پیمانوں سے بہت دور جا چکی ہے۔ امریکہ، نیٹو، یورپی یونین، اقوام متحدہ اور شکم پرست ہراول دستوں کی دسترس سے کوسوں آگے۔

ٹیلی فونوں اور پیغامات کا تانتا بندھا رہا کہ اسے شہید کیوں نہیں کہا جا رہا؟

میں دل گرفتہ اہل وطن کو سمجھاتا رہا کہ معصوم و سادہ دل لوگو! ہم اسے شہید نہیں کہہ سکتے۔ اس لئے کہ شہنشاہ عالم پناہ خفا ہو جائے گا۔ اس لئے بھی کہ ہم دس سال سے امریکی جنگ کے دست بازو ہیں اور اسامہ ہمارے مخالف لشکر میں سے تھا۔ اس لئے بھی کہ ہم اپنا پیٹ پالنے کے لئے امریکی نان نفقے کے محتاج ہیں۔ اس لئے بھی کہ امریکہ دنیا کا تاجدار اور جابر ملک ہے اور ہمارے

Marfat.com

حکمرانوں کی باگیں اس کے ہاتھ میں ہیں اور سب سے بڑھ کر اس لئے کہ ''دین غلامی'' میں امریکہ کو آنکھیں دکھانے اور اس سے پنجہ آزمائی کرنے والا غازی کہلا سکتا ہے نہ شہید۔

دو دن سے ٹی وی چینلوں پر ایک تماشا سا لگا ہے۔ خبریں، تصویریں، فلمیں، تبصرے، تجزیے، امکانات، خدشات میں ریموٹ کے بٹن دبا دبا کر چینل بدلتا اور میڈیا کے چلن دیکھتا رہا۔ ہر پاکستانی چینل پر وہی بولی، بولی جا رہی تھی جو اسامہ کے بارے میں امریکہ، یورپ اور دنیا کے دیگر مسلم بیزار طبقوں میں بولی جاتی ہے۔ ہم اسے مسلسل امریکہ کی آنکھ سے دیکھتے رہے، اس کے بارے میں پھیلائی گئی امریکی کہانیاں دہراتے رہے اور وقفے وقفے سے امریکہ ہی کی زبان میں اس پر تبصرے کرتے ہیں۔ غلامی اسی طرح دلوں اور ذہنوں کے اندر گھونسلے بناتی ہے۔ ہمیں کچھ ضرورت نہیں کہ اس کی زندگی کے نشیب وفراز کا جائزہ لیں، اربوں اور کھربوں میں کھیلنے اور سونے کا چمچہ منہ میں لے کر پیدا ہونے والا شہزادہ، انجینئرنگ میں اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے والا ہونہار نوجوان، اپنے خاندان کی بے کراں دولت لامحدود کاروباری امکانات اور عیش وعشرت سے پُر زندگی سے دستکش ہو کر غریب الوطنی، سخت کوشی، جہدوپیکار اور سامراج دشمنی کے خارزاروں کی طرف کیوں نکل آیا؟ دنیا میں کتنے ہیں جو شہزادگی ٹھکرا کر کسی مقصد کی لگن میں ایسی راہوں پر نکل آتے ہیں جہاں اذیتوں اور مشقتوں کے سوا کچھ نہیں ہوتا اور جہاں موت سائے کی طرح ساتھ ساتھ چل رہی ہوتی ہے۔ دو دو ٹکے کی نوکریوں اور رسوائیوں میں گندھی بے ننگ ونام حکومتوں کے لئے اپنی آن اور اپنا ایمان بیچ دینے والوں کی اس دنیا میں کتنے ہیں جو جنوں کا ایسا سرمایہ رکھتے ہوں؟

جب وہ افغانستان کے پہاڑوں، گھاٹیوں اور میدانوں میں سوویت یونین سے لڑ رہا تھا، جہاد منظم کر رہا تھا، اس کی دولت تحریکِ مزاحمت کی رگوں میں لہو بن کر دوڑ رہی تھی تو وہ ''عظیم مجاہد'' اور ''بہادر جانباز'' کہلاتا تھا۔ امریکہ اس کی بلائیں لیتا تھا۔ اس کی راہوں میں سرخ قالین بچھاتا تھا، پھر زمانہ بدلا۔ روس دریائے آمو کے اس پار چلا گیا کم وبیش چوتھائی صدی بعد امریکہ اسی اسامہ کی تلاش میں افغانستان پر چڑھ دوڑا۔ اس لئے کہ اسامہ امریکی توسیع پسندی کے خلاف

Marfat.com

تھا۔اس کا نعرہ تھا کہ امریکی افواج سعودی عرب اور دیگر اسلامی ممالک سے نکل جائیں وہ امریکا کی اسرائیل نوازی پر بھی معترض تھا۔نائن الیون کے فوراً بعد اعلان ہوا کہ یہ اسامہ کا کیا دھرا ہے۔ آج تک اس الزام کا کوئی ایک ٹھوس ثبوت سامنے نہیں لایا جاسکا۔اکتوبر 2001ء میں امریکہ نے افغانستان پر یلغار کردی۔ دنیا کا سب سے بڑا بارود خانہ اور مہلک ٹیکنالوجی رکھنے والا ملک، بیسیوں عالمی افواج کے ساتھ ایک عشرے تک ٹامک ٹوئیاں مارتا رہا۔اسامہ نے کہا تھا ''تم مجھے زندہ گرفتار نہیں کرسکتے'' اس نے اپنے جانثار گارڈ سے کہہ رکھا تھا کہ ''جب کبھی مجھے گرفتار کرنے کی کوشش کی جائے تو میرا سینہ چھلنی کردینا'' ایک معتبر اخباری رپورٹ کے مطابق ایسے ہی ہوا۔کامل دس برس تک ایک شخص عالمی فرعون کے لہو میں انگاروں کی طرح دہکتا رہا۔اس کے دل میں تیر نیم کش کی طرح پیوست رہا۔رعونت میں لتھڑے حکمران پہاڑوں سے سر پھوڑتے، وادیوں میں بھٹکتے رہے لیکن ایک ''سرکش باغی'' کو زنجیر نہ ڈال سکے۔

شہنشاہ عالم پناہ باراک اوباما نے کہا ''انصاف ہوگیا۔یہ پوری دنیا کے لئے خوشی کا دن ہے'' اس نے دہشت گردی کے نتیجے میں ہلاک ہونے والوں کا ذکر کیا۔یتیم ہوجانے والے بچوں، اجڑی آغوش والی ماؤں اور اولاد کھو دینے والے باپوں کا تذکرہ کیا۔اسرائیلی وزیراعظم نے خوشی کے شادیانے بجائے۔سارا یورپ جشن کی سی کیفیت میں آگیا۔بھارت کا چہرہ تمتما اٹھا کابل کے چغہ پوش مسخرے کی باچھیں کھل اٹھیں اور سید عبدالغفار گیلانی کے خانوادے سے تعلق کا دعویٰ کرنے والے سیدزادہ ملتان اعلیٰ حضرت یوسف رضا گیلانی نے کہا ''یہ فتح عظیم ہے۔'' اقتدار کی چند روزہ لذتیں بھی انسان کو کتنا کھوکھلا، کتنا بودا، کتنا خالی خالی سا کردیتی ہیں۔ہمارے وزیراعظم نے ہزاروں قتل اسامہ کے کھاتے میں ڈال دیئے۔انہیں امریکی ڈرونز کا لقمہ بننے والوں کی یاد نہ آئی جو نائن الیون کے ہلاک شدگان سے بہرحال زیادہ ہیں۔پہلے دفتر خارجہ اور پھر وزیراعظم نے قومی تاریخ کا سب سے لغو، سب سے بے معنی، سب سے بے حمیت اور سب سے لایعنی بیان داغا کہ ''امریکہ نے سب کچھ اپنی اعلان کردہ پالیسی کے مطابق کیا ہے'' کیا معنی ہیں اس بے سروپا

Marfat.com

جملے کے، سب جانتے ہیں کہ امریکہ نے جو کچھ کیا وہ اس کی پالیسی اس کی تاریخ، اس کے مزاج اور اس کی رعونت کے عین مطابق ہے لیکن پاکستان کی پالیسی کیا ہے؟ اگر کل امریکہ اپنے اہداف اور اپنی پالیسی کے مطابق ہمارے ایٹمی اثاثوں کے خلاف ایسا ہی آپریشن کر ڈالے تو سید زادہ کیا یہی تسلی دے گا کہ ''یہ امریکی حکومت نے اپنی طے شدہ پالیسی کے مطابق کیا ہے؟'' یہ بے حمیتی کا وہ مقام ہے جس پر بات کرتے ہوئے قلم کو بھی ندامت محسوس ہوتی ہے۔

سوالات ہیں اور ان گنت ہیں۔ کئی گھنٹے گزر جانے کے بعد بھی قوم اندھیرے میں ہے۔ سوالات کے اس لق ودق جنگل سے کوئی راستہ نہ نکلا تو پاکستان شدید مشکلات کا شکار ہو جائے گا۔ ابھی سے آثار نظر آرہے ہیں کہ اس ڈرامے کے ذریعے حکومت، فوج اور آئی ایس آئی کو مجرم بنا کر عالمی کٹہرے میں کھڑا کر دیا گیا ہے۔ دیکھئے، آگے دیکھئے کیا ہوتا ہے؟ اور اوباما کو کون بتائے کہ ہمارے بچے بھی درختوں پر نہیں لگتے، ماؤں کی کوکھ سے جنم لیتے ہیں اور دنیا اسامہ کے نہ رہنے سے امن نہیں پائے گی، اس دن سکون آشنا ہوگی جب فرعون مزاج امریکہ دوسروں کو بھی انسان سمجھنے لگے گا۔

اب شیخ اسامہ بن لادن کا معاملہ اپنے اللہ کے ساتھ ہے جو ہر انسان کے ظاہری عمل کو بھی دیکھتا ہے اور نیتوں کا حال بھی جانتا ہے۔ اسے ہم جیسے خود فروشوں، بزدلوں، کمزوروں، شکم پرست بونوں اور بندگانِ امریکہ کی طرف سے ''شہادت'' کے کسی تمغے کی حاجت نہیں۔ اگر وہ اللہ کی میزان میں کم وزن نکلا تو سزا پائے گا۔ اگر اس کے اعمال بارگاہ عالی میں مقبول ٹھہرے تو اس کی لاش سمندر کی مچھلیاں کھائیں یا جنگل کے درندے، وہ شہیدوں کے جلو میں کسی سنہری مسند پر بیٹھا ہوگا۔ اگر شہنشاہ عالی برا نہ مانیں اور اس کی چوکھٹ پہ سجدہ ریز ہمارے حکمران خفا نہ ہوں تو آیئے اس کے لئے دستِ دعا بلند کریں۔ اللہ اس کی لغزشوں اور کوتاہیوں سے درگزر فرمائے، اسے اپنے بے پایاں عفو وکرم سے نوازے اور اسے اپنے بندگانِ خاص کے مقام سے سرفراز فرمائے۔ (آمین)

(بشکریہ روزنامہ جنگ)

Marfat.com

بوجھ

منیر احمد بلوچ

جب کشتی ڈوبنے لگتی ہے تو بوجھ اتارا کرتے ہیں..... کیا اسامہ بن لادن القاعدہ کے لئے بوجھ بن گیا تھا؟ کیا اسامہ نے اس تلخ حقیقت کا ادراک کر لیا تھا کہ مستقبل میں افغانستان یا پاکستان میں اس کے ہمدردوں کے اقتدار میں آنے کے امکانات صفر سے بھی کم ہیں اور اگر امریکہ کو اگلے چند سالوں میں افغانستان میں کامیابی نہیں ملتی تو کیا وہ بھی روس کی طرح افغانستان سے آخری سپاہی تک نکال لے جائے گا یا فتح کے بعد جرمنی، کوریا اور جاپان کی طرح اپنی فورسز کے کچھ حصے افغانستان میں اپنی تیار کی گئی چھاؤنیوں اور ہوائی مستقروں میں موجود رکھے گا؟ شاید اسامہ کو اب یقین ہو گیا تھا کہ وہ اب افغانستان میں محفوظ نہیں ہے اور پاکستان میں اس کے ہمدردوں کا اقتدار میں آنا ناممکن ہو چکا ہے اور اس کے سامنے ایک ہی سوال تھا کہ وہ کہاں جائے؟ اس کی نظروں میں ایک ایک کر کے وہ سارے مقام گھومنے لگے جہاں اسے اپنے ہمدردوں اور ساتھیوں کی پناہ مل سکتی تھی اس نے سب سے پہلے چیچنیا کی طرف نظریں دوڑائیں تو اسے مایوسی کے سوا کچھ نظر نہ آیا کیونکہ روس نے چیچنیا کی تحریکِ آزادی کو بے دست و پا کر کے رکھ دیا تھا اور چند ایک انتہائی دشوار گزار علاقے جو ابھی تک روسی فوجوں اور کے جی بی کی دست برد سے محفوظ تھے وہاں تک اسامہ کا پہنچنا جوئے شیر لانے کے برابر تھا اور اسے یہ بھی علم تھا کہ روسی ایجنٹ اور مخبر جگہ جگہ اس کا پیچھا کریں گے، روسی تو ایک طرف رہے اس قدر دشوار گذار اور طویل منزل تک پہنچتے ہوئے امریکیوں کی نظروں سے اوجھل رہنا بھی ناممکن ہے، چیچنیا سے اسامہ کی نظریں صومالیہ کی طرف اٹھیں جہاں اس کے عقیدت مند اور جانثار پیروکار تو کثرت سے موجود تھے لیکن وہاں پر ان کی کوئی بااختیار یا مضبوط حکومت نہیں تھی جو اس کی حفاظت کی ذمہ داری قبول کرتی۔ صومالیہ کے بعد اسامہ

Marfat.com

کی نگاہیں سوڈان کی طرف اٹھیں دل نے یہی کہا ہوگا کہ سوڈان اس کی محفوظ پناہ گاہ بن سکتا ہے لیکن عقل نے ساتھ دینے سے انکار کرتے ہوئے اسے احساس دلا دیا ہوگا کہ سوڈان زیادہ عرصہ تک امریکی اور سعودی دباؤ برداشت نہیں کر سکے گا اور جلد یا بدیر اسے امریکیوں کے حوالے کرنا پڑے گا جس کا اسے پندرہ سال پہلے 1996ء میں سامنا کرنا پڑا تھا...... بہت سوچ بچار کے بعد اسے اپنے لئے جو ایک ہی ٹھکانہ آسان اور مناسب لگا...... وہ یمن تھا جو اس کے آباؤ اجداد کا گھر تھا اور جہاں اس کا قبیلہ آج بھی اس کا وفادار اور آخری دم تک اس کا ساتھ دینے کو تیار تھا...... یہ جاننے کے باوجود کہ یمن کا صدر علی عبداللہ امریکہ کا انتہائی وفادار ہے لیکن اسامہ کو یہ تسلی بھی تھی کہ اس کی حکومت اتنی مضبوط نہیں ہے کہ اس کے لئے مشکلات کھڑی کر سکے...... اسامہ بن لادن نے یہی فیصلہ کیا کہ اسے اب یمن چلے جانا چاہیے جہاں القاعدہ اب بھی منظّم اور مضبوط ہے اور سعودی عرب بھی وہاں سے کچھ فاصلے پر ہے جہاں اس کے ساتھی موجود ہیں۔ یمن کا ایک فائدہ اسے یہ بھی ہوگا کہ سعودی عرب اور خلیجی ممالک میں موجود اپنے ہمدردوں اور دوستوں کے ذریعے مالی مدد بھی ملتی رہے گی۔

یمن کو اپنی منزل بنانے کا اسامہ نے فیصلہ تو کر لیا لیکن اب اس کے سامنے سوال یہ تھا کہ یمن تک کیسے پہنچا جائے؟ ظاہر ہے کہ اب وہ پچیس سال پہلے والی صورت حال تو نہیں تھی کہ جب وہ سعودیہ سے چارٹر جہاز لے کر افغانستان میں جہاد کے لئے پہنچا تھا...... یمن پہنچنے کے لئے سب سے پہلے اس نے سمندر کی طرف دیکھا لیکن چند لمحوں میں ہی اس نے یہ خیال جھٹک دیا کیونکہ اس کے لئے سمندری راستے کا تو تصور ہی خودکشی تھی جہاں سے امریکیوں کی نظروں سے بچ کر گزر جانا مشکل ہی نہیں ناممکن تھا لیکن اس نے فیصلہ کر لیا کہ اب یمن ہی اس کی منزل ہوگی۔ اس سے آگے کی کہانی جو اسامہ کی ہلاکت پر پہنچ کر ختم ہو جاتی ہے کچھ یوں بنتی ہے...... کہ اسامہ نے پاکستان میں موجود القاعدہ کے ہمدردوں اور ان کے نیٹ ورک سے رابطہ کرتے ہوئے ان سے یمن تک پہنچانے کی مدد مانگی ہوگی جس کا انہیں مثبت جواب ملا ہوگا۔ القاعدہ کی متحرک قیادت نے بھی یہی

Marfat.com

مناسب سمجھا ہوگا کہ سی آئی اے کی توجہ اور قوت اسامہ کی تلاش میں بجائے اس کے کہ پاکستان اور افغانستان سے ملحقہ علاقوں میں رہے اسے دو تین حصوں میں دور دور تک تقسیم کر دیا جائے سب سے اہم بات یہ تھی کہ القاعدہ کیلئے اسامہ کی گردوں کی شدید بیماری اور اس بیماری سے لاحق ہونے والی انتہائی جسمانی کمزوری کافی عرصہ سے پریشانی کا باعث بنی ہوئی تھی دوسرے لفظوں میں کوئی مانے یا نہ مانے جنگجو قیادت کی شدت سے یہ خواہش تھی کہ اسامہ کا بوجھ کہیں سب کچھ ڈبو نہ دے۔ اسامہ اور اس کے نیٹ ورک کے سامنے سب سے اہم سوال یہ آیا ہوگا کہ یمن تک کیسے پہنچا جائے؟ کیا اس کے لئے کسی غیر ملکی کمپنی کا جہاز چارٹر کیا جائے؟ جس طرح 1970ء میں امریکی وزیر خارجہ ہنری کسنجر کے دورہ چین کو خفیہ رکھنے کے لئے کیا گیا تھا۔ لیکن حکومتی سطح پر ہزار احتیاط برتنے کے باوجود ایک شخص کو اس کی بھنک مل ہی گئی ڈیلی ٹیلی گراف لندن کے رپورٹر نے جو اس دن اسلام آباد ائر پورٹ کے انتہائی اندر تک موجود تھا اسے کچھ شک ہوا جس پر اس نے فوری طور پر اپنے اخبار لندن ٹیلی گراف کو اس کی رپورٹ بھجوا دی......لیکن کیا کیا جائے کہ برطانیہ کا آزاد میڈیا ڈر گیا اور اس کے ایڈیٹر نے یہ رپورٹ مشکوک قرار دے کر اسے شائع کرنا مناسب نہ سمجھا اور اس طرح ایک ایڈیٹر کے بودے پن نے ٹیلی گراف لندن کو صدی کے سب سے بڑے اخباری سکوپ سے محروم کر دیا۔ دوسرا القاعدہ کو علم تھا کہ یمن کے ساتھ پاکستان کے تجارتی تعلقات کی نوعیت بھی ایسی نہیں کہ پاکستان سے چارٹر جہازوں کی آمد کو ایک معمول سمجھا جائے۔

اب ایک تیسرے امکان کی طرف دیکھیں تو یہ سوچا جا سکتا ہے کہ القاعدہ کے متعلقہ لوگوں نے اسامہ کو غلطی سے یا جان بوجھ کر ایبٹ آباد یا اس کے نواح میں کسی ایسی جگہ پہنچایا جو پاکستان، امریکہ اور کچھ دوسرے ممالک کی خفیہ ایجنسیوں کی نظروں میں انتہائی مشکوک رہ چکا تھا۔ اس لئے القاعدہ نے ایسا ہی کرتے ہوئے اسے ابوالفراج کے پرانے مستقر پر ٹھہرا دیا...... یہ ایک بہت بڑی جنگی چال اور رسک تھا جو القاعدہ نے اختیار کیا ان کے سامنے اسامہ کو ایبٹ آباد میں اور خاص طور پر ابوالفراج اللبی کے پرانے ٹھکانے پر رکھنے کی سب سے بڑی وجہ یہ تھی کہ سیکیورٹی ایجنسیوں

Marfat.com

سمیت سی آئی اے کے لوگ یہ سوچ بھی نہیں سکیں گے کہ اسامہ جیسے ہائی ویلیو ٹارگٹ کو انتہائی مشکوک جگہ پر رکھا جا سکتا ہے یہ بالکل اسی طرح ہے کہ جنرل مشرف پر قاتلانہ حملے کرنے والوں کے نیٹ ورک کا ایک رکن ایس ایس جی کا ارشد اس وقت کے وائس چیف آف آرمی سٹاف کے حفاظتی دستے میں شامل تھا جس کی طرف کسی کا دھیان بھی نہیں جا سکتا تھا کہ دہشت گرد ملک کی ہائی فوجی کمان کے اس قدر قریب ہو سکتے ہیں اور القاعدہ نے ایسا ہی کیا اب اسامہ ایبٹ آباد کے اس ٹھکانے پر کب پہنچا یہ ابھی وضاحت طلب ہے لیکن امریکہ اور میڈیا کے دوسرے لوگوں کی طرف سے جو یہ کہا جا رہا ہے کہ اسامہ یہاں گزشتہ چار سال یا چھ سال سے مقیم تھا بالکل غلط ہے کیونکہ امریکی پینٹا گان کی طرف سے 7 مئی کو جاری کی گئی اس کی بلال ٹاؤن کے گھر سے متعلقہ جو پانچ ویڈیوز جاری کی گئی ہیں اور جن سے وہ یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ اسامہ اس جگہ کئی سالوں سے مقیم تھا جھوٹ اور صرف جھوٹ کے سوا اور کچھ نہیں کیونکہ امریکی ویڈیو کے مطابق اسامہ کو گرم چادر اوڑھے دائیں ہاتھ میں ٹی وی کا ریموٹ پکڑ کر اسے استعمال کرتے دکھایا گیا ہے...... جبکہ سب جانتے ہیں کہ اسامہ بن لادن بچپن ہی سے ہر کام بائیں ہاتھ سے کرنے کا عادی ہے اگر آپ اسامہ کی کلاشنکوف چلاتے ہوئے بار بار دکھائی جانے والی تصویر کو دیکھیں گھوڑے پر بیٹھے ہوئے کی تصویر دیکھیں تو جان جائیں گے کہ وہ کلاشنکوف اپنے بائیں کندھے پر رکھے ہوئے بائیں ہاتھ سے ٹریگر دبا رہا ہے اور گھوڑے کی باگیں اس نے بائیں ہاتھ میں پکڑی ہوئی ہیں اسی لئے تو کہتے ہیں کہ جھوٹ کے پاؤں نہیں ہوتے...... اور اس تصویر میں امریکہ کی یہ کہانی جھوٹ کے ایک پلندے کے سوا کچھ نہیں کہ اسامہ بلال ٹاؤن ایبٹ آباد میں کئی سالوں یا طویل عرصہ سے مقیم تھا۔

اب آتے ہیں اس سوال کی طرف کہ امریکی اسامہ کے ایبٹ آباد بلال ٹاؤن ٹھکانے تک کیسے پہنچے...... امکانات پر بات کی جائے تو یہ بات کسی شک کے بغیر کہی جا سکتی ہے کہ اسامہ کو ہینڈل کرنے والا القاعدہ کا کوئی رکن امریکیوں سے رابطے میں آ گیا تا کہ اس "بوجھ" کو اتارنے کے علاوہ خود کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے محفوظ کر لے یہی وجہ ہے کہ امریکی سی آئی اے اسامہ کے سر کی

Marfat.com

قیمت کے حق دار کا نام گول کرتے ہوئے کہہ رہی ہے کہ اطلاع دینے والے کا نام خفیہ ہے اور خفیہ ہی رہے گا...... کیونکہ جس طرح اسامہ بن لادن اس نتیجے پر پہنچ چکا تھا کہ پاکستان اور افغانستان کی زمین اس پر تنگ ہو چکی ہے اور اس کے ساتھیوں او ہمدردوں کی کامیاب کا دور دور تک کوئی امکان نہیں اسی طرح...... ''کوئی'' اور بھی ہو سکتا ہے جو روزانہ کے ''چور سپاہی'' کے کھیل سے تنگ آ گیا ہو جسے ''اسامہ کے بدلے'' میں جگہ جگہ چھپنے دشوار گزار راستوں پر دھکے کھانے کی بجائے اپنی باقی ماندہ زندگی کا مکمل تحفظ اور پر مسرت خوشحالی کی سوچ نے گھیر لیا ہو......اس امکان کو انتہائی صاف اور واضح الفاظ میں سامنے رکھیں کہ اسامہ کی پاکستان میں امریکہ کے ہاتھوں ہلاکت نے القاعدہ کے لئے ہمدردی کی لہر دوڑا دی ہے جس سے اسے پاکستان، افغانستان اور دنیا بھر میں ایک نئی زندگی ملی ہے وہ پھر سے پوری قوت سے زندہ ہو گئی ہے۔ اسامہ اگر افغانستان میں مارا جاتا تو اس کا ردِعمل اس سے مختلف ہونا تھا۔

(بشکریہ روزنامہ خبریں)

Marfat.com

کچھ بتاؤ تو سہی!

عرفان صدیقی

احمد فراز کے دکھ کی نوعیت جانے کیا تھی جب اس نے کہا:

ضبط لازم ہے مگر دکھ ہے قیامت کا فرازؔ
ظالم اب کے بھی نہ روئے گا تو مر جائے گا

کچھ دکھ واقعی قیامت کے ہوتے ہیں۔ آنکھ سے بہہ نہ نکلیں تو دیوارِ جاں تک کو توڑ ڈالتے ہیں۔ دکھ یہ نہیں کہ فرعونِ وقت کے خلاف مزاحمت کا علم اٹھانے اور برسوں اس کی نیندیں حرام رکھنے والا مردِ مجاہد نہ رہا۔ وہ رکا تو کوہِ گراں بن کر اور چلا تو جاں سے گزر گیا، اس نے واقعی رہِ یار کو قدم قدم یادگار بنا دیا، سو اس نے وہ منزل پا لی جو اس کی کشادہ پیشانی پر لکھی تھی اور اب اس کی زندگی کا ایک نیا دور شروع ہو گیا ہے۔ امریکہ سائنس اور ٹیکنالوجی کی کتنی ہی رفعتیں پا لے، کوئی ایسا میزائل، کوئی ایسا راکٹ اور کوئی ایسا ہتھیار ایجاد نہیں کر سکتا جو ایبٹ آباد کے بلال ٹاؤن میں جنم لینے والے اسامہ کا سینہ چھلنی کر سکے۔ اسی ایبٹ آباد کے پہلو میں ایک مقام بالاکوٹ کا بھی ہے۔ یہاں سید احمد شہید اور سید اسماعیل شہید آسودہ خاک ہیں۔ اتفاق کی بات ہے کہ تقریباً 180 برس قبل جب وہ کچھ ''اپنوں'' کی انٹیلی جنس کے باعث شہادت سے ہمکنار ہوئے تو وہ بھی مئی کا مہینہ تھا اور اس کا پہلا ہفتہ۔ امریکی رعونت سے پنجہ آزمائی کرنے والے اس عرب شہزادے کو کوئی شہید نہ کہے، اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ سچی بات یہ ہے کہ غلاموں کی طرف سے دیئے گئے تمغے، کسی اعزاز کا باعث نہیں ہوتے۔

سو اسامہ کا اس جہانِ فانی سے کوچ کر جانا دکھ کی بات نہیں۔ اگر امریکہ اسی خدا فراموشی، اسی خودسری، اسی انسانیت دشمنی اور اسی فرعونیت کے ساتھ آگ اور بارود کا کھیل جاری رکھتا ہے تو

Marfat.com

اسامہ پیدا ہوتے رہیں گے اور ان کی موجِ خوں سے چمن ایجاد ہوتے رہیں گے۔ دکھ اس بات کا بھی نہیں کہ ڈیڑھ ارب کے لگ بھگ مسلمان رکھنے والے ستاون ممالک پر سکوتِ مرگ طاری ہے۔ دکھ اس بات کا بھی نہیں کہ وزیر اعظم یوسف رضا گیلانی نے پاکستان کی آزادی، خود مختاری اور حاکمیت اعلیٰ کے خلاف ایک شرمناک غیر ملکی کارروائی کو فتحِ عظیم کا نام دیا۔ اقتدار کے دستر خوانوں کے رزق کے ریزے چننے والی چیونٹیوں سے اور توقع بھی کیا کی جاسکتی ہے۔ دکھ اس بات کا بھی نہیں کہ صدر آصف زرداری نے امریکی اخبار ''واشنگٹن پوسٹ'' کو اپنے تازہ مضمون سے نوازا اور کہا کہ اسامہ کا خاتمہ ان کے لیے دہری تسکین کا باعث ہے۔ کیونکہ اسامہ نے بے نظیر بھٹو کے خلاف عدم اعتماد کی تحریک کو پیسہ دیا تھا۔ دکھ اس بات کا بھی نہیں کہ بڑے بڑے دعوے کرنے اور امریکہ دشمنی کو اپنے ماتھے کا جھومر بنانے والے علمائے کرام بھی مراقبے میں چلے گئے ہیں۔ دکھ اس بات کا بھی نہیں کہ دفترِ خارجہ نے ایک انتہائی لغو بیان جاری کر کے قوم کے زخموں پر نمک چھڑکا، دکھ اس بات کا بھی نہیں کہ چار سو بیالس ارکان پر مشتمل پارلیمنٹ میں کوئی ارتعاش پیدا نہیں ہوا اور دکھ اس بات کا بھی نہیں کہ ہمارے میڈیا نے توازن قائم رکھنے کے بجائے اسامہ کو صرف امریکہ کی آنکھ سے دیکھا۔

دکھ اس بات کا ہے کہ پاکستان کی سلامتی ایک بہت بڑا سوالیہ نشان بن کر ابھری ہے۔ جو تفصیلات سامنے آرہی ہیں وہ ہر پاکستانی کے لئے شدید تشویش کا باعث ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ پرویز مشرف نامی سیاہ روڈ کٹیٹر ہمیں ایک ایسی دلدل میں پھینک گیا جس سے نکلنے کی کوئی صورت دکھائی نہیں دے رہی۔ اس نے باضابطہ طور پر امریکہ کی غلامی کو حکمت عملی کا درجہ دیا۔ گزشتہ دس برس کے دوران امریکیوں نے ایسے سینکڑوں اقدامات کئے جو آزادی و خود مختاری کا ادنیٰ سا احساس رکھنے والا ملک بھی برداشت نہیں کرسکتا۔ ستم یہ کہ پیپلز پارٹی کی حکومت نے بھی امریکہ کی چاکری کو ہی اپنے سر کا تاج بنایا۔ اہل پاکستان کا عمومی تاثر یہی رہا کہ مشرف کے دور سے ہی ہماری فوج اور خفیہ ایجنسیاں، امریکی اہداف و مقاصد کی زنجیر سے بندھی ہیں اور امریکہ جو

Marfat.com

کارروائیاں بھی کرتا ہے، ان میں ہمارا تعاون شامل ہوتا ہے یا کم از کم وہ ہمارے علم میں ہوتی ہیں۔ لوگ اسے اچھی نگاہ سے نہ دیکھتے، لیکن نظر انداز کر دیتے تھے۔ لیکن ایبٹ آباد کے واقعے نے پوری قوم کو ہلا کر رکھ دیا ہے۔ سوالات ہیں کہ ختم ہونے میں نہیں آرہے اور عالمی سطح پر بھی ان سوالوں کا تذکرہ ایک گونج بنتا جارہا ہے۔ ایک سوال یہ ہے کہ کیا واقعی اسامہ ایبٹ آباد کے کمپاؤنڈ میں برسوں سے مقیم تھا؟ ایک اعلیٰ امریکی عہدیدار کا کہنا ہے کہ دو ہی صورتیں ممکن ہیں۔ پہلی یہ کہ پاکستان انٹیلی جنس ایجنسیاں بالخصوص آئی ایس آئی کو اس کا علم تھا اور وہ اسامہ کی دیکھ بھال کر رہی تھی۔ دوسری صورت یہ ہے کہ آئی ایس آئی اس قدر نااہل ہے کہ اسے سب سے بڑی ملٹری اکیڈمی سے چند سو گز دور ایک بڑے کمپاؤنڈ میں اسامہ کی موجودگی کا پتہ ہی نہیں چلا۔

اس سوال کو بھی ایک طرف رکھ دیتے ہیں کہ آئی ایس آئی کو علم تھا یا نہیں، اس سے کہیں بڑا اور ہر آن بچھو کی طرح ڈنک مارنے والا سوال یہ ہے کہ اگر پاکستانی دفتر خارجہ درست کہہ رہا ہے کہ ہماری سیاسی اور عسکری قیادت اس آپریشن سے کلی طور پر لاعلم تھی اور اگر سچ بتایا گیا ہے کہ ہمارے جیٹ طیارے حرکت میں آنے سے پہلے امریکی اپنی کارروائی ختم کر کے افغانستان جا چکے تھے اور اگر امریکی سی آئی اے کے چیف کا یہ دعویٰ بھی درست ہے کہ پاکستانیوں پر اعتبار نہ ہونے کے باعث آپریشن آخری لمحے تک خفیہ رکھا گیا اور اس امر کو یقینی بنایا گیا کہ پاکستان کی طرف سے کوئی فوجی ردعمل نہ ہو تو پھر ہماری سلامتی کس گھروندے کا نام ہے اور ہمارے دفاع کا آشیانہ کون سی شاخِ نازک پر ہے؟

گذشتہ روز دفتر خارجہ نے ایک تفصیلی بیان جاری کرتے ہوئے جواز پیش کیا کہ ہماری دفاعی آنکھ امریکی ہیلی کاپٹروں کو کیوں نہ دیکھ سکی۔ ساتھ ہی اپنی عزت وحمیت کی علامت کے طور پر بتایا کہ یہ ہیلی کاپٹرز، تربیلا کے قریب غازی ائیر بیس سے نہیں اڑے، مان لیا کہ نہیں اڑے ہوں گے لیکن یہ بھی تو بتاؤ کہ غازی بیس پر یہ امریکی گن شپ کیا تربیلا ڈیم میں پانی کی لہریں شمار کرنے کے لئے کھڑے ہیں؟ یہ یقیناً اڑ کر یہاں آئے ہیں۔ ہر روز اڑانیں بھرتے ہیں۔ اور اگر یہ ہیلی

Marfat.com

کاپٹرز ایک سوبیس کلومیٹر کا فاصلہ طے کر کے جلال آباد سے ایبٹ آباد پہنچے تو سوال کی شدت کئی گنا بڑھ جاتی ہے۔ وہ طویل فاصلہ طے کر کے آئے، چالیس منٹ زمینی آپریشن کیا، ایسا اہتمام کیا گیا کہ واشنگٹن میں صدر اوبامہ اور اسکی ٹیم اس آپریشن کو ''لائیو'' دیکھے، چالیس منٹ تک یہ آپریشن جاری رہا، ایک ہیلی کاپٹر زمین بوس ہوا۔ پھر اسے دھماکے سے اڑا دیا گیا۔ گولیاں چلتی رہیں، آگ بھڑکتی رہی اور جیٹ صرف چار سے پانچ منٹ تک جائے وقوعہ تک آ سکتا تھا۔ امریکی ہیلی کاپٹروں نے جلال آباد سے ایبٹ آباد تک کا فاصلہ کم ازکم آدھے گھنٹے میں طے کیا۔ وہ کامرہ کے بالکل پہلو سے گزرے۔ جاتے ہوئے بھی انہوں نے اتنا ہی وقت لیا۔ گویا مجموعی طور پر ہیلی کاپٹر تقریباً پونے دو گھنٹے ہماری فضا اور زمین پر ہے۔ چالیس امریکیوں نے اطمینان سے اپنا آپریشن مکمل کیا۔ یہ فاٹا یا کسی دور دراز پہاڑی علاقے کا نہیں، ایبٹ آباد کا ذکر ہو رہا ہے۔

اس سارے کھیل کے دوران ہماری فضائیہ، ہماری فوج اور ہمارے دفاعی نظام کے سارے کل پرزے کہاں تھے؟ امریکہ میں اس فتح عظیم کے بعد بھی آپریشن کرنے والوں سے باز پرس اور سوال و جواب کا سلسلہ جاری ہے۔ ہمارا آئی ایس پی آر کہاں ہے؟ قوم کو بتایا کیوں نہیں جا رہا کہ ساتویں ایٹمی طاقت ایک غیر ملکی آپریشن کو روکنے میں کیوں ناکام رہی؟

(بشکریہ روزنامہ جنگ)

Marfat.com

اسامہ بن لادن کا خوف

اوریا مقبول جان

وہ جب تک زندہ رہا، برطانوی افواج کے دلوں میں اس کا خوف تھرتھراتا رہا۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ مسلم امہ کے علاقوں پر یورپی اقوام بھیڑیوں کی طرح ٹوٹ پڑیں تھیں۔ برصغیر پر ان کا قبضہ مکمل ہو چکا تھا اور سید احمد شہید کی تحریک ابھی عہدِ طفولیت میں تھی۔ برطانوی سلطنت پر سورج غروب نہیں ہوتا تھا۔ لیکن اس تاجِ برطانیہ کو للکارنے والا ایک شخص سوڈان کی سنگلاخ سرزمین میں ان کے خلاف علمِ بغاوت بلند کر چکا تھا۔ اس نے اپنی سرزمین پر اللہ کی حاکمیت اور خلافتِ الٰہیہ کا نعرہ بلند کیا۔ سب سے پہلے اسے بادشاہوں کی طرح حکومت کرنے والے اور نام کے مسلمان مصری حکمرانوں سے لڑنا پڑا۔ یہ وہ حکمران تھے جو عالمی طاقتوں کے سامنے سربسجود ہو چکے تھے۔ ان پر فتح نے برطانوی طاقتوں کو بیخ پا کر دیا۔ پہلے تو انہوں نے وہاں پر محصور مصری افواج کو نکالا اور پھر فروری 1884ء میں جنرل گورڈن کو اس شخص کی سرکوبی کے لئے بھیجا گیا۔ یہ عجیب شخص تھا، صحرا میں رہتا تھا نہ محل نہ سیکرٹیریٹ، لیکن انگریزی استعمار کے خلاف جہاد اس کا اوڑھنا بچھونا تھا۔ مارچ 1884ء میں پہلی ہی جنگ میں برطانوی افواج کے شانہ بہ شانہ اس کے ساتھ لڑنے والی مصری افواج نے آہستہ آہستہ اپنے کمانڈروں کا حکم ماننے سے انکار کر دیا۔ بمشکل تمام وہ سوڈان میں موجود پچیس سو برطانوی باشندوں کو نکالنے میں کامیاب ہو گیا۔ گورڈن کی مدد کے لئے ولزلی کو بھیجا گیا۔ وہ اس وقت مصر میں موجود برطانوی افواج کا سربراہ تھا۔ صحراؤں اور میدانوں میں جنگیں ہوئیں۔ وہ خرطوم تک جا پہنچے لیکن 28 جنوری 1885ء میں اس صحرانشین شخص کی افواج جب شہر میں داخل ہوئیں تو برطانوی افواج کے پورے گیریژن کی لاشیں سڑکوں اور محل کی سیڑھیوں پر بکھری پڑی تھیں۔ جنرل گورڈن کا کٹا ہوا سر فٹ بال کی طرح لڑھک رہا تھا۔ ولزلی کی افواج نے

Marfat.com

بھاگ کر سمندری جہازوں میں پناہ لی تو آگ کے گولے ان کا تعاقب کر رہے تھے۔ اس ذلت آمیز شکست کے بعد اس صحرائی مجاہد محمد احمد مہدی سوڈانی نے شرعی قوانین نافذ کیے اور شرعی عدالتوں کا قیام عمل میں لایا گیا۔ یہ وہ زمانہ تھا جب پورے عالم اسلام میں مرعوب اور شکست خوردہ مسلمان مغربی تعلیم اور مغربی لباس میں اپنی شناخت گم کرنے کو عافیت سمجھتے تھے۔ مہدی سوڈانی کو بدنام کرنے کے لئے برطانوی آقاؤں کے وفادار مولویوں نے کفر کے فتوے لگائے۔ ان فتووں میں ایک فتویٰ یہ بھی شامل تھا کہ جہاد صرف حکومتِ وقت ہی کر سکتی ہے کسی ایک شخص کو تنظیم بنا کر جہاد کرنے کا کوئی حق نہیں، خواہ حکمران مغربی آقاؤں کی غلامی میں اپنے آقاؤں سے بھی سو قدم آگے نکل چکے ہوں۔ یہ شخص جس کو اس زمانے کی سب سے بڑی عالمی طاقت برطانیہ شکست دینے کا خواب دیکھتی تھی، 22 جون 1885ء کو اپنے خالق حقیقی سے جا ملا۔ اس کے انتقال کے چار سال بعد مارچ 1889ء میں لارڈ کچنر کی سربراہی میں برطانوی افواج نے سوڈان پر قبضہ کر لیا۔ لیکن مہدی سوڈانی کا خوف اس قدر تھا کہ سب سے پہلے اس کی قبر کھودی گئی۔ اس کی لاش کو نکال کر جلایا گیا اور راکھ دریائے نیل میں بہادی گئی تا کہ کل کو لوگ اس شخص کے مزار کو عقیدت کے طور پر اپنا مرکز نہ بنالیں اور پھر وہاں سے سوڈان کے لوگ ایک دفعہ پھر شرعی نظام کے نفاذ کے لئے متحد نہ ہو جائیں۔ مہدی سوڈانی کا خوف آج بھی مغرب کے دلوں میں ویسے ہی بسا ہوا ہے۔ اسی لئے جب امریکہ نے پوری دنیا میں آبادی کے کنٹرول کا پروگرام شروع کیا اور اس کے لئے مسلمانوں کو مفت مانع حمل ادویات فراہم کرنا شروع کیں تو جارج مارشل کے پلان کے مطابق سی آئی اے کی پالیسی اور سٹیٹ ڈیپارٹمنٹ کی قومی سلامتی کی یادداشت نمبر NSSN200 میں تحریر ہے کہ ''سیاہ فام افریقیوں میں اسلام کی اپیل قدرتی ہے۔ اسلام بھائی چارے کا مذہب ہے اور مغربی افریقہ میں محمڈن ازم کا ایک بہت بڑا جتھا بھی موجود ہے اور ساحلی علاقوں کے نیگروں کی روز افزوں تعداد اسلام قبول کر رہی ہے۔ ہمیں ایک اور سیاہ فام مہدی کے ظہور سے چوکنا رہنا چاہیے۔ یہ سب لوگ مل کر ایک قومی حکومت بنا سکتے ہیں اور یہ 30,25 ملین جنگجو لوگ سارے سیاسی

Marfat.com

ڈھانچے کو اتھل پتھل کر دیں گے" مہدی سوڈانی کا خوف تھا کہ جب اس کی قبر کھودی گئی، لاش جلا کر دریا کے سپرد کر دی گئی اور اس کی کھوپڑی کو لارڈ کچنر نے دوات کے طور پر استعمال کیا تو اپنے زیر نگیں علاقوں میں اپنے کاسہ لیس علماء اور بکاؤ لکھنے والوں کے ذریعے اسے تخریب کار، کافر، مرتد ثابت کرنے کی کوشش کی گئی۔ بہت کم ایسے تھے جو مہدی سوڈانی کی لاش کی بے حرمتی پر سراپا احتجاج ہوئے، سوائے ان لوگوں کے جو اسے برطانوی استعمار کے خلاف اللہ کی حاکمیت کے نفاذ کا علمبردار سمجھتے تھے۔ اسی لئے جب لارڈ کچنر سمندر میں ڈوب کر مرا تو ظفر علی خان نے زمیندار میں تحریر کیا۔

حضرتِ مہدی کی تھیں جس نے جلائی ہڈیاں
حق نے آبِ شور میں اس کی جلائی ہڈیاں

آج مہدی سوڈانی کو انتقال کیے 126 سال ہو چکے ہیں اور خوف ہے کہ دلوں سے جاتا ہی نہیں۔ لیکن اسامہ بن لادن کو اللہ کے حضور اپنی جان کا نذرانہ پیش کئے چند دن بیتے ہیں۔ یہی دلیل ہے کہ ہم دفن اس لئے نہیں کر رہے کہ اس کے مزار سے کوئی تحریک جنم نہ لے لے۔ جس شخص کی میت دکھانا امریکہ کی سلامتی اور سیکورٹی کے لئے خطرے کا باعث ہو، اس کا خوف کتنی دیر تک امریکہ کے دلوں میں بستا رہے گا۔ شاید کئی نسلیں اس خوف سے کانپتی رہیں۔

مہدی سوڈانی ہو یا جنوبی امریکہ کا چی گویرا، دونوں کی لاشوں کی بے حرمتی کی گئی۔ چی گویرا کی لاش کو ہیلی کاپٹر سے لٹکا کر دکھایا گیا۔ اس وقت ان لوگوں کو خوف کے عالم میں شہید نہیں کہا جاتا تھا لیکن آج چی گویرا کی تصاویر دنیا کے ہر خطے میں محبت سے آویزاں ملیں گی اور مہدی سوڈانی کا نام جس عزت و تکریم سے لیا جاتا ہے اس کی مثال نہیں ملتی۔ یہ تاریخ بتاتی ہے کہ کون عزت کی موت مرا، کس نے ظلم اور زیادتی کے خلاف لڑتے ہوئے شہادت حاصل کی اور کون تھا جو ظالموں کے ساتھ تھا، کس نے فتوے دیئے اور کس نے ظلم کو جائز قرار دیا۔ اس وقت بھی برطانیہ کے ظلم کو جائز قرار دینے والے دانشور موجود تھے اور آج عراق، افغانستان اور فلسطین پر ظلم و بربریت اور

Marfat.com

درندگی کا جواز دینے والے اہلِ علم کی بھی کمی نہیں۔ ایسے لوگوں کے نام تاریخ نے پہلے بھی ردی کی غلیظ ٹوکری میں پھینک دیئے اور زندہ ان کا نام رکھا جو استعمار کے خلاف کھڑے تھے، جن کا خوف آج بھی مغرب میں آباد ظالموں کی نیند حرام کر دیتا ہے۔ تف ہے ہم پر کہ لاشوں اور قبروں میں سوئے ہوئے لوگوں سے خوفزدہ اقوام کے سامنے ہم ایسے جھک جاتے ہیں جیسے اس کائنات کا فرمانروا اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نہیں بلکہ یہی طاقتیں ہوں۔

(بشکریہ روزنامہ ایکسپریس)

Marfat.com

کندن بننے کے دن آرہے ہیں

اوریا مقبول جان

صرف تین دن قبل مجھے ایک صاحب حال نے فون کیا، بہت پریشان تھے، کہنے لگے ایک ایسے صاحب کے پاس بیٹھا ہوں جو بہت کم اخفائے راز کرتے ہیں۔ بس اپنی روزمرہ کی زندگی میں مصروف رہتے ہیں۔ اپنی عبادات بھی ایسے وقت اوراس طریقے سے ادا کرتے ہیں کہ لوگوں پر ان کے زہد وتقویٰ کا رعب نہ پڑے اور مخلوق کے سامنے کہیں ان کا پردہ نہ کھل جائے۔ اس لئے ان کی زبان سے کبھی ایسے الفاظ ادا نہیں ہوئے جن سے معلوم ہو کہ ان کی آنکھ عالمِ حیرت میں کیا دیکھتی ہے۔ البتہ اگر وہ ایسے لوگوں کے درمیان ہوں جو ان کے مقام اور مرتبہ سے واقف اور رازوں اور بھیدوں کے امین ہیں تو کبھی کبھی ان کے منہ سے عالمِ پریشانی میں کوئی فقرہ ضرور نکل جاتا ہے۔ فون کرنے والے صاحب نے مجھے کہا کہ آج انہوں نے ایک ایسا جملہ بولا ہے کہ خوف کے عالم میں میری آنکھوں سے آنسو رواں ہیں۔ میں نے سوال کیا تو آواز رندھ گئی اور بولے، کہہ رہے تھے پاکستان کے ساتھ وہی کچھ ہونے والا ہے جو بغداد میں ہوا تھا۔ پھر کہا کہہ دو اس سے اسے لکھ دے۔ ان صاحب کی بات سن کر میں حیرت میں تھا کہ وہ التجاء پر اتر آئے۔ خدا کے لئے لکھیے کہ لوگ اللہ کی طرف پلٹ آئیں، ایک دوسرے کا گلہ نہ کاٹیں۔ میرے کالم کا دن ابھی دور تھا اور دوسرا میں ایک دنیا پرست شخص کی طرح اسباب وعلل پر غور کرنے لگ پڑا۔ کیسے ہوسکتا ہے۔ امریکہ .. افغانستان میں شکست سے دوچار ہو رہا ہے۔ اس کو وہاں سے بھاگنے کی جلدی ہے۔ بھارت۔ اپنے اندر کی تحریکوں سے نبرد آزما ہے۔ ایک ایٹمی طاقت دوسری سے کیسے لڑائی کا خطرہ مول لے سکتی ہے۔ پھر صرف پندرہ دن پہلے گوجر خان میں پروفیسر احمد رفیق اختر کے ہاں رات گئے حاضری پر گفتگو چل نکلی تو ان کی زبان سے ادا لفظ بھی ذہن میں گونجنے لگے۔ کہتے تھے یوں لگتا

Marfat.com

ہے وہ آخری جنگ جس میں دجال کی آمد اور پھر سیدنا مہدی اور حضرت عیسٰی کے ظہور کی بات ہے۔ قریب آ چکی ہے۔ عرب دنیا کے ہر ملک میں اٹھنے والی تحریکیں، وہاں پر حکومتوں کا زوال اور امریکہ سے نفرت۔ یوں لگتا ہے ان سارے حالات کو دیکھتے ہوئے، جس دن سعودی عرب میں حالات ابتری کی طرف گئے، امریکہ دنیا کے تیل اور توانائی کے تحفظ کے لئے مقاماتِ مقدسہ پر حملہ کر دے گا۔ یہاں انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی وہ حدیث سنائی کہ دجال مدینے کی طرف بڑھے گا لیکن اس میں داخل نہیں ہو سکے گا۔ اس لئے کہ مدینہ کے سات دروازوں پر فرشتے پہرہ دے رہے ہوں گے۔ پھر کہا دیکھو اس وقت مسجد نبوی اس قدر وسیع کر دی گئی ہے جتنا رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں مدینہ تھا اور آج مسجد نبوی کے سات دروازے ہیں۔ میں نے سوال کیا کہ کب تک، کہنے لگے کہ وقت تو صرف اللہ کو معلوم ہے لیکن اندازہ کہتا ہے کہ دو سالوں کے اندر ہو جائے گا۔ پھر مکاشفاتِ دانیال کے حوالے سے گفتگو کرتے رہے کہ یہ حصہ بائبل میں اس لئے نہیں چھیڑا گیا کہ اس میں آنے والے دنوں کے بارے میں حضرت دانیال کی پیشین گوئیاں تھیں۔ میں نے واپسی پر مکاشفات دانیال کھولے، شاہِ شمال کی جنوب کے ممالک سے جنگ اور اس کی گردباد کی طرح حملہ آور ہونے کی باتیں پڑھیں، مجھے اصفہان میں وہ یہودی بھی یاد آ گئے جو حضرت دانیالؑ کے مزار کے پاس آج بھی آباد ہیں۔ سید الانبیاء ﷺ کی وہ حدیث بھی ذہن میں گونجی کہ دجال اپنے مقام سے نکل کر اصفہان آئے گا اور وہاں سے ستر ہزار یہودی اس کا ساتھ دیں گے۔

کیا یہ سب کچھ اتنا قریب ہے۔ ہم بغداد کیسے بن سکتے ہیں۔ میں کیا لکھوں۔ لوگ اسے دیوانے کی بڑ سمجھیں گے۔ دور کی کوڑیاں ملانے والا کہیں گے۔ لیکن میں اس لمحے تحیّر کے سمندر میں ڈوب گیا جب اسامہ بن لادن کے ایبٹ آباد میں جاں بحق ہونے کی خبر اور امریکی ہیلی کاپٹروں اور کمانڈوز کے ایکشن کے ساتھ اوباما کی غرور اور نخوت میں ڈوبی ہوئی تقریر سامنے آئی۔ نیو یارک کے ٹائمز اسکوائر میں جشن مناتے ہوئے لوگ، دنیا بھر میں خوشی کی لہر، پاکستان کے کاسہ

Marfat.com

لیس حکمرانوں کی طرف سے فتح کا اعلان۔ پھر اسامہ کی لاش کو سمندر کے سپرد کرنے کی خبر۔ سب کچھ واضح ہوتا گیا۔ کسی ملک پر حملے یا کسی جنگ کے آغاز سے پہلے یہ امریکہ کی میڈیا مہم کا آغاز تھا۔ یہ دس سال بعد ایک اور گیارہ ستمبر ہے، ایک اور نائن الیون۔

آپ حیران ہوں گے کہ پوری دنیا کا میڈیا صرف ایک شخص کی زبان پر یقین کر کے خبر کو مصدقہ بنا کر یا تو جشن دکھارہا ہے، یا گیارہ ستمبر میں مرنے والوں کے اہل خانہ کے تاثرات۔ کوئی سوال نہیں کرتا، اسامہ کی لاش کہاں ہے، کس مقام پر پڑی تھی۔ صدام کے بیٹوں کی لاشیں تو پوری دنیا کو دکھائیں گئیں، اس کے ڈی این اے لینے کی کاروائی بھی کیمروں کے ذریعے براہِ راست ٹیلی ویژن سکرین پر آرہی تھی۔ لیکن کسی اسامہ کے بارے میں کسی مغربی ٹی وی نے یہ سوال نہیں اٹھایا۔ یہ سوال اس وقت بھی نہیں اٹھائے گئے تھے جب کولن پاؤل نے اقوام متحدہ میں دوسو ملکوں کے نمائندوں کے سامنے جھوٹ بولا تھا کہ عراق کے پاس کیمیائی ہتھیار ہیں۔ یہ سوال اس وقت بھی نہیں پوچھے گئے تھے کہ افغانستان جہاں نہ ٹیلی فون کا نظام ہے نہ بجلی اور انٹرنیٹ، وہاں سے بیٹھ کر ایک شخص نیویارک میں ورلڈ ٹریڈ سنٹر پر منظم حملہ کیسے کر سکتا ہے۔ ان سوالوں کو صرف کمزور لوگ اٹھاتے ہیں۔ چیختے چلاتے ہیں اور پھر ایک دن انہی کی سرزمین پر حملہ کر دیا جاتا ہے اور وہ کچھ نہیں کر پاتے۔

یہ سوال اب ہم بھی کریں گے لیکن کوئی نہیں سنے گا۔ ہم چیختے رہیں گے۔ دنیا بھر کا میڈیا صرف ایک ہی کہانی بیان کرے گا کہ پاکستان کے ہر بڑے شہر سے القاعدہ کا کوئی بڑا راہنما گرفتار ہوتا ہے۔ اس کا سربراہ تو ایسے شہر سے ملتا ہے جو ایک سو سال سے ایک آرمی گیریژن کے سوا کچھ بھی نہیں تھا۔ اسامہ کی موت سے کئی ہفتے پہلے تجزیہ نگار یہ خبریں شائع کرنا شروع کر چکے تھے کہ دہشت گردوں کے خلاف اگلا معرکہ پاکستان ہی ہوگا اور جنرل پیٹریاس کی یہ خواہش ہے۔ ہیلری کلنٹن کا بیان کہ ہم دہشت گردوں کے خلاف ان کے خاتمے تک جنگ جاری رکھیں گے۔ بس چند دن کی بات ہے، حالات کھل کر سامنے آنے لگیں گے۔

Marfat.com

میں اوبامہ کی تقریر سن رہا تھا اور مجھ پر تین دن پہلے بتائے گئے اس درویش کے فقرے کی حقیقت واضح ہو رہی تھی کہ پاکستان بغداد بننے والا ہے۔ آنے والا منظر نامہ ہمیں اس بڑی جنگ کی طرف لے جا رہا ہے جس کے بارے میں اس خطے سے لوگ اللہ کے دین کے غلبے کے لیے اٹھیں گے۔ سوچتا تھا کیسے ممکن ہوگا۔ یہ بکھری ہوئی قوم کیسے متحد ہوگی۔ قومیں اسی وقت متحد ہوتی ہیں، ایک ساتھ کھڑی ہوتیں ہیں جب ان پر کوئی بڑی قوت حملہ آور ہو یا بڑی آفت آن پڑے۔ صف بندیاں ہوچکیں ہیں۔ قوم کو کٹھالی میں ڈال کر کندن بنانے کا وقت آ گیا ہے۔ دنیا میں کوئی قوم ایسی نہیں جس نے کٹھالی میں پڑ کر اور افتاد برداشت کئے بغیر ترقی کی ہو، ایک قوم بن کر نہ ابھری ہو۔ معرکے کی گھڑی ہے، بشارتوں کے دن ہیں۔ اگر ہم اگلا بغداد ہیں تو پھر کسی بے غیرت سے بے غیرت شخص میں بھی یہ کہنے کی جرأت نہ ہوگی کہ امریکہ جو ہم پر حملہ آور ہے وہ حق پر ہے، دہشت گردوں کو مار رہا ہے۔

(بشکریہ روزنامہ ایکسپریس)

Marfat.com

امریکہ نے اسامہ کو سچا ثابت کر دیا

حامد میر

اسامہ بن لادن اپنی موت کے بعد بھی مسکرا رہا ہے۔ اس کے دشمنوں نے ناچ گا کر فتح کا جشن تو منا لیا لیکن وہ جانتے ہیں کہ اسامہ بن لادن اپنی جسمانی موت کے بعد بھی ان کا پیچھا نہیں چھوڑے گا۔ امریکی فوج نے 2 مئی 2011ء کو ایبٹ آباد میں ایک آپریشن کے ذریعہ القاعدہ کو ایک ایسا شہید فراہم کر دیا جس کے مردہ جسم سے دنیا کی طاقتور ترین فوج شدید خوفزدہ تھی۔ خوف کا یہ عالم تھا کہ امریکی فوج اسامہ بن لادن کو دنیا کے کسی کونے میں دفن کرنے کی ہمت نہ کر سکی کہ کہیں مسلمانوں کو ایک اور شہید کا مزار نہ مل جائے۔ امریکی فوج نے اسامہ بن لادن کے جسم کو فضا کی بلندیوں سے سمندر میں پھینک کر ایک کہانی کو ختم کرنے کی کوشش کی۔ کہانی تو ختم ہو گئی لیکن اس کے ساتھ ہی کئی نئی کہانیاں شروع ہو چکی ہیں۔ امریکی فوج نے اسامہ بن لادن کو سمندری لہروں کے حوالے کر کے مورخین کو یہ لکھنے پر مجبور کر دیا ہے کہ اپنے وقت کی سپر پاور ایک مردے سے سخت خوفزدہ تھی۔ شاید اسامہ بن لادن کے جسم کو سمندر برد کر کے امریکیوں نے اپنی خفت مٹانے کی کوشش کی۔ وہ اسامہ بن لادن کو زندہ گرفتار کرنا چاہتے تھے لیکن اسے زندہ گرفتار نہ کر سکے۔ اسامہ ہمیشہ کہتے تھے کہ امریکی انہیں کبھی زندہ گرفتار نہ کر سکیں گے۔ اسامہ کی موت امریکیوں کی فتح نہیں شکست تھی کیونکہ وہ اسامہ بن لادن کے ساتھ وہی سلوک کرنا چاہتے تھے جو انہوں نے صدام حسین کا کیا لیکن اسامہ بن لادن نے امریکیوں کا یہ خواب پورا نہیں ہونے دیا۔ وہ صدام حسین جیسے انجام سے بچ گئے۔ اسی لئے اب امریکی حکومت یہ تاثر دینے کی کوشش کر رہی ہے کہ اسامہ بن لادن نے موت سے قبل کوئی مزاحمت نہیں کی بلکہ انہیں تو امریکی فوجیوں نے خود گولی ماردی۔ ایسے جھوٹے دعووں کو کوئی ذی ہوش تسلیم نہیں کرے گا۔ امریکی اپنا مذاق خود بنا رہے ہیں اور اسامہ

Marfat.com

بن لادن کے جسم کو ختم کرنے کے بعد اب اس کے بھوت کے ساتھ جنگ میں مصروف ہیں۔
2 مئی کے آپریشن کے دوران وہ اسامہ بن لادن کے ایک ساتھی کو زندہ گرفتار کر کے لے گئے لیکن اسامہ کو زندہ کیوں نہ لے جا سکے؟ صرف اس لئے کہ اسامہ بن لادن نے اپنے ایک بیٹے اور تین دیگر ساتھیوں کے ہمراہ مزاحمت کی۔ اسامہ کی یمنی اہلیہ نے پاکستانی حکام کو بتایا ہے کہ جب ان کے پاؤں میں گولی لگی تو وہ بے ہوش ہو گئیں۔ چھوٹی بیٹی صفیہ کا کہنا ہے کہ اس نے دیکھا کہ امریکی فوجی اس کے والد کے جسم کو سیڑھیوں سے گھسیٹ کر نیچے لا رہے ہیں اور اس وقت تک اسامہ بن لادن اپنے خالق حقیقی کے پاس جا چکے تھے۔ یہاں یہ ذکر ضروری ہے کہ صفیہ 12 ستمبر 2001ء کو افغانستان میں پیدا ہوئی تھی۔ اس کی پیدائش کے دو ماہ کے بعد جنگ کے دوران جب میری کابل میں اسامہ بن لادن سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے مجھے بتایا تھا کہ گیارہ ستمبر 2011ء سے اگلے دن ان کے ہاں ایک بیٹی پیدا ہوئی جس کا نام انہوں نے صفیہ رکھا۔ پھر خود ہی بتایا کہ صفیہ نبی کریم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی تھیں جنہوں نے ایک یہودی جاسوس کو قتل کیا تھا۔

اسامہ بن لادن کی موت کے اگلے دن ایک امریکی صحافی نے مجھ سے پوچھا کہ پاکستانیوں کی اکثریت اور خاص طور پر پاکستانی میڈیا اسامہ کی موت پر اطمینان کا سانس لینے کی بجائے یہ ایشو کیوں کھڑا کر رہا ہے کہ امریکیوں نے اس آپریشن کے ذریعے پاکستان کی خودمختاری کو چیلنج کیا؟ کیا آپ نہیں جانتے کہ اسامہ بن لادن بہت سے بے گناہوں کی موت کا ذمہ دار تھا؟ میں نے اس امریکی صحافی سے کہا کہ پاکستانی فوج نے گیارہ ستمبر 2001ء کے بعد دہشت گردی کے خلاف جنگ میں امریکہ کا بھرپور ساتھ دینے کی کوشش کی لیکن جب 2003ء میں کور کمانڈر پشاور لیفٹیننٹ جنرل علی محمد جان اورکزئی نے مجھے مہمند میں یہ بتایا تھا کہ بھارت نے افغانستان کے راستے سے پاکستان میں مداخلت شروع کر دی ہے تو مجھے یقین ہو گیا تھا کہ اب پاکستان اور امریکہ دونوں ایک دوسرے کے ساتھ ڈبل گیم کھیلیں گے۔ اس جنگ میں ہزاروں پاکستانی فوجی مارے گئے لیکن امریکہ ہمیشہ پاکستان کی نیت پر شک کرتا رہا اور جس انداز سے اسامہ بن لادن کے

Marfat.com

خلاف آپریشن کیا گیا ہے اس نے پاکستانیوں کو یہ سوچنے پر مجبور کر دیا کہ گر امریکہ کے ہیلی کاپٹر افغانستان کے راستے ایبٹ آباد تک پہنچ سکتے ہیں اور وہاں 40 منٹ کا آپریشن کر کے خیر خیریت سے واپس جا سکتے ہیں تو پھر وہ پاکستان میں کچھ اور بھی کر سکتے ہیں۔

اسامہ بن لادن نے اپنی زندگی میں ہمیشہ یہی کہا کہ امریکی کبھی پاکستان کے دوست نہیں بن سکتے اور اب امریکی خود ہی اسامہ بن لادن کو سچا ثابت کر رہے ہیں۔ امریکی سی آئی اے کے سربراہ لیون پینٹا نے صاف صاف کہہ دیا ہے کہ انہوں نے اسامہ بن لادن کے خلاف آپریشن کی پیشگی اطلاع پاکستانی حکام کو محض اس لئے نہیں دی کہ کہیں اسامہ کو خبر نہ ہو جائے۔ سی آئی اے کے سربراہ کا یہ بیان پاکستانی حکومت کے منہ پر ایک زوردار تھپڑ ہے جو اسامہ بن لادن کے خلاف آپریشن کو پاکستان اور امریکہ کی مشترکہ کامیابی قرار دے رہی ہے۔ اسامہ بن لادن کے خلاف آپریشن کی کامیابی میں پاکستان کے لئے اہم ترین سبق یہ ہے کہ ہم ایٹمی طاقت ہونے کے باوجود بہت زیادہ غیر محفوظ ہیں۔ جس طرح امریکیوں نے اسامہ بن لادن کے ٹھکانے کا سراغ لگا کر کامیاب آپریشن کر دیا اسی طرح امریکی پاکستان کی ایٹمی ہتھیاروں کا سراغ لگا کر کسی بھی وقت ایسی کارروائی کر سکتے ہیں۔ آنے والے وقت میں بھارت بھی یہ دھمکی دے سکتا ہے کہ اگر پاکستان نے داؤد ابراہیم یا حافظ محمد سعید کو اس کے حوالے نہ کیا تو وہ بھی ایسی کارروائی کر سکتا ہے۔ 2 مئی کو ایبٹ آباد میں اسامہ بن لادن کے خلاف آپریشن میں بظاہر ایک ایسا شخص مارا گیا جس کی وجہ سے پاکستان کو بہت سے مسائل کا سامنا تھا لیکن کیا وجہ ہے کہ اس کی موت کے بعد پاکستانی خود کو محفوظ سمجھنے کی بجائے پہلے سے زیادہ غیر محفوظ سمجھ رہے ہیں؟ پاکستانی دفتر خارجہ نے یہ تسلیم کر لیا ہے کہ امریکہ نے پاکستان کی سیاسی و فوجی قیادت کو اس آپریشن کے متعلق کوئی اطلاع نہیں دی اور دفتر خارجہ کا یہ بیان عدم تحفظ کا احساس کو گہرا کرنے کے لئے کافی ہے۔

پچھلے دو دن میں عالمی میڈیا نے بار بار مجھ سے پوچھا کہ کیا پاکستانی فوج اور خفیہ اداروں کو ایبٹ آباد میں اسامہ بن لادن کی موجودگی کا پہلے سے پتہ تھا؟ میں نے اس سوال پر بہت سوچ

Marfat.com

بچار کی ہے۔ میرا خیال ہے کہ اگر ہماری فوج اور خفیہ اداروں کو اسامہ کے ٹھکانے کا پتہ ہوتا تو پھر وہاں سخت حفاظتی اقدامات ہوتے، بہت زیادہ مزاحمت ہوتی اور امریکی اتنی آسانی سے واپس نہ جاتے۔ ہماری فوج اور خفیہ اداروں نے نااہلی کا یقیناً مظاہرہ کیا ہے لیکن انہیں اسامہ بن لادن کی موجودگی کا کوئی پیشگی علم نہ تھا۔ وہ ایک ایسے شخص کو کیوں تحفظ فراہم کرینگے جس نے کھلم کھلا پاکستانی فوج کے خلاف اعلان جنگ کر رکھا تھا؟ اسامہ بن لادن ہمیشہ کہتا تھا کہ پاکستانی فوج نے جن کے ساتھ اتحاد کیا ہے وہ آخر میں تمہیں دھوکہ دیں گے۔ سی آئی اے کے سربراہ لیون پینٹا کا بیان اسامہ بن لادن کے موقف کی سچائی ہے۔ امریکی حکومت ایک تیر سے دو شکار کر رہی ہے۔ ایبٹ آباد آپریشن کے ذریعے اسامہ بن لادن کی کہانی ختم کی گئی لیکن اس کے ساتھ ہی پاکستانی فوج کے خلاف ایک نئی کہانی شروع کر دی گئی۔

(بشکریہ روزنامہ جنگ)

Marfat.com

اور جب انسان کو شکست ہوئی!

رؤف کلاسرا

ہر دفعہ اس ملک کے ساتھ کوئی بڑا سانحہ ہوتا ہے اور ہم یہ سوچ کر اپنے آپ کو تسلی دے دیتے ہیں کہ شاید اس سے بڑی اور کوئی ٹریجڈی نہیں ہوگی اور یہ اپنی نوعیت کا پہلا اور آخری واقعہ ہوگا جسے ہم جلد سے جلد بھول جانے کی کوشش میں الگ جاتے ہیں۔ لیکن ہر دفعہ ہم غلط ٹھہرتے ہیں اور ہر دفعہ کوئی نہ کوئی نئی بات ضرور ہوتی ہے۔

اب جبکہ پوری دنیا ہماری اس بات پر یقین کر چکی تھی کہ اسامہ بن لادن زندہ نہیں ہے اور اگر ہے بھی تو کہیں افغانستان کے سنگلاخ پہاڑوں میں چھپا آخری سانسیں لے رہا ہوگا، اسی وقت ہمارے سروں پر یہ بم آکر پھٹا کہ وہ تو اپنے پورے خاندان اور بچوں سمیت ایک پر فضا مقام پر ایک پر سکون زندگی گزار رہا تھا۔

اسامہ اور اس کے خاندان کو گھیر کر مارنے کی خبریں سنتے اور دیکھتے مجھے وسط 2000ء کا ایک دن یاد آ گیا جب امریکی صدر بل کلنٹن کے پاکستان کے دورے کے بعد اس وقت کے وزیر داخلہ معین الدین حیدر کو افغانستان کے حکمران ملا عمر سے ملنے کے لئے قندھار بھیجا گیا تھا۔ معین الدین حیدر سے مذاکرات کے دوران ملا عمر اسامہ بن لادن کو افغانستان سے اس شرط پر نکالنے کے لئے تیار ہو گئے تھے کہ اس کا ٹرائل کسی امریکی عدالت کے بجائے کسی مسلمان ملک میں ہوگا تاہم سعودی عرب نے یہ ٹرائل کرنے سے انکار کر دیا جبکہ امریکہ نے بھی یہ شرط نہ مانی۔ تقدیر کے اپنے فیصلے ہوتے ہیں۔ ممکن ہے اگر امریکی کسی مسلمان ملک میں اسامہ بن لادن کے ٹرائل پر راضی ہو جاتے یا ملا عمر اسامہ کو امریکہ کے حوالے کر دیتے تو نہ 9/11 کا واقعہ ہوتا جس میں تین ہزار سے زائد لوگ مارے گئے، نہ جواباً امریکہ افغانستان کی اینٹ سے اینٹ بجاتا جس میں

Marfat.com

لاکھوں لوگ یا تو مارے گئے یا بے گھر ہوئے اور نہ اس خطے میں دہشت گردی کے خلاف جنگ شروع ہوتی جس میں پاکستان کے اندر ہی 34000 معصوم لوگ مارے جاتے اور نہ ہی آج ہم اس اندھیری رات میں ہونے والے آپریشن میں اسامہ بن لادن کے بیوی بچوں کی چیخیں سن رہے ہوتے اور شاید اسامہ کی بارہ سالہ بیٹی اپنی آنکھوں کے سامنے اپنے باپ کو گولی لگتے نہ دیکھتی۔ ایک ایسا منظر جو شاید اس گھر میں رہنے والے یہ مکین مرتے دم تک نہ بھول سکیں گے۔ یہ سب کچھ نہ ہوتا اگر کسی نہ کسی سطح پر امریکہ، ملا عمر اور اسامہ بن لادن نے اتنے بڑے خون خرابے سے بچنے کی ذرا سی بھی کوشش کی ہوتی۔

انسانی انا بھی ایک عجیب چیز ہے جسے آج تک کوئی نہیں سمجھ سکا کہ امریکہ، ملا عمر اور اسامہ کی اپنی اپنی انا سے محبت کی قیمت کتنے معصوم لوگوں نے اپنی جانیں دے کر ادا کی ہے۔ امریکہ کی انا نے اسے اجازت نہ دی کہ وہ اپنے ملک کے بجائے کسی تیسرے ملک میں اسامہ کا ٹرائل کرنے پر راضی ہو جائے جس سے دنیا کو یہ پیغام ملے کہ ملا عمر نے امریکہ سے اپنی شرائط منوالی تھیں اور اس کے سپر پاور ہونے کے احساس کو ٹھیس پہنچے۔

ملا عمر کی بھی انا اتنی بڑی تھی کہ اس نے پوری ریاست کو داؤ پر لگا کر اپنے ہزاروں شہری مروانے قبول کر لیے لیکن وہ بھی اسامہ کو امریکہ کے حوالے کر کے اپنی اور اپنے جیسے انسانوں کی زندگیاں بچانے کا سودا نہ کر سکا تا کہ یہ نہ سمجھا جائے کہ وہ امریکہ سے ڈر گیا۔

اسامہ بھی افغانستان کے پہاڑوں پر پھیلی ہوئی کسی اداس چاندنی رات میں تا حد نظر پھیلے منظر میں کھو کر اپنے آپ سے یہ نہیں منوا سکا کہ اکیلا وہ ہی امریکہ اور ملا عمر کے درمیان جاری اس انا کی جنگ کو ختم کر دے کہ شاید آج دنیا کی وہ حالت نہ ہوتی جو اس کے انکار کے بعد ہوئی۔ اسامہ اگر اپنے آپ کو سمجھا پاتا تو آج ہم اس کے بیوی بچوں کی کہانیاں نہ پڑھ رہے ہوتے جن کا کسی کو کوئی علم نہیں ہے کہ ان کا کیا انجام ہوگا اور وہ بقیہ زندگی کیسے گزاریں گے۔

پھر سوچتا ہوں کہ شاید ہر انسان کی زندگی میں ایک ایسا لمحہ آتا ہے جب وہ اپنے آپ پر یہ

Marfat.com

کیفیت طاری کر لیتا ہے کہ شاید خدا نے اسے کسی بڑے مقصد کے لئے پیدا کیا ہے اور اس مقصد کے لئے اپنے جیسے انسانوں کی جان لینا شاید خدا کے نزدیک ایک پسندیدہ عمل ہے۔ یہ کیفیت کچھ اس طرح سے انسان کو اپنی گرفت میں لیتی ہے کہ پھر باقی تو چھوڑیں آپ کو اپنے مرتے ہوئے بچوں پر بھی ترس نہیں آتا۔ بدقسمتی سے جس دور میں ہم زندہ ہیں اس میں اس طرح کی کیفیت صرف مسلمان حکمرانوں پر دیکھنے میں آئی ہے۔ صدام حسین کو بھی عراق سے بیوی بچوں کے ساتھ زندہ سلامت نکلنے کے لئے اڑتالیس گھنٹے دیئے گئے تھے۔ وہ چاہتا تو شاید آج عراق میں دس لاکھ سے زیادہ لوگ نہ مارے جاتے۔ صدام کے بغیر بھی آج عراق چل رہا ہے لیکن صدام کی انا اتنی بڑی تھی جس نے نہ صرف اس کے دو جوان بیٹوں کی جان لی بلکہ وہ خود بھی ایک بل میں سے برآمد ہوا اور سیکیورٹی گارڈز کی گالیاں سنتا ہوا پھانسی پر جھول گیا۔ یہ سوچتے ہوئے کہ شاید وہ اپنی قوم کے لئے بہت بڑا کارنامہ سرانجام دے کر اس دنیا سے جا رہا ہے۔ کرنل قذافی نے بھی صدام حسین والا راستہ اختیار کیا۔ اپنے بڑے بیٹے اور تین پوتوں کو آگ اگلتے جہازوں کے ہاتھوں نشانہ بنوانے کے باوجود وہ اسی خبطِ عظمت میں زندہ ہے کہ شاید کوئی معجزہ ہوگا کہ وہ اسی طریقے سے اپنی ہی ریاست کے لوگوں کو قتل کر کے زندہ رہے گا۔

لگتا ہے افغانستان میں ہی در بدر اپنے بچوں کے ساتھ بھٹکتے ہوئے اسامہ کو یہ احساس ہوا تھا کہ شاید اس نے جو راستہ اختیار کیا تھا اس کا انجام کوئی اچھا نہیں ہوگا۔ یہی وجہ ہے کہ اپنی وصیت میں شیخ نے لکھا کہ اس کے بچے القاعدہ کو جوائن نہ کریں۔ اپنی انا اور مردانگی کے ہاتھوں غلام اسامہ یہ بھی کہتے ہیں کہ ان کی بیویاں ان کے مرنے کے بعد دوسری شادی نہ کریں۔ اپنے آپ کو ایک دیو مالائی کردار سمجھنے کے باوجود اسامہ اندر سے ایک کمزور دل کا باپ تھا جو دوسروں کے بچوں، عورتوں اور ماں باپ کو مارنے پر یقین رکھتا تھا لیکن اپنے بچوں کے لئے وہ ایک محفوظ اور پرسکون مستقبل کا خواہاں تھا جس میں بندوق اور گولی کا کوئی عمل دخل نہ ہو۔

1980ء کی دہائی میں امریکیوں سے پہلے دوستی اور بعد میں دشمنی سے نام کمانے والے

Marfat.com

اسامہ بن لادن کا جو انجام ہوا ہے وہ شاید ہم میں سے کسی نہ نہیں سوچا ہوگا۔ ان بڑے بڑے ہاتھیوں کی دوستی اور دشمنی کی قیمت لاکھوں انسانوں نے ادا کی ہے۔ انسان کی اپنے جیسے انسانوں پر حکمرانی اور اس کے لئے ہزاروں لاکھوں لوگوں کو خون میں نہلا کر اپنے آپ کو برتر ثابت کرنے کی صدیوں پر محیط اس انسان نما حیوانی جبلت کی داستان بھی بہت عجیب ہے۔ 11 ستمبر 2001ء کو اسامہ بن لادن اور اس کے پیروکار امریکہ میں ہونے والے دہشت گردی کے حملوں میں مارے گئے تین ہزار بیگناہ انسانوں کی موت کا جشن منا رہے تھے تو دس سال بعد 2 مئی 2011ء کو ہزاروں امریکی اسامہ بن لادن اور اس کے بیٹے کے مارے جانے کی خوشی میں سڑکوں پر بھنگڑا ڈال رہے تھے۔

مجھے نہیں پتا کہ آسمان پر بیٹھا خدا انسان کے اندر چھپی اس وحشت، بربریت اور صدیوں کا سفر طے کرنے کے باوجود آج کے جدید دور میں نہ ختم ہونے والی خون کی پیاس اور اپنی جھوٹی برتری کے ہاتھوں یرغمال انسان کی ایک دوسرے کے ہاتھوں اس تباہی اور بربادی پر افسردہ ہوگا یا مسکرا رہا ہوگا کہ اس کے اپنے ہی تخلیق کیے گئے فانی انسانی ان داتاؤں کی صدیوں سے جاری انا کی اس جنگ میں شکست بالآخر انسان کو ہی ہوئی تھی جنہوں نے موت کے فرشتوں کا کام آسان کر رکھا تھا۔

(بشکریہ روزنامہ ایکسپریس)

Marfat.com

انجام

انصار عباسی

دنیا سنوارنے کی خاطر ہم اپنی آخرت کا سودا کرنے کے رستے پر چل رہے ہیں مگر حالت یہ ہے کہ اپنا سب کچھ گروی رکھنے کے باوجود زندگی ہے کہ مزید تنگ ہوتی جا رہی ہے۔ ذلت و رسوائی ہے کہ پیچھا نہیں چھوڑتی۔ جس کی خاطر اپنا سب کچھ داؤ پر لگایا اپنی عزت بیچی، خودمختاری کا سودا کیا اور سب سے اہم اللہ تعالیٰ کو ناراض کیا، وہی سب سے بڑا شاکی ہے۔ وہ ہے کہ کسی طور مطمئن ہونے کے لئے تیار نہیں۔ دوسروں کے لیے اپنے آپ کو غیر محفوظ کر لیا۔ خودکش بم بار پیدا کر لئے۔ فوج کو اپنے ہی لوگوں پر چڑھ دوڑایا۔ اپنے ہی لوگوں کو اپنا دشمن بنا لیا۔ ہمارے ہی بچے خودکش بم بار بن کر ہماری ہی جانوں کے درپے ہو گئے۔ دہشت گردی اور بم دھماکے معمول بن گئے اور ہزاروں شہریوں اور افواج و پولیس اہل کاروں کا غیروں کی خاطر جان کا نذرانہ پیش کر دیا۔ مگر اس سب کے باوجود وہ ہے کہ کسی طور خوش نہیں ہوتا۔ نہ ہمیں جینے دیتا ہے اور نہ ہی مرنے دیتا ہے۔ بس ذلیل کیے جا رہا ہے اور ہم ہیں کہ ذلیل ہوتے جا رہے ہیں۔ اس ذلت سے نکلنے کی خواہش رکھتے ہیں اور نہ کوشش کر رہے ہیں۔ دنیا بھر میں جگ ہنسائی ہو رہی ہے مگر ہم ہیں کہ کوئی اثر نہیں ہوتا۔ ہماری حالت اس نشئی جیسی ہے جو اپنی زندگی اور سب کچھ نشہ بیچنے والے کے ہاتھ فروخت کر دیتا ہے۔ وہ اچھے برے کی تمیز سے عاری ہو جاتا ہے۔ اس کو اس بات کا بھی یقین ہوتا ہے کہ اس کو موت بیچی جا رہی ہے مگر اس کے باوجود وہ نشہ بیچنے والے کو اپنی زندگی کے لئے سب سے بڑی امید کے طور پر دیکھتا ہے۔ ہمیں کوئی شک نہیں کہ امریکا ہمیں ختم کرنے پر تلا ہوا ہے۔ وہ اس ملک میں افراتفری، دہشت گردی اور آگ و خون کا کھیل مزید بھڑکانا چاہتا ہے۔ یہود و نصاریٰ دنیا کی واحد مسلمان ایٹمی طاقت کے درپے ہیں اور ہر حال میں پاکستان کو ایٹمی ٹیکنالوجی سے محروم

Marfat.com

کرنا چاہتے ہیں تا کہ گروہوں، فرقوں اور قومیتوں میں بٹے ہوئے مسلمانوں کو ہمیشہ منقسم رکھا جائے، سب کچھ ہوتے ہوئے بھی ان کو کمزور اور محتاج رکھا جائے۔ کسی بھی صورت مسلمانوں کو ایک اُمہ بننے سے روکا جائے کیونکہ اسی صورت میں اسلام کے پیروکاروں کو تقریباً ڈیڑھ ارب آبادی اور پچاس سے زیادہ ریاستیں ہونے کے باوجود محکوم رکھا جا سکتا ہے۔ ہم مسلمانوں کی پستی کی یہ حالت ہے کہ ہم قرآن کو بھول گئے۔ حدیث پاک کو ایک طرف رکھ دیا اور اسلام، مسلمان اور جہاد کے متعلق امریکا کی توجیہات کو اپنے ایمان کا حصہ بنا لیا۔ آج امریکا ہمیں بتاتا ہے کہ مسلمان کون ہیں اور دہشت گرد کون۔ امریکا نے کہا کہ اسامہ دہشت گرد ہے ہم نے بھی انہیں دہشت گرد کہنا شروع کر دیا۔ افغانستان، عراق، کشمیر، فلسطین وغیرہ میں جارح اور قابض کفر کی افواج سے نبرد آزما مجاہدانِ اسلام کو امریکا اور دوسری طاغوتی قوتوں نے دہشت گرد اور شدت پسند گردانا تو ہمارے لئے بھی یہی سچ بن گیا اور ہم نے بھی بلا سوچے سمجھے امریکا کی ہی زبان بولنا شروع کر دی۔ امریکا نے کہا کہ اسامہ مارا گیا اور یہ کہ ''دنیا کا سب سے بڑا دہشت گرد ہلاک'' کر دیا گیا تو ہم نے بھی یہی راگ الاپنا شروع کر دیا۔ ہر طرف شور اٹھ کھڑا ہوا۔ اسامہ مارا گیا، دہشت گرد ہلاک ہو گیا۔ اسامہ کو شہید کہنے والوں کا تمسخر اڑایا گیا۔ ہم یہ بھی سمجھنے سے قاصر رہے کہ آخر ایک ارب پتی، شہزادوں کی سی زندگی بسر کرنے والے کو کیا پڑی تھی کہ انہوں نے اپنی ہر آسائش، آرام اور سہولت کو چھوڑ کر اس مشکل اور کٹھن زندگی کا چناؤ کیا۔ انہیں کیا پڑی تھی کہ ''پرائے مسلمانوں'' کو طاغوتی قوتوں کے ظلم و جبر سے بچانے کے لئے اپنا سب کچھ داؤ پر لگا دے۔ مگر اسلام سے معذرت خواہانہ رویہ رکھنے والے مغرب کے دل دادہ کیا جانیں کہ دین اسلام میں جہاد کی کیا اہمیت ہے اور یہ کہ جہاد کرنے والوں اور شہید ہونے والوں کا کیا مقام ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن میں مسلمانوں سے کہتا ہے کہ ''آخر کیا وجہ ہے کہ تم اللہ کی راہ میں ان بے بس مردوں، عورتوں اور بچوں کی خاطر نہیں لڑتے جو کمزور پا کر دبا لئے گئے اور فریاد کر رہے ہیں کہ خدایا! ہم کو اس بستی سے نکال جس کے باشندے ظالم ہیں اور اپنی طرف سے ہمارا کوئی حامی و مددگار پیدا کر دے'' (النساء)۔

Marfat.com

مگر ہم نے تو مظلوم مسلمان افغانیوں، کشمیریوں، عراقیوں، فلسطینیوں اور چیچن وغیرہ کے حامی و مددگاروں اور مجاہدین کو دہشت گرد اور شدت پسند بنا دیا۔ ہمارے لئے اسلام دشمن اور افغانستان و عراق کے بعد پاکستان کو مسلمانوں کے لئے قتل گاہ بنانے والا امریکا دوست کی حیثیت رکھتا ہے جب کہ اللہ کے رستے میں جہاد کرنے والے چاہے وہ افغانستان میں ہوں یا عراق میں، دہشت گرد اور شدت پسند ٹھہرے۔ ہم امریکا نواز مسلمانوں کی تو یہ حالت ہے کہ ہم نے اپنے ہی مسلمان بھائیوں، بہنوں اور بچوں کے قتل میں امریکا کی مدد کی۔ ہم پاکستان کے مسلمان اللہ کہ کیا منہ دکھائیں گے جب ہم سے پوچھا جائے گا کہ 9/11 کے بعد ہم نے، ہماری حکومت نے اور ہماری فوج نے افغانستان پر حملے کے لیے امریکا کی کس طرح مدد کی جس کے نتیجے میں وہاں اب تک 10 لاکھ سے زائد معصوم مسلمان شہید ہو چکے ہیں۔ کیا ہم سے اس بات کی پوچھ نہ ہوگی کہ ہم نے عرب اور دنیا بھر سے جہاد افغانستان اور کشمیر کے لئے آئے ہوئے مجاہدین کو کیسے ایک ایک کر کے مارنے اور پکڑ کر امریکا کے حوالے کرنے میں مدد کی۔ ہم نے اللہ کے رستہ کو چھوڑا کہ شاید امریکا خوش ہو جائے مگر بھول گئے اپنے رب کی وہ بات کہ ہم کچھ بھی کر لیں مگر یہود و نصاریٰ کو خوش نہیں کر سکتے تا وقتے کہ ہم اپنے دین کو چھوڑ کر ان کے دین میں شامل ہو جائیں۔ اپنے صدر اور وزیر اعظم کو دیکھیں امریکا نے ایبٹ آباد میں 2 مئی کو حملہ کر کے ہماری خود مختاری کو تار تار کر دیا مگر ان کی خوشی قابل دید تھی۔ ہمارے رہنما امریکا کی خوشی دیکھ کر پاکستان کی خود مختاری کا سوال بھول گئے۔ اپنے حلف کا خیال نہ کیا۔ یہ نہ سوچا کہ دنیا بھر میں ہم تماشا بن گئے مگر امریکا کو ''کامیاب'' آپریشن پر مبارک باد دے ڈالی اور اسے دونوں ممالک کے لئے کامیابی قرار دیا۔ پاکستان کی عسکری قیادت کے پاس بھی کوئی جواب نہیں کہ دفاع پر سالانہ کھربوں روپے خرچ کرنے کے باوجود، اگر ہم بیرونی جارحیت کو نہیں روک سکتے تو پھر اس سارے بکھیڑے کی کیا ضرورت ہے۔ کیا ہم اب بھی ہوش کے ناخن لینے کے لیے تیار نہیں؟ لیکن یاد رہے کہ اگر اب بھی ہم نشہ کی حالت سے نہ نکلے تو پھر شاید برا انجام (معاذ اللہ) ہم سے زیادہ دور نہ ہو۔ (بشکریہ روزنامہ جنگ)

Marfat.com

ابھی کئی راؤنڈ باقی ہیں

محمد عامر خاکوانی

اسامہ بن لادن کی ہلاکت کے لئے کئے گئے امریکی آپریشن پر ہر طرف بات ہو رہی ہے۔ ہر ٹی وی ٹاک شو میں ہاٹ ٹاک یہی ہے۔ بات ہونی بھی چاہیے، اس واقعے نے پوری قوم کو ہلا کے رکھ دیا ہے۔ پاکستانی عوام میں ایسی شکست خوردگی کم کم ہی دیکھی، سول و ملٹری لیڈر شپ بھی ایک شدید دھچکے سے دو چار ہوئی ہے۔ پچھلے ایک ہفتے کے دوران میں نے کوشش کی ہے کہ اس موضوع پر آنے والے ہر مکتب فکر کے لوگوں کی آرا دیکھی جائے۔ مجھے حیرت اس پر ہے کہ ہمارے رائٹ ونگ کے لوگ ہوں یا لبرل سیکولرز، سب ہی حکومت کو لعن طعن کر رہے ہیں۔ فوج اور آئی ایس آئی ان کا خاص ہدف ہیں۔ رائٹسٹوں کا اعتراض یہ ہے کہ ہمارے لوگوں نے امریکا کے ساتھ تعاون کر کے اسامہ بن لادن کو شہید کرا دیا۔ یہ ان کی بدترین غفلت ہے کہ امریکی آ کر آپریشن کر کے چلے گئے، اس پر ذمہ داروں کو مستعفی ہونا چاہیے وغیرہ۔ دوسری طرف ہمارے بعض لبرلز کو اس پر شدید غصہ ہے کہ اسامہ بن لادن اتنے برسوں سے یہاں چھپا بیٹھا رہا اور ہمارے ادارے انہیں نہ ڈھونڈ پائے، ہماری حکومت ڈبل گیم کھیل رہی تھی، جواب بری طرح ایکسپوز ہو چکی ہے۔ اس لابی کے بعض دانشوروں کی فاتحانہ مسکراہٹ یہ پیغام بھی دیتی نظر آ رہی ہے کہ دیکھا امریکہ نے کس طرح تمہیں ایکسپوز کیا ہے۔ اصل میں یہ مباحث اس طرح ہونے ہی نہیں چاہییں۔ تاریخ ہمیں یہ بتاتی ہے کہ کسی خاص واقعہ کو اس کے پورے پس منظر اور تناظر سے الگ کر کے نہیں دیکھا جا سکتا، اگر ایسا کرنے کی کوشش کی جائے تو درست نتائج حاصل نہیں ہو پائیں گے۔

☆ جہاں تک ہمارے اداروں کی ناکامی کا سوال ہے تو اس میں کوئی شک نہیں کہ ناکامی ہوئی اور وہ بھی تین مختلف سطحوں پر۔ پہلی ناکامی انٹیلی جنس کی ہے۔ امریکی اس آپریشن کو ہم سے

Marfat.com

خفیہ رکھنے میں پوری طرح کامیاب رہے۔ واشنگٹن اور نیو یارک میں ہمارے Assets خبر نکالنے میں ناکام رہے۔ اسی طرح بگرام ائیر پورٹ، افغان حکومت اور انٹیلی جنس ایجنسی میں ہمارے ''دوستوں'' سے بھی کوئی کلیو نہیں مل سکا، شائد اس لئے کہ آپریشن کو انتہائی محدود رکھا جائے۔ پاک افغان سرحد پر ریڈار کے علاوہ سرویلنس کا یقیناً کوئی نہ کوئی مینول سسٹم بھی ہوگا، دو بار ہیلی کاپٹروں کے آنے جانے کو وہ بھی نوٹ نہ کر سکے۔ ایبٹ آباد میں موجود ہمارے اداروں کا نیٹ ورک بھی یا تو کام نہ کر سکا یا پھر وہ ناکافی تھا۔ ایبٹ آباد میں سی آئی اے کے سیف ہاؤس اور ان کے Assets پر چیک نہ رہنا بھی غفلت کے زمرے میں آئے گا۔

☆ دوسری ناکامی فورسز کی ہے۔ عسکری ماہرین اپنی منصوبہ بندی میں معدوم سے معدوم امکان کو بھی مدنظر رکھتے ہیں۔ ہر مفروضہ (Hypothesis) کا جائزہ لیا جاتا ہے، خواہ اس کی کامیابی کا ایک فیصد سے بھی کم امکان ہو۔ ملٹری ہسٹری میں ''فارسٹ آف آرڈین'' ایک ایسا "Hypothesis" ہے، جس کا خیال بھی ملٹری سٹر یٹجسٹس کی نیندیں اڑانے کے لئے کافی ہے۔ دوسری جنگ عظیم میں فرانس کا دفاع کرتے ہوئے مختلف امکانات پر بات ہو رہی تھی، ان میں سے ایک آرڈین کے جنگلات سے گزر کر جرمن فوج کے حملے کا مفروضہ تھا۔ فرانسیسی فیلڈ مارشل نے اس کو رد کر دیا کہ اتنے گھنے جنگل سے جرمن گاڑیاں کس طرح گزر سکتی ہیں، اس نے اپنے ہاتھ سے اس پر لکیر پھیر دی۔ چند ہفتوں بعد جرمن فوج اپنی دیو پیکر جنگی مشینری کے ساتھ انہی فارسٹ آف آرڈین کو کچلتی ہوئی نمودار ہوئیں اور فرانسیسی فوج کو غفلت میں دبوچ لیا۔ سٹیلتھ جیسے جدید ترین ہیلی کاپٹروں کے استعمال ہی سے سہی، مگر رات کی تاریکی میں امریکی سیل کمانڈوز نے وہی کام کر دکھایا۔ غالباً ہمارے ہاں اس قسم کے آپریشن کے مفروضے کو اہمیت نہیں دی گئی۔

☆ تیسری Casualty کریڈیبلٹی کی ہوئی ہے۔ عالمی سطح پر ہمیں اپنا وقار اور اعتبار دوبارہ سے بحال کرنے میں ایک عرصہ لگے گا۔ کریڈیبلٹی کا اصل نقصان داخلی سطح پر ہوا ہے۔ پاکستان میں ایک عرصے سے ہمارے خفیہ اداروں خصوصاً آئی ایس آئی کی ایک اساطیری حیثیت

Marfat.com

قائم تھی۔ بعض حلقے اگرچہ ایجنسیوں کی داخلی پالیسیوں اور سیاست میں مداخلت پر تنقید کرتے تھے، مگر غیر ملکی سازشوں کا مقابلہ کرنے کے حوالے سے ان کی اہلیت پر کسی کو کوئی شک نہیں تھا۔ حالیہ امریکی آپریشن نے پہلی بار سب کو چونکا کر رکھ دیا کہ اگر امریکی اس طرح کامیاب آپریشن کر سکتے ہیں تو پھر ہمارے نیوکلیئر اثاثے بھی اسی طرح لے جائے جا سکتے ہیں، یہ خدشہ بھی ابھر کر آیا کہ بھارت بھی اسی طرز کا کوئی آپریشن کر سکتا ہے۔ کریڈیبلٹی کا یہ داخلی نقصان زیادہ خطرناک اور سنجیدہ نوعیت کا ہے کہ خفیہ اداروں کو اپنا امیج اور عوام کا اعتماد حاصل کرنے میں برسوں بلکہ عشرے لگ جاتے ہیں۔

☆ یہ تینوں ناکامیاں اپنی جگہ پر موجود ہیں، ان سب کا تجزیہ کرنا، غلطیوں کی نشاندہی کرنا، انہیں دور کرنا اور آئندہ کے لئے نئی فول پروف سٹریٹجی بنانا وقت کی ضرورت ہے۔ Human error ہو یا ٹیکنالوجی کا Failure، ان سب کا تدارک موجود ہے، اس حوالے سے ان اداروں کی داخلی سطح پر جامع انکوائری ہونی چاہیے، جس کا فالواپ لازمی کیا جائے۔

☆ اس واقعہ کو پچھلے دس برسوں کے تناظر میں دیکھنے کی ضرورت ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ امریکیوں کو افغانستان میں اپنی تاریخ کی بدترین شکست کا سامنا کرنا پڑا۔ پچھلے دس برسوں میں وہ ہزاروں فوجی مروانے اور تیرہ سو ارب (1.3 ٹریلین) ڈالر خرچ کرنے کے باوجود کامیاب نہ ہو سکے۔ طالبان کی قوت کو وہ توڑ سکے نہ ہی ان کی قیادت کو نشانہ بنا سکے۔ افغان طالبان نے کلاسیکی گوریلا جنگ لڑی، چھوٹے چھوٹے زخم لگا کر نیٹو فوج کو اس قدر بے دم کر دیا کہ ان کے پاس اب واپسی کے سوا اور کوئی آپشن بچی ہی نہیں۔ امریکی اس شکست کا ذمہ دار پاکستانی اداروں کو سمجھتے ہیں۔ امریکی اعلیٰ عسکری قیادت تواتر سے یہ الزام لگاتی آئی ہے کہ آئی ایس آئی طالبان کو سپورٹ کر رہی ہے۔ اسامہ بن لادن کی ہلاکت کے آپریشن کے ذریعے امریکیوں نے اپنا حساب چکانے کی کوشش کی۔ اس پر غور کیا جانا چاہیے کہ صدر اوباما نے تو اپنے بیان میں پاکستانی تعاون کو سراہا تھا، مگر پہلے کاؤنٹر ٹیررازم کے مشیر جان برینن اور پھر سی آئی اے چیف لیون پینٹا نے کھل کر پاکستانی

Marfat.com

اداروں کو نشانہ بنایا۔ سی آئی اے چیف بخوبی جانتے تھے کہ ان کا یہ کہنا کہ ہم نے آپریشن مکمل کرنے کے بعد پاکستان کو اطلاع دی، دراصل پاکستانی خفیہ اداروں کی ناکامی کو فلیش کرے گا۔ جانتے بوجھتے ہوئے، بڑے سوچ بچار کے بعد ہی سی آئی اے چیف سے ٹائم میگزین کو وہ انٹرویو دلوایا گیا، ورنہ وہ میڈیا کے ساتھ اپنے عدم تعاون کے حوالے سے خاصے بدنام ہیں۔ امریکیوں نے دانستہ پاکستان کے اہم ترین حصے پر ضرب لگائی۔ افسوس کہ ہمارے میڈیا نے اس کا ادراک کیے بغیر وہی کیا جو امریکی چاہتے تھے۔

☆ ہمیں یہ سمجھنا چاہیے کہ یہ انٹیلی جنس کی جنگ ہے، اس میں بعض اوقات جو نظر آتا ہے، وہ ہوتا نہیں۔ یہ ٹھیک ہے کہ اس بار امریکی کامیاب ہوئے ہیں، بلکہ انہوں نے ایک طرح سے شہ مات دینے کی کوشش کی ہے مگر یہ صرف ایک لڑائی یا معرکہ ہی تھا، جنگ ابھی باقی ہے۔ امریکیوں کو پچھلے چند برسوں میں ایسی کئی ہزیمتوں کا سامنا کرنا پڑا۔ کھیل ابھی ختم نہیں ہوا، ابھی کئی راؤنڈ باقی ہیں، جن میں بہت کچھ ہوسکتا ہے۔ اپنے اداروں کی کارکردگی کا احتساب کرنا چاہیے، مگر یہ بھی یاد رکھا جائے کہ یہ ہمارے اپنے ادارے ہیں، جنہوں نے ماضی میں وہ کر دکھایا ہے جس کی مثال خفیہ اداروں کی تاریخ میں نہیں ملتی۔ کاش افغانستان میں لڑی جانے والی گوریلا جنگ کے حوالے سے کچھ کہا جاسکتا، مگر اس کا وقت ابھی نہیں آیا۔ وہ دن آئیں گے جب یہ ناگفتہ داستان بیان کی جائے گی، ان حیران کن کارناموں کی ان کہی داستان۔ یہ بھی مت بھولیں کہ جنرل کیانی اور ڈی جی آئی ایس آئی جنرل پاشا نے پچھلے دو برسوں میں حیران کن دلیری، جرات کے ساتھ امریکی دباؤ کا مقابلہ کیا ہے۔ ممتاز امریکی صحافی باب وڈورڈ کی کتاب اوباما وار میں جابجا یہ تذکرہ بکھرا ہے۔ امریکہ کا سب سے باخبر صحافی ہمیں بتاتا ہے، ''صدر اوباما کے مشیر اس پر بار بار جھنجلاتے ہیں کہ جنرل کیانی امریکی مفادات کے بجائے افغانستان میں صرف پاکستانی مفادات کو مقدم رکھ رہے ہیں۔'' شمالی وزیرستان پر آپریشن کے حوالے سے دباؤ کو دو سال تک جھیلنے اور اتنا وقت نکال لینے کو خراج تحسین پیش نہ کرنا زیادتی ہوگی۔ خدارا اپنے اداروں کو سپورٹ کریں کہ آنے والے دنوں

Marfat.com

میں ان پر بے پناہ بیرونی دباؤ ہوگا۔ مغرب سے سیاہ بادل امنڈ رہے ہیں، آنے والے دن کڑے ہوں گے، ایسے میں متحد ہونے کی ضرورت ہے۔ بچاؤ کا یہی راستہ ہے کہ کندھے سے کندھا ملا کر کھڑے ہو جائیں۔

(بشکریہ روزنامہ ایکسپریس)

Marfat.com

ہماری قومی خودمختاری کی زبوں حالی

مرزا اسلم بیگ

2 مئی 2011ء کو ایبٹ آباد میں رونما ہونے والے واقعے کا تقاضا ہے کہ ہم اپنی خودمختاری کو قائم رکھنے کے لئے اپنی کمزوریوں کا ازالہ کریں اور امریکہ اور پڑوسی ممالک کے ساتھ خصوصاً دوستانہ تعلقات کے حوالے سے نئی ترجیحات پر غور کریں۔ 2 مئی کو پیش آنے والا واقعہ دراصل ہمارے لئے رحمتِ خداوندی ہے تاکہ ہم پھر سے اپنی خودمختاری قائم کرسکیں۔ 2 مئی کا کھیل نائن الیون کے سانحے کی طرح ایک ڈرامہ اور جھوٹ تھا جس کی آڑ میں امریکہ نے مسلم ممالک کے خلاف صلیبی جنگ کا آغاز کیا تھا تاکہ سوویت یونین کے ٹوٹنے کے بعد وہ ساری دنیا پر اپنی برتری اور حاکمیت قائم کرسکے۔

حقیقت یہ ہے کہ اسامہ کے ہم شکل ایک قیدی کو بگرام کے ائربیس سے ایبٹ آباد لایا گیا اور یہاں پر مقیم اس کے اہلِ خاندان کے سامنے انہیں نہایت سفاکی سے قتل کردیا گیا۔ یہ بھی ممکن ہے کہ اسامہ کو کچھ عرصہ پہلے ہی افغانستان میں قتل کردیا گیا ہو اور ان کی میت مردہ خانے میں پڑی ہو۔ ان کی گولیوں سے چھلنی جو تصویر دکھائی گئی ہے وہ دو سال پہلے کی ہے جبکہ دوسری تصویر ان سے مماثلت نہیں رکھتی۔ ان کی لاش کو نہایت عجلت میں سمندر برد کرکے جرم کی پردہ پوشی کی گئی۔ دراصل 2/5 کا واقعہ 9/11 کے جھوٹ کا تسلسل ہے جس کے پیچھے تین بڑے اہداف تھے:

☆ اسامہ کا قصہ پاک کرکے اوبامہ آنے والے انتخابات میں اپنی حیثیت مستحکم بنانا چاہتے ہیں۔

☆ افغانستان سے اپنی فوجیں نکالنے کا معقول بہانہ چاہیے۔

☆ پاکستانی حکومت، مسلح افواج اور آئی ایس آئی کو بدنام کیا جائے۔

Marfat.com

تینوں اہداف کے حصول میں امریکہ کامیاب ہوا ہے جبکہ ہم دشمن کے ایجنٹوں اور اپنے کم فہم اور نادان دوستوں کی مدد سے مسلح افواج اور آئی ایس آئی پر الزامات کی بارش کر کے یہ تاثر دے رہے ہیں کہ یہ ادارے ملکی سلامتی کے تحفظ میں ناکام ہو چکے ہیں۔لیکن وہ نہیں جانتے کہ سیاسی چالوں اور سازشوں کی وجہ سے پاکستان کی قومی خودمختاری تو بہت پہلے سے ہی داؤ پر لگ چکی ہے، جو ایک المناک داستان ہے جسے یادرکھنا ضروری ہے۔

1958ء میں صدر ایوب کے برسر اقتدار آتے ہی امریکہ نے پاکستانی معاملات میں مداخلت شروع کر دی اور جب دیکھا کہ ایوب خان ان کے لئے کارآمد نہیں رہے تو ایک سیاسی تحریک کے ذریعے ان کی جگہ جنرل یحییٰ خان کو لے آئے جو پاکستان کو دولخت کرنے کا موجب بنے۔اس کے بعد ذوالفقار علی بھٹو ملک کے پہلے منتخب وزیراعظم بنے۔وہ ایک زیرک، دوراندیش اور محب وطن سربراہ تھے۔یہی وجہ تھی کہ وہ امریکہ کے 'عالمی بساط پر عظیم کھیل' کے ایجنڈے کی تکمیل میں رکاوٹ بن سکتے تھے لہٰذا انہیں ناپسندیدہ اور خطرناک قرار دے دیا گیا کیونکہ انہوں نے چین کے ساتھ دوستانہ تعلقات استوار کر لئے تھے، شاہ فیصل کو عالم اسلام کی قیادت سنبھالنے پر آمادہ کیا تھا اور پاکستان کے ایٹمی پروگرام کی بنیاد رکھی تھی جس کی پاداش میں وہ سزا کے مستحق ٹھہرے اور انہیں فوجی ڈکٹیٹر اور تابعدار عدلیہ کے ہاتھوں ''دردناک مثال'' بنا دیا گیا۔

جنرل ضیاء نے 1980ء سے 1988ء تک روس کے خلاف جنگ میں امریکہ کا ساتھ دیا۔اس عرصے میں سی آئی اے نے پاکستان میں وسیع پیمانے پر اپنے جاسوسی کے مراکز قائم کر لئے اور ہمارے تمام ادارے، میڈیا اور سول سوسائٹی ان کی دسترس میں آ گئے۔افغانستان سے روسی فوجوں کی پسپائی کے بعد امریکہ نے افغانستان اور پاکستان کے معاملات سے پیٹھ پھیر لی۔ افغانستان میں حکومت سازی کے عمل میں طالبان کو ان کے جائز حق سے محروم کرتے ہوئے خانہ جنگی شروع کرا دی گئی اور پاکستان میں جنرل ضیاء کو مجاہدین کی مدد کرنے کے جرم میں منظر سے ہٹا دیا گیا۔1988ء میں محترمہ بے نظیر بھٹو برسراقتدار آئیں لیکن جلد ہی امریکیوں کے دباؤ میں آ کر

Marfat.com

انہوں نے آئی ایس آئی کے شعبہ افغانستان کو ختم کر دیا کیونکہ افغانستان میں روسی فوجوں کی شکست اور پسپائی کے حوالے سے آئی ایس آئی کی پیشہ وارانہ کارکردگی سے امریکی خوف زدہ تھے۔ اس طرح آئی ایس آئی کو افغان معاملات سے الگ کر دیا گیا اور افغانستان کے متعلق پاکستان اپنی آنکھوں اور کانوں سے محروم ہو گیا۔ 1998ء میں میاں نواز شریف نے بھارتی ایٹمی دھماکوں کے جواب میں ایٹمی دھماکے کئے اور امریکہ کی نظروں میں ''ناپسندیدہ شخصیت بن گئے'' اور 1999ء میں ایک سیاسی تحریک کے پس پردہ فوج کے اقتدار پر قبضے کی راہ ہموار کی گئی اور نواز شریف سے نجات حاصل کی۔ یہی وہ وقت تھا جب امریکہ نے عالم اسلام کے خلاف صلیبی جنگ کا فیصلہ کر لیا تھا جس کے لئے 9/11 کا ڈرامہ رچایا گیا۔ جنرل مشرف اقتدار سنبھال چکے تھے، جنہوں نے تمام کی تمام امریکی شرائط کو بلا چون و چراں تسلیم کر لیا اور ایک برادر ہمسایہ اسلامی ملک کے خلاف جنگ میں امریکہ کا ساتھ دینے پر تیار ہو گئے جس کے بعد امریکی میرینز (Marines) اور سی آئی اے کے کارندوں کو تمام افغان بارڈر کی نگرانی پر مامور کرتے ہوئے آئی ایس آئی کو ان علاقوں سے نکال لیا گیا جس سے پاکستان کی علاقائی خود مختاری کو ضرب لگی۔ یہ وہ وقت تھا جب را (RAW) نے افغانستان میں جاسوسی کے اڈے قائم کر لئے تھے اور سی آئی اے کی ملی بھگت سے پاکستان کی ساری سرحدیں اپنے جاسوسوں سے بھر دیں اور نتیجتاً 2005ء میں افغانستان کی جنگ کا رخ پاکستان کی جانب موڑ دیا گیا۔

ریمنڈ ڈیوس کی حالیہ گرفتاری اور انکشافات نے سی آئی اے اور را کی پاکستان مخالف سرگرمیوں کا پردہ چاک کیا ہے اور انہیں بلوچستان اور خیبر پختونخوا میں بغاوت اور دیگر جگہوں پر ہونے والے دہشت گردی کے واقعات کا ذمہ دار ٹھہرایا ہے۔ لہٰذا حکومتی عملداری قائم کرنے کے لئے ہماری حکومت کا سی آئی اے سے اپنے کھوئے ہوئے علاقوں کی واپسی کا مطالبہ جائز ہے۔ اس مقصد کے لئے پاکستانی مسلح افواج اور آئی ایس آئی نے جو اقدامات کئے وہ امریکہ کی برہمی کا باعث بنے ہیں۔ یہاں یہ بات قابل توجہ ہے کہ 9/11 کے سانحہ میں امریکہ نے اپنی مسلح افواج

Marfat.com

اور انٹیلی جنس ایجنسیوں کو موردِ الزام نہیں ٹھہرایا کہ وہ ملک کو اتنے بڑے سانحے سے محفوظ نہ رکھ سکیں۔ اسی طرح 2009ء میں سانحہ ممبئی کے بعد بھارت نے اپنی مسلح افواج اور انٹیلی جنس ایجنسیوں کی ناکامی پر الزام تراشی نہیں کی بلکہ اس سانحے کا ذمہ دار پاکستان کو ٹھہرایا جبکہ امریکہ نے 9/11 کا سارا الزام اسامہ بن لادن اور القاعدہ کے سر تھوپ دیا۔ پاکستان میں مسلح افواج اور انٹیلی جنس ایجنسیوں پر ناکامی کے جو الزامات عائد کئے جا رہے ہیں اس کے پیچھے ''سی آئی اے اور را کے ایجنٹ اور ہمارے زرخرید'' کار فرما ہیں جو ان اداروں کو موردِ الزام ٹھہرا رہے ہیں جنہوں نے ملکی سالمیت اور خود مختاری کے لئے اتنی ہی عظیم قربانیاں دی ہیں۔

امریکہ نے اسامہ اور القاعدہ کو ایک عفریت بنالیا ہے، لیکن حقیقت یہ ہے کہ 1990ء کے بعد سے افغانستان اور پاکستان کے معاملات سے اسامہ کے صرف فروعی نوعیت کے تعلقات باقی تھے۔ 1996ء سے 2001ء تک افغانستان میں قیام کے دوران القاعدہ نے شاید امریکی اہداف کے خلاف چند خودکش حملے کئے ہوں لیکن مغربی افغانستان اور خطے میں ہونے والے تمام دہشت گردی کے معاملات میں انہیں ملوث قرار دیتا رہا ہے تاکہ افغانوں کی تحریک آزادی کو بدنام کیا جاسکے۔

سانحہ 2/5 ہماری حکومت، مسلح افواج اور انٹیلی جنس ایجنسیوں کے لئے ''اللہ کی غیبی رحمت'' ہے تاکہ وہ مستحکم اقدامات کریں اور دشمنوں کے کارندوں اور زرخرید لوگوں کا محاسبہ کریں جو ''ہماری جڑوں کو دیمک کی طرح چاٹ رہے ہیں۔ اس سے نجات حاصل کرنے کے لئے وسیع پیمانے پر دھونی (Fumigation) دینے کی ضرورت ہے۔'' یہ عمل بلوچستان میں شروع ہو چکا ہے جسے پورے ملک تک پھیلانے کی ضرورت ہے۔ جب ہماری قومی خود مختاری قائم ہو جائے گی تو اس کے بعد ہمسایہ اور دیگر ممالک کے ساتھ دوستانہ تعلقات استوار کرنا آسان ہو جائے گا۔ خصوصاً ہمیں امریکہ کے ساتھ تعلقات کا از سر نو جائزہ لینا ہوگا اور اس حوالے سے تدبر اور دور اندیشی کا مظاہرہ کرنا ہوگا۔

Marfat.com

المیہ: پاکستانی قوم کو جمہوری حکومت سے بہت سی توقعات وابستہ تھیں کہ وہ خودمختار پارلیمنٹ اور آزاد عدلیہ کے قیام کو یقینی بنائے گی کیونکہ کسی بھی جمہوری ملک میں خودمختار پارلیمنٹ اور آزاد عدلیہ ہی قومی خودمختاری کے امین ہوتے ہیں لیکن افسوس کہ ان دونوں اداروں کے تقدس کو بری طرح پامال کیا گیا ہے۔ اور عملاً انہیں ناکارہ بنا دیا گیا ہے جس کے سبب ہماری قومی خودمختاری زبوں حالی کا شکار ہے اور قوم تضحیک کا نشانہ بنی ہوئی ہے۔ اپنوں ہی نے اپنوں کے ہاتھوں ملکی خود مختاری کو پارہ پارہ کیا ہے جس طرح ہماری بیٹی مختاراں مائی کی عزت کو اپنوں ہی نے پامال کیا۔ نہ جانے پاکستان ایسی بے بسی پر کب تک روتا رہے گا۔

(بشکریہ روزنامہ خبریں)

Marfat.com

پاکستان کے سامنے متبادل کم ہیں

کلدیپ نائر

اسلام آباد ہر دو اطراف سے پھنس گیا ہے: چاہے وہ تسلیم کرتا ہے کہ اسامہ بن لادن کا کام تمام کرنے والے امریکی آپریشن میں اس کا بھی ہاتھ تھا یا یہ کہتا ہے کہ اسے پتہ ہی نہیں تھا کہ وہ ایبٹ آباد میں قیام پذیر ہے۔ اول الذکر موقف ملک کے اندر اور باہر پاکستان مخالف جذبات کو ہوا دے سکتا ہے کیونکہ اسامہ مسلمانوں کی اکثریت کے نزدیک امریکہ مخالف جذبات کی نمائندہ علامت تھا۔ اس وقت لوگوں کا موڈ اگرچہ افسردہ ہے تاہم اشتعال انگیز نہیں۔

اگر دوسرا متبادل اختیار کیا جائے تو اس کے لیے چٹکی بھر نمک بھی چھڑکنا پڑے گا۔ اسلام آباد کی اس بات پر زیادہ ممالک اعتبار نہیں کریں گے کہ اسامہ اپنی بیویوں اور 13 بچوں کے ہمراہ گزشتہ پانچ سال سے پاکستان کے عین قلب میں فروکش تھا۔ امریکہ نے پاکستان سے پہلے ہی یہ مطالبہ کیا ہے کہ وہ اسامہ کے اتا پتا سے عدم واقفیت کا ثبوت دے۔ اور یہ الزام بھی عائد کیا ہے کہ وہاں اس کی مدد کے لیے ایک پورا نیٹ ورک موجود ہوگا، اسکا کھوج لگایا جائے۔ دنیا کے لیے یہ ایک خطرناک معاملہ ہے جس پر اسلام آباد کو بھی سنجیدگی کا مظاہرہ کرنا ہوگا۔ امریکہ میں پاکستان کے نمائندے نے جو کہا ہے اس پر یقین کرنا مشکل ہے، کہتے ہیں: ''پاکستان انکوائری کر رہا ہے کہ اسامہ ایبٹ آباد کیسے آیا اور حکام کے علم میں آئے بغیر وہاں رہنے لگا''۔ اس حوالے سے مختلف ومتضاد بیانات سے کام نہیں چلے گا۔ کسی ٹھوس وضاحت کے بغیر پاکستان خود کو ہر گزرتے دن اور زیادہ مشکل میں پائیگا۔

میرا قیاس یہ ہے کہ چند افراد اسامہ کے اس مقام پر قیام پذیر ہونے سے آگاہ تھے۔ ایک الزام یہ بھی ہے کہ اتنا وسیع مکان جس نے اس کے لیے بنایا تھا، وہ واقعی بااثر ہوگا کیونکہ امریکی

Marfat.com

ہیلی کاپٹر اس کی کمپاؤنڈ میں اُترے تھے۔ لیکن اسامہ کی رہائش گاہ جس نے بھی بنائی ہو اس کی موجودگی کی حقیقت سے مفر ممکن نہیں۔

درست کہ پاکستان کی خود مختاری کی خلاف ورزی ہوئی ہے، جیسا کہ سابق صدر جنرل پرویز مشرف نے کہا ہے، لیکن امریکی کمانڈوز جن کی تعداد 3000 کے لگ بھگ ہے کئی برسوں سے پاکستان میں کارروائیاں کر رہے ہیں۔ چار ہیلی کاپٹر جنہوں نے آپریشن کیا، ان کے بارے میں بھی قیاس آرائی ہے کہ وہ پاکستان کے علاقے سے اُڑے تھے اور یہ وہ جگہ ہے جہاں امریکہ کا ایک فضائی مستقر قائم ہے۔ اسلام آباد کو روزِ اول سے ہی امیریکنوں کو اندر آنے کی اجازت نہیں دینا چاہئے تھی۔ میرا خوف یہ ہے کہ پاکستان کے لیے بہت زیادہ مصیبت پیدا ہو سکتی ہے کیونکہ امریکہ اسے افغانستان کی جنگ میں استعمال کرنے کا تہیہ کیے ہوئے ہے۔ اس بارے میں جو لفاظی بھی استعمال کی جائے مجھے اس دلیل پر اعتبار نہیں کہ پاکستان کو اس آپریشن کے بارے میں پہلے سے علم تھا۔ اسلام آباد یہ اطلاعات پھیلا رہا ہے......حتیٰ کہ اپنے غیر ملکی سفارتخانوں کے ذریعے بھی......کہ اسے اس کا علم تھا اور اس نے پورے آپریشن میں معاونت بھی کی ہے۔ یہ سچ نہیں ہے۔ امریکہ آپریشن کے موقع پر پاکستان پر بھروسہ نہیں کرتا کیونکہ قبل ازیں وہ دھوکا کھا چکا ہے۔ چند مرتبہ امریکہ نے اسامہ کے خفیہ ٹھکانے کی نشاندہی کی اور آپریشن کرنے سے پہلے اسلام آباد کو اس بارے میں آگاہ کر دیا۔ لیکن ہر بار یہ ہوا کہ اسامہ عین موقع پر اپنی کمین گاہ سے نکل گیا۔ امریکی سٹیٹ ڈیپارٹمنٹ (دفتر خارجہ) نے برملا کہا ہے کہ پاکستان کو اس مہم میں شامل نہیں کیا گیا تھا۔ یہ اول تا آخر کاملاً ایک امریکی آپریشن تھا۔

پاکستان، بعض چوٹی کے فوجی حکام اور سابقہ ریٹائرڈ فارن سروس افسروں کے بیانات سے، یقیناً شرمندگی محسوس کرے گا۔ ایک سابقہ ایئر مارشل نے انڈین ٹی وی نیٹ ورک پر کہا ہے کہ اسلام آباد نے امریکی آپریشن کی مدد کی ہے لیکن وہ اسے تسلیم نہیں کرنا چاہتا کیونکہ ابھی تک وہ القاعدہ کے خلاف جنگ میں پھنسے ہوئے ہیں۔ دفتر خارجہ کے ایک افسر کا کہنا ہے کہ وہ القاعدہ کو

Marfat.com

سزا دینا چاہتے تھے جس نے کہ 4000 پاکستانی فوجی اور 40000 کے لگ بھگ سویلین ہلاک کرا دیے ہیں۔ لہٰذا اس کے مطابق پاکستان امریکہ کو اس آپریشن کی اجازت دینے میں حق بجانب تھا۔ اس نے اعلان کیا کہ وہ طالبان کی حمایت جاری رکھیں گے۔ یہ غالباً اس امید کی وجہ سے ہے کہ طالبان بالآخر افغانستان میں برسر اقتدار آجائیں گے اور یوں پاکستان کو تزویراتی گہرائی کے حوالے سے تصوراتی طمانیت حاصل ہو جائے گی۔

واشنگٹن اسامہ کا کام تمام کرنے میں بے شک فخر کا اظہار کرتا رہے۔ سیکرٹری آف سٹیٹ (وزیر خارجہ) ہیلری کلنٹن نے کہا ہے: یہ امریکہ ہے اور جس بات کا یہ فیصلہ کرتا ہے اسے پورا کر لیتا ہے۔ موصوفہ کو اس امر کا بھی احساس ہونا چاہیے کہ اسامہ کا ظہور اس وجہ سے ہوا کیونکہ اس نے مسلمانوں کے دل جیت لئے تھے جنہوں نے اپنے داخلی معاملات میں امریکہ کی مداخلت کو محسوس کیا تھا۔ اس کا معدوم ہو جانا، ممکن ہے بالآخر القاعدہ کے خاتمہ پر منتج ہو جائے لیکن پھر کوئی دوسری القاعدہ پیدا ہو جائے گی۔ طالبان پہلے ہی موجود ہیں جو امریکہ اور مغرب کے خلاف رائے عامہ کو ہموار کرتے رہیں گے کیونکہ ان کی مسلمانوں کے بارے میں پالیسیاں اسلام دشمنی پر مبنی ہیں۔ دہشت گردی، ان کے خیال میں ایک ایسی اصطلاح ہے جو مسلمانوں کو بدنام کرنے کی خاطر وضع کی گئی ہے۔ امریکہ اور مغرب کو سنجیدگی کے ساتھ اس بات پر غور کرنا چاہیے کہ مسلمانوں کے وسوسوں کو کس طرح دور کیا جا سکتا ہے۔

صدر اوباما نے قاہرہ میں مسلمانوں تک پہنچنے کی کوشش کی لیکن جو الفاظ انہوں نے استعمال کیے، وہ کھوکھلے ثابت ہوئے۔ مسلمان توقع کرتے ہیں کہ وہ ان جذبات کی تسکین کے لئے ٹھوس ثبوت پیش کرے۔

جب امریکہ افغانستان میں سوویت یونین کو شکست دینے کے بعد سرد جنگ میں فتح یاب ہوا تو مغرب کا خیال تھا کہ اس نے کمیونزم کے نظریے کو ختم کر دیا ہے۔ لیکن یہ سچ نہیں ہے کیونکہ عالمگیریت کے خلاف مظاہروں نے ان جذبات کی تسکین کا کوئی سامان بہم نہیں پہنچایا۔ لیکن انہیں

Marfat.com

ہر ملک میں دیکھا جا سکتا ہے۔ بعینہٖ القاعدہ بھی ممکن ہے ختم ہو جائے لیکن ایک نظریے کے طور پر یہ کسی اور شکل میں، بعض دیگر ممالک میں، ظاہر ہو سکتی ہے۔ درحقیقت لشکر طیبہ بھی القاعدہ کے فلسفے کی ایک ذیلی شاخ ہے۔ اس کی جڑیں رنج و ملال سے پھوٹتی ہیں۔ جب تک اس کا مداوا نہیں کیا جاتا تب تک اس زرخیز زمین سے کسی بھی وقت، کوئی بھی گروپ، یا لوگوں کا کوئی جتھہ منظر عام پر آ کر امن و امان کو درہم برہم کر سکتا ہے۔ انڈیا کا ردعمل بھی متوقع خطوط پر تھا۔ وزیر اعظم منموہن سنگھ نے کہا: اس تمام واقعہ نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ پاکستان دہشت گردوں کی محفوظ پناہ گاہ تھا۔ انہوں نے بن لادن کی موت کو ''اہم پیشرفت'' قرار دیا اور امید ظاہر کی کہ اس سے القاعدہ اور دیگر دہشت گردوں کو شدید دھچکہ لگے گا۔ بھارتی وزیر داخلہ پی چدم برم نے امید ظاہر کی کہ اس خجالت کی وجہ سے اسلام آباد مجبور ہو جائے گا کہ 26/11 کے ممبئی دہشت گردوں کے خلاف مؤثر کارروائی کرے۔ بیشک پاکستان کی ممبئی دہشت گردوں کے خلاف کارروائی کے لئے سنجیدگی کے حوالے سے یہ ایک ''لٹمس ٹیسٹ'' ہو گا۔ اس کے باوجود میری تمنا ہے ہمارا ردِعمل قدرے روادارانہ ہوتا۔ ہمیں پورے ریجن میں دہشت گردوں کے خلاف مشترکہ ایکشن کی بات کرنی چاہیے تھی جو دونوں ملکوں کے مشترکہ مفاد کی بات ہے۔ بے شک یہ ہمارے علم میں ہے کہ پاکستان میں بعض عناصر اسلام آباد کی چشم پوشی سے انڈیا کے خلاف کارروائیاں کرتے ہیں۔ ایک مشترکہ کارروائی سے سرکاری مدد کی ضرورت بھی ختم ہو جائے گی۔ اس وقت جب دونوں ملک مثبت ڈائیلاگ شروع کرنے پر غور کر رہے ہیں، مشترکہ آپریشن کی تجویز کا مثبت جواب مل سکتا ہے۔ پاکستان میں عوام کی برین واشنگ کر دی گئی ہے کہ انڈیا سے نفرت کریں انہیں اگر دہلی کی طرف سے ایک ایسا اقدام نظر آئے جس میں پاکستان کی مدد کرنے کی خواہش ظاہر ہو تو تعلقات میں بہتری پیدا ہو سکتی ہے۔ اس سے انہیں یہ تاثر بھی ملے گا کہ خطا ان کی اپنی حکومت کی تھی انڈیا کی نہیں۔

(ترجمہ: مظہر منہاس) (بشکریہ روزنامہ ایکسپریس)

Marfat.com

ماورائے اسامہ پاک امریکہ تعلقات

جارج فریڈمین

امریکہ اگر پاکستان کے ساتھ تعلقات بگاڑ لے تو افغانستان میں گھری ہوئی امریکہ، نیٹو اور ایساف کی لاکھوں کی فوجی نفری کے لئے نہ صرف لاجسٹک سپورٹ ختم ہو جائے گی بلکہ ان حملہ آور فوجوں کو رسد پہنچانے والی سپلائی لائن بھی منقطع ہو جائے گی جس کا امریکہ کے پاس کوئی متبادل انتظام نہیں ہے۔ اگرچہ بعض امریکی حکام حفظ ماتقدم کے طور پر بیان جاری کرتے رہتے ہیں کہ ان کے پاس افغانستان میں سپلائی پہنچانے کے اور ذرائع بھی ہیں لیکن اس خطے کے نقشے پر ایک سرسری نظر ڈالنے سے ہی صاف پتہ چل جاتا ہے کہ اس حوالے سے امریکی دعوے قطعاً بے بنیاد ہیں۔ ان کے لئے ایران سے گزرنے کا تو کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اور اگر وہ سوویت روس کی نو آزاد ریاستوں سے کوئی روٹ تلاش کرے تو یہ اسے پاکستانی روٹ کی نسبت اس قدر زیادہ مہنگا پڑے گا جو شاید اس کی بساط سے ہی باہر ہو، بالخصوص اس صورت میں جب کہ پاکستان کے آسان ترین روٹ سے گزر کر کابل آنے والا پٹرول ڈیڑھ سے دو سو امریکی ڈالر (یعنی تقریباً ڈیڑھ دو ہزار پاکستانی روپے) میں پڑتا ہے۔ اس تناظر میں قارئین وسط ایشیائی ریاستوں کی انتہائی دشوار گزار اور بے حد طویل و عریض روٹ سے آنے والی اشیاء کی قیمت اور ٹرانسپورٹ چارجز کا خود اندازہ لگا سکتے ہیں لہٰذا امریکہ کے لئے فی الحال یہ ممکن ہی نہیں ہے کہ وہ پاکستان کو زیادہ ناراض کرنے کی کوئی اور حرکت کرے۔

جہاں تک پاکستان کے صحت افزا مقام ایبٹ آباد میں اسامہ بن لادن کو پکڑنے کی جو کمانڈو کارروائی عمل میں لائی گئی اس کے بارے میں جان بوجھ کر متضاد اطلاعات پھیلائی جا رہی ہیں تا کہ دشمن کو چکمہ دیا جا سکے اور وہ کسی آئندہ متوقع کارروائی کی صورت میں سابقہ تجربے سے استفادہ

Marfat.com

نہ کر سکے تاہم اس سارے ڈرامے کا سب سے اہم جو پہلو ہے وہ پاک امریکہ تعلقات کے مستقبل کے حوالے سے ہے۔ اس بات کا تو یقین کیا ہی نہیں جا سکتا کہ امریکہ نے یہ کارروائی پاکستان کو ملوث کئے بغیر ہی کر لی ہو گی لیکن ادھر صدر اوباما کی حکومت کہہ رہی ہے کہ پاکستانی حکام یا تو اسامہ کے ساتھ ملے ہوئے تھے یا پھر نااہل ہیں کہ انہیں اس کی موجودگی کا علم ہی نہ ہو سکا۔

دوسری طرف پاکستان نے بھی صاف صاف الفاظ میں کہہ دیا ہے کہ اگر امریکہ کی طرف سے پھر اس قسم کی کوئی حرکت ہوئی تو اس کے مضمرات اچھے نہیں ہونگے۔ امریکہ کے ایبٹ آباد آپریشن سے پاکستان کے عوام کی اکثریت بھی مشتعل نظر آتی ہے۔ امریکہ کے تھنک ٹینک کہتے ہیں کہ اسامہ تو حال کی پیدائش تھا، پاکستان امریکہ تعلقات چھ عشروں سے زائد عرصے سے پھیلے ہوئے ہیں جو کہ خاصے گہرے ہو چکے ہیں جنہیں صرف اسامہ کی وجہ سے قربان نہیں کیا جا سکتا۔ مزید برآں ان تعلقات کی بہت سی جہتیں اور ان گنت پرتیں ہیں۔ پیاز کے چھلکے اتارنا شروع کر دیں تو چھلکے اترتے چلے جائیں گے اندر سے کیا نکلے گا......ایک اور چھلکا! پاکستان امریکہ کے لئے جتنا ضروری ہے امریکہ بھی پاکستان کے لئے اتنا ہی یا قدرے زیادہ ضروری ہے کہ اس کی وجہ سے اپنے مشرقی پڑوسی سے ایک تصوراتی تحفظ حاصل ہے۔

سرد جنگ کے زمانے میں امریکہ نے سوویت روس کے کمیونسٹ نظریے کو کافرانہ قرار دیتے ہوئے جنوب ایشیائی خطے اور مشرقِ وسطیٰ کے نوجوانوں میں کفر والحاد کے خلاف جہاد کا جذبہ ابھارنے کی خاطر خاصی منصوبہ بندی سے ڈالروں اور اسلحے کی ترسیل کی اور بالآخر سوویت روس افغانستان میں مجاہدین سے شکست کھا کر ٹوٹ پھوٹ گیا اور سرد جنگ میں امریکہ فاتح بن کر ابھر آیا لیکن دنیا کی اکلوتی سپر پاور کا سہرا اس کے سر پر پچ نہیں سکا اس سے اپنی ہی عظمت سنبھالی نہیں جا رہی۔ وہ دیواروں سے سر ٹکرانے لگا ہے اس کی ہوس میں مبالغے کی حد تک اضافہ ہو گیا ہے۔ وہ خود کو بالادست منوانے کی خاطر وسیع تباہی کے خطرناک ہتھیار بے دریغ استعمال کر رہا ہے۔ اسے انسانی بستیوں میں بہنے والے تازہ خون کی بو کی علت لگ گئی ہے۔ وہ فرینڈلی فائر میں شادی کی

Marfat.com

بارات یا جنازے کے جلوس کو خاک وخون میں تڑپا دیتا ہے اور یہ وہ کیفیت ہوتی ہے جب دنیا کی عظیم ترین سلطنت اپنی معمولی معمولی حماقتوں کے نتیجے میں دم توڑتی محسوس ہونے لگتی ہے۔ کیا کسی نے جنگل میں شیر کے مرنے کا منظر کسی زولوجیکل چینل پر دیکھا ہے۔ سب سے بہادر اور سب سے خطرناک اور خوفناک جانور کی موت بے حد اذیت ناک ہوتی ہے۔ اس کے تیز خنجروں جیسے ناخن جھڑ جاتے ہیں، نوکیلے دانت جڑوں سے ہل جاتے ہیں، نہ وہ کچھ کھا سکتا ہے نہ پی سکتا ہے حتیٰ کہ ہلنے سے بھی معذور ہو جاتا ہے اور پھر موت کا انتہائی اذیت ناک انتظار۔ اسی طرح کسی عظیم سلطنت کی بھی ایک عمر ہوتی ہے جس کے بعد اس پر کہولت طاری ہونا شروع ہو جاتی ہے۔ اس کے قدم لڑکھڑانے لگتے ہیں۔ اس کی زبان غوطہ کھا جاتی ہے حتیٰ کہ بات پلے پڑنا مشکل ہو جاتی ہے۔ اسامہ بن لادن کے حوالے سے اوباما ایڈمنسٹریشن کے متضاد بیانوں کا تعلق ہے ان سے بھی اس بات کی نشاندہی ہوتی ہے کہ انکل سام سٹھیا گئے ہیں۔ سرد جنگ کے اختتام پر ایک نظر ڈالیں تو ہم دیکھیں گے کہ سوویت روس کے مبینہ ملحدانہ نظام کے خلاف مسلمان نوجوانوں کے جس جذبہ جہاد کو امریکہ نے اپنے مقاصد کے تحت ابھارا تھا وہ سوویت یونین کے انہدام کے بعد اسلام کے جن دیگر دشمنوں کی طرف متوجہ ہوا امریکہ ان سب سے بڑا تھا۔ گویا لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا، والا معاملہ۔ دوسری طرف پاکستان کی صورت حال بھی ایک تنے ہوئے رسے پر چلنے والی ہے۔ ذرا توازن بگڑا اور دھڑام سے زیرو میٹر۔ امریکہ کا اس وقت جو سب سے بڑا مقصد ہے وہ اول تو افغانستان سے اپنی رہی سہی ساکھ بچا کر نکلنا اور اس کے بعد افغانستان میں ایسی حکومت کا قیام ہے جو مریکہ اور مغرب کے لئے خطرے کا باعث نہ ہو مگر غیر جانبدار مبصر یہ کہتے ہیں کہ اب عالم اسلام میں اٹھنے والی لہر کو روکنا امریکہ اور مغرب کے بس کی بات نہیں رہی۔ یہ لہر پھیلتی جا رہی ہے اور پھیلتی چلی جائے گی۔ افغانستان کے منظر پر نظر ڈالیں تو افغان پالیسی کے اصل معمار جنرل پیٹریاس کو فوجی کمان سے سبکدوش کر کے سی آئی اے کا چیف بنا دیا گیا ہے اور اس طرح افغان پالیسی میں تبدیلی کی راہ ہموار کی گئی ہے۔ پیٹریاس کی تھیوری تھی کہ جنگ کو لمبے سے لمبا کھینچنا

Marfat.com

چاہیے......مگر امریکہ کے پاس اب جیب میں اتنے دام نہیں ہیں کہ وہ مزید یہ غیر معمولی اخراجات برداشت کرتا چلا جائے۔

امریکہ کے لئے افغانستان سے نکلنے کی خاطر پاکستان سے زیادہ کسی اور سہارے کی ضرورت نہیں۔ پاکستان اگر چاہے تو وہ افغانستان میں اپنی فوجیں بھیج سکتا ہے جو امریکی پالیسی کی تنفیذ کر سکیں۔ پاکستان اپنے طور پر بھی افغانستان کو نظر انداز نہیں کر سکتا کیونکہ یہ اس کی داخلی سیکیورٹی کے لئے ضروری ہے کہ وہاں پاکستان دوست حکومت قائم ہو کیونکہ پاکستان کا مشرقی پڑوسی روزِ ازل سے ہی اس مملکتِ خداداد کو نقصان پہنچانے کی کوشش کرتا رہا ہے۔ دونوں پڑوسیوں میں تین جنگیں تک ہو چکی ہیں اور اب پاکستان کو شکوہ ہے کہ اس کے دریاؤں کا پانی روکا جا رہا ہے۔ ایسی صورت میں اس غنیم کی ہر دو طرفہ موجودگی سے درمیان میں پسنے والے پر کیا اثرات مرتب ہو سکتے ہیں اس کا اندازہ لگانا مشکل نہیں۔

ادھر افغان جنگ کے حوالے سے جیسا کہ پہلے بتایا جا چکا ہے کہ پاکستان کے ذریعے سپلائی روٹ امریکہ کے لئے ناگریز ہے اور اگر اس سپلائی روٹ کی رکاوٹ نہ ہوتی تو امریکہ یقیناً پاکستان کے خلاف کوئی سخت کارروائی کر سکتا تھا لیکن اس وقت معاملہ دوسرا ہے۔ اب امریکہ کو پاکستان کی مدد کی ہر قیمت پر ضرورت ہے جس کی مدد کے بغیر نہ وہ افغان جنگ کو جاری رکھ سکتا ہے اور نہ ہی اس جنگ سے بحفاظت نکل سکتا ہے۔ اسے پاکستان کی ہر صورت میں مدد اور حمایت درکار ہے۔ اس بناء پر وہ بہت کچھ برداشت کرتا رہے گا۔

(بشکریہ: سٹریٹ فار، ترجمہ: مظہر منہاس) (بشکریہ روزنامہ ایکسپریس)

Marfat.com

آپریشن برائے اسامہ بن لادن

نجم سیٹھی

گزشتہ سوموار کو امریکی اسپیشل فورسز کی طرف سے کیا جانے والا آپریشن، جس میں اسامہ بن لادن ہلاک ہوا، اپنے پیچھے بہت سے سوالات چھوڑ گیا ہے۔ کیا پاکستانی فوجی قیادت کو اس آپریشن کی بھنک تھی؟ اگر نہیں تو کیا قومی سلامتی کے ذمہ دار گھوڑے بیچ کر سو رہے تھے جب دو امریکی ہیلی کاپٹرز کم و بیش ایک گھنٹہ تک پاکستانی حدود میں رہے؟ کیا آئی ایس آئی جان بوجھ کر اسامہ کو چھپا رہی تھی؟ اگر نہیں تو کیا وہ اتنی ہی نااہل ہے کہ دنیا کا سب سے مطلوبہ شخص اس کی ناک کے نیچے رہائش پذیر تھا اور اس کو کانوں کان خبر نہ تھی؟ اس واقعہ کے پاک امریکہ تعلقات پر کیا اثرات مرتب ہوں گے؟

امریکہ نے پاکستان کو اعتماد میں نہیں لیا تھا کیونکہ اس کو خدشہ تھا کہ آئی ایس آئی کے کچھ عناصر اس آپریشن کو ناکام بنا دیں گے۔ یہ اسی عدم اعتماد کی غمازی کرتا ہے جو سی آئی اے اور آئی ایس آئی کے درمیان حالیہ برسوں میں کئی مواقع پر دیکھنے میں آیا ہے۔ اس کی لامحالہ کڑیاں پاک فوج کے حقانی نیٹ ورک اور شمالی وزیرستان کے دوسرے انتہا پسندوں کے خلاف کارروائی سے گریز اور ریمنڈ ڈیوس کے معاملے کو غیر ضروری طول دے کر ناخوشگوار حل سے ملتی ہیں۔ یہ شک بھی فطری امر تھا کہ بن لادن آئی ایس آئی کی مرضی اور تحفظ کے بغیر ایبٹ آباد میں نہیں رہ سکتا۔ یہ تھا وہ پس منظر جس میں امریکیوں نے اکیلے آپریشن کرنے کا فیصلہ کیا۔ 9/11 کے بعد جب سے پاکستان میں طالبان کے رہنماؤں کو مشترکہ آپریشن، جس میں سی آئی اے معلومات کی فراہمی میں مدد دیتی تھی اور پاکستان کی فورسز کارروائی عمل میں لاتی تھیں، میں پکڑا بھی گیا مگر یہ پہلی بار تھا کہ پاکستان کے شہری علاقے میں امریکہ نے اکیلے مہم جوئی کی ہو۔

Marfat.com

دو امریکی ہیلی کاپٹرز بگرام ائیر بیس افغانستان سے آدھی رات کو اڑے۔ ان میں نیوی کے کمانڈوز ''سیل''، آپریشن کے لیے موجود تھے اور ان ہیلی کاپٹرز میں ریڈار سے اوجھل رہنے والے آلات تھے۔ وہ وادیوں میں سے چکراتے، بل کھاتے، نیچی پرواز کرتے، مکانات کی چھتوں سے بچتے ہوئے اپنے ہدف ایبٹ آباد تک پہنچ گئے۔ ایک ہیلی کاپٹر اپنے ہدف پر منڈلاتا رہا جبکہ دوسرے نے قریبی احاطے، جو کسی قسم کی پناہ گاہ معلوم ہوتا تھا، کا جائزہ لیا۔ پھر دوسٹن بم عمارت پر پھینکے گئے جو عمارت کو تباہ کیے بغیر مکینوں کو بے ہوش کر دیتے ہیں۔ رسی کی سیڑھیوں سے سیل کمانڈوز جدید ترین اسلحے سے لیس نیچے اترے۔ یہ اس آپریشن کا سب سے حساس مرحلہ تھا۔ ایک ہیلی کاپٹر کو زمین سے نشانہ بنایا گیا اور وہ گر گیا۔ تب سیل احاطے میں داخل ہوئے اور تین آدمیوں اور ایک عورت کو ہلاک کیا، پھر اوپر والی منزل میں اسامہ کو نشانہ بنایا، اہم مواد اکٹھا کیا، تین عورتوں کو قیدی بنایا اور اسامہ اور اس کے بیٹے کی لاشوں کے ساتھ رفو چکر ہو گئے۔ پھر وہ ہیلی کاپٹر کچھ دور جا کر رکا اور میزائل سے اس ہیلی کاپٹر کو تباہ کر دیا جو زمین پر گر گیا تھا۔ پھر وہ بگرام ائیر بیس کی طرف روانہ ہو گئے۔ اس تمام کارروائی کے دوران، امریکی ہائی کمان وائٹ ہاؤس واشنگٹن کے آپریشن روم میں بیٹھے یہ تمام کارروائی براہ راست دیکھ اور سن رہی تھی۔ "Geronimo EKIA" (دشمن کارروائی میں مارا گیا) وائٹ ہاؤس سے پر جوش صدا بلند ہوئی۔ یقیناً وہاں بے پناہ سکون اور خوشی کے لمحات تھے۔

میڈیا پر ایبٹ آباد میں 1:20 پر ہیلی کاپٹر کے گرنے کی خبر نشر ہونے کے بعد ایک فون کال کے ذریعے ڈی جی آئی ایس آئی کو جگایا گیا اور ہیلی کاپٹرز کے گرنے کی اطلاع دی گئی۔ اس نے اپنے لوگوں سے پوچھا کہ کیا یہ ہمارا ہے؟ کچھ تحقیق کے بعد جواب دیا گیا کہ یہ پاکستانی ہیلی کاپٹر نہیں ہے۔ اس نے اپنے آدمیوں کو دوڑایا کہ وہ جائے وقوعہ پر پہنچیں۔ ساتھ ہی اس نے کیانی صاحب کو فون کیا اور صورت حال سے آگاہ کیا۔ آرمی چیف نے ایبٹ آباد میں اعلیٰ فوجی حکام کو اس مقام پر فی الفور پہنچنے کا حکم دیا۔ آرمی چیف نے ائیر چیف کو بھی فون کیا۔ ائیر چیف نے بتایا کہ

Marfat.com

ریڈار نے کسی ''مداخلت کار'' کو چیک نہیں کیا ہے۔ فوراً دو ایف سولہ طیارے فضا میں بلند کیے گئے۔ جب آئی ایس آئی ٹیم موقع پر پہنچی تو انہوں نے ایک جلتے ہوئے ہیلی کاپٹر کا ملبہ اور اس پر نشانات دیکھ کر رپورٹ پیش کی۔ انہوں نے ایک زخمی عورت کو بھی دیکھا جو عربی اور انگریزی بول سکتی تھی۔ اس کے علاوہ دو اور عورتیں بھی تھیں جو محفوظ تھیں۔ وہاں سے چھ سے آٹھ سال کے 16 بچے بھی تھے۔ عورت نے کہا کہ وہ اسامہ کی بیوی ہے۔ اس کے ساتھ دو اور عورتیں بھی تھیں۔ انہوں نے تصدیق کی کہ اسامہ اور اس کی فیملی یہاں تقریباً چھ سال سے رہ رہی تھی۔ اس نے بتایا کہ امریکیوں نے حملہ کیا، اسامہ کو ہلاک کر کے اس کی لاش کو ساتھ لے گئے۔ کچھ دیر بعد فوجی جوان بھی پہنچ گئے اور احاطے کو سیل کر دیا اور لاشوں اور زندہ افراد کو لے کر تیزی سے چلے گئے۔

صبح تین بجے ایڈمرل مولن نے جنرل کیانی کو اور سی آئی اے کے چیف لیون پینٹا نے ڈی جی آئی ایس آئی جنرل پاشا کو فون کالز کیں اور اس آپریشن کی نوعیت اور اس کو پاکستان سے خفیہ رکھنے کی وجہ سے آگاہی دی۔ صدر اوبامہ نے صبح سات بجے زرداری صاحب کو فون کیا اور سارے حالات سے آگاہ کیا۔ انہوں نے پاکستان کا شکریہ ادا کیا کہ سی آئی اے کو اس احاطے کے بارے میں ابتدائی معلومات دیں۔ یہ معلومات کیا تھیں؟

2009ء میں کسی وقت آئی ایس آئی نے عربی میں ہونے والی گفتگو جو سم کارڈ کے ذریعے نوشہرہ سے سعودی عرب کی جا رہی تھی، کو ٹیپ کیا۔ یہ گفتگو مختصر اور کچھ مالی معاملات کے بارے میں تھی۔ اس کا ترجمہ سی آئی اے کو پیش کر دیا گیا۔ تین ماہ بعد، 2010ء میں، یہی سم دوبارہ ایکٹو ہوئی، ایک مرتبہ پھر عربی میں سعودی عرب گفتگو ہو رہی تھی اور اس مرتبہ شہر تھا پشاور۔ دوبارہ اس کا ترجمہ سی آئی اے کے حوالے کر دیا گیا۔ اسی سال یہ سم چار مرتبہ مختلف مقامات سے استعمال کی گئی: ایک مرتبہ فاٹا سے اور ایک مرتبہ ایبٹ آباد کے اسی احاطے سے۔ یہ تمام ریکارڈ سی آئی اے کے حوالے کر دیا گیا۔ آئی ایس آئی کی توجہ پشتو اور پنجابی بولنے والے طالبان پر مرکوز تھی جبکہ سی آئی اے عربی میں ہونے والی مشکوک گفتگو پر نگاہ رکھے ہوئے تھی کہ ان افراد کا تعلق القاعدہ سے

Marfat.com

ہوسکتا ہے۔

اسی دوران، سی آئی نے اسی گفتگو کے مندرجات کا تجزیہ کیا اور تمام شواہد اکٹھے کیے یہاں تک کہ آخری سراغ اس ایبٹ آباد کے احاطے تک جا پہنچا۔ سی آئی اے نے فروری میں اس پر نگاہ جمالی اور مصنوعی سیارے کے ذریعے اس کی نگرانی کی۔ اسے یقین ہوگیا کہ یہاں کوئی انتہائی مطلوب شخص موجود ہے، اور شواہد بتاتے تھے کہ اسامہ کی موجودگی خارج از امکان نہیں ہے۔ ان کے لیے یہ بات ناقابلِ یقین تھی کیونکہ اس کے نزدیک ایک فوجی اکیڈمی تھی اور یہ ایک حساس علاقہ تھا۔ طے یہ پایا کہ اس جگہ پر خفیہ آپریشن کیا جائے اور آئی ایس آئی کو اس سے بے خبر رکھا جائے کیونکہ اب اس پر اعتماد نہیں کیا جا سکتا تھا۔ سی آئی اے کو یقین نہیں آ رہا تھا کہ آئی ایس آئی نے اسامہ کو یہاں چھپایا ہے کیونکہ یہ آئی ایس آئی تھی جس نے سی آئی اے کو اس احاطے کے بارے میں اطلاع دی تھی۔

اس ساری صورت حال سے امریکی سینئر افسران کی طرف سے آنے والے دو بیانات کی وضاحت ضروری ہے۔ صدر اوبامہ نے کہا کہ اس آپریشن میں پاکستانی انٹیلی جنس ایجنسی کا تعاون شامل ہے جس نے سی آئی اے کی اس احاطے تک راہنمائی کی جس میں اسامہ رہ رہا تھا۔ سی آئی اے چیف نے کہا کہ وہ مشترکہ آپریشن نہیں کر سکتے تھے۔

(بشکریہ روزنامہ جنگ)

Marfat.com

اسامہ بن لادن...... مجاہد یا دہشت گرد

قاضی حسین احمد

جہاد افغانستان کے آخری مراحل میں اسامہ بن لادن اپنے مال و دولت سمیت پاکستان میں وارد ہوئے۔ یہ وہ وقت تھا جب امریکہ اور عرب ممالک کھل کر پاکستان کے ذریعے افغان مجاہدین کا ساتھ دے رہے تھے۔ اس سے پچھلے مراحل میں خود امریکہ بھی محتاط تھا کیونکہ انہوں نے افغانستان کو سوویت یونین کے دائرہ اثر میں دینا قبول کر لیا تھا اور وہ افغانستان میں سوویت یونین کی بالادستی کو چیلنج کرنے کے لیے تیار نہیں تھا۔ ظاہر شاہ کے زمانے میں حالت یہ تھی کہ افغانستان کے ایک بااثر وزیر عبدالستار سیرت کے کہنے کے مطابق شمالی افغانستان میں ایک معمولی پولیس افسر بھی ظاہر شاہ کے دورِ حکومت میں سوویت یونین سے منظوری حاصل کیے بغیر تعینات نہیں کیا جاتا تھا تاکہ سوویت یونین کے کمیونسٹ حکمران ناراض نہ ہو جائیں۔ کابل یونیورسٹی اور کابل کی پولی ٹیکنیک انجینئرنگ یونیورسٹی کمیونسٹ طلبہ اور اساتذہ کا گڑھ تھیں۔ یہاں تک کہ کابل یونیورسٹی کی شریعت فیکلٹی میں بھی بعض بااثر کمیونسٹ اساتذہ تعینات تھے۔

اس زمانے میں کابل میں کمیونسٹ طلبہ اور اسلامی تحریک سے وابستہ طلبہ کی کشمکش شروع ہوئی۔ یہ 1968ء کی بات ہے کہ مسلمان طلبہ کی قیادت ایک ایسے نوجوان کے ہاتھ میں آئی جو مافوق العادہ عبقری صلاحیتوں کا مالک تھا۔ عبدالرحیم نیازی نامی اس طالب علم نے مسلمان نوجوانوں میں ایک نئی روح پھونک دی۔ ان کے ساتھ کابل یونیورسٹی کے اساتذہ میں استاذ غلام محمد نیازی، پروفیسر برہان الدین ربانی اور طلبہ میں استاذ عبدالرب، عبدالرسول سیاف اور انجینئر گلبدین حکمت یار پیش پیش تھے۔ عبدالرحیم نیازی کو ایک پُراسرار طریقے سے زہر دے کر قتل کیا گیا۔ یہ مشہور کر دیا گیا کہ انہیں کینسر ہے اور علاج کے لیے انہیں دہلی لے جایا گیا۔ دہلی سے ان کی

Marfat.com

میت جب کابل ایئرپورٹ پر پہنچی تو پورا کابل شہر تجہیز و تکفین اور جنازے میں شرکت کے لیے اُمڈ آیا تھا۔ ان کی نماز جنازہ سے ایک ہمہ گیر تحریک شروع ہوئی جس کی قیادت حکمت یار، حبیب الرحمٰن شہید، سیف الدین شہید، استاذ برہان الدین ربانی استاذ سیاف اور مولوی محمد یونس خالص کر رہے تھے۔

ان نوجوانوں اور ان کے اساتذہ کی زیر نگرانی یہ تحریک بالآخر جہادِ افغانستان میں تبدیل ہوئی۔ حبیب الرحمٰن شہید میرے پاس پشاور تشریف لائے اور کہنے لگے کہ سوویت یونین اور ان کے زیر اثر کمیونسٹ گروہ افغانستان اور پاکستان دونوں کو لسانی بنیادوں پر تقسیم کر کے کمزور کرنا چاہتے ہیں۔ ہم آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کر کے دونوں ممالک کو اسلام کے رشتے میں جوڑ کر یک جان اور دو قالب بنا سکتے ہیں۔ اس کے لیے ہمیں ایک دوسرے کے ساتھ مربوط کوششیں کرنی چاہئیں۔ میں انہیں لے کر مولانا مودودی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ انہوں نے نوجوان کی حوصلہ افزائی کی لیکن انجینئر حبیب الرحمٰن شہید جو صرف 24 سالہ نوجوان تھا، واپسی پر داؤد کے زیر عتاب آ گیا۔ اس پر فوجی افسران کے ساتھ مل کر سازش کا الزام لگایا گیا اور اُسے پھانسی کی سزا ہوئی۔

ان کے بعد اسلامی تحریک دوسرے نوجوانوں اور پروفیسروں کی قیادت میں آئی۔ ان کے ساتھ روابط کی تجدید کے لیے میں نے افغانستان کا دورہ کیا۔ 1973ء سے لے کر 1977ء تک میں نے مختلف طریقوں سے افغانستان کے پانچ دورے کیے، اور ان مسلسل رابطوں کی وجہ تھی کہ افغانستان سے برہان الدین ربانی، انجینئر حکمت یار، مولوی محمد یونس خالص اور ان کے ساتھیوں نے پاکستان کی طرف ہجرت کی۔ ظاہر شاہ کے بعد محمد داؤد اور ان کے بعد نور محمد ترکئی اور پھر حفیظ اللہ امین اور ڈاکٹر نجیب کے دورِ حکومت کے پورے عرصے میں افغانستان کی اسلامی تحریک کے ساتھ ہمارا بھرپور تعاون جاری تھا۔ نور محمد ترکئی کی حکومت تک امریکہ کھل کر جہاد کی پشت پناہی کرنے کے لیے تیار نہیں تھا اور ترکئی کی حکومت کو خود امریکہ نے تسلیم کر لیا تھا اور حکومت پاکستان نے بھی امریکہ کے کہنے پر اسے تسلیم کر لیا تھا حالانکہ ہم نے جنرل ضیاء الحق کو کہا تھا کہ یہ حکومت

Marfat.com

کمزور ہے اور اسے تسلیم نہیں کرنا چاہئے۔ حفیظ اللہ امین کی حکومت کو امریکہ اور پاکستان نے تسلیم نہیں کیا اور ان کے زیر اثر عرب ممالک نے پاکستان کی حکومت کو کنڈوٹ (Conduit) بنا کر افغان مجاہدین کی مدد شروع کی۔ اس دوران میں بڑی تعداد میں عرب مجاہدین اور عرب شیوخ مذہبی لباس میں اور مخیّر تاجروں کے لباس میں پاکستان آئے جن میں سے ایک اسامہ بن لادن تھے۔ لیکن دوسرے عرب شیوخ کی طرح ان کی آمد ورفت صرف بڑے ہوٹلوں اور حویلیوں تک محدود نہیں تھی۔ انہوں نے کسی بڑے ہوٹل یا بڑی حویلی میں قیام کی بجائے مجاہدین کے ساتھ پہاڑوں اور سرنگوں میں رہنا قبول کیا اور شہزادوں کی طرز زندگی چھوڑ کر فقر کی زندگی اختیار کی۔

سوویت یونین کے خاتمے کے بعد اور روسی افواج کے افغانستان سے نکلنے کے بعد اسامہ بن لادن نے واپس سعودی عرب جا کر عیش اور آرام کی زندگی دوبارہ اختیار کرنے کی بجائے اپنے لیے دوسرے عالمی استعمار کے خلاف جدوجہد کرنے کا راستہ اختیار کیا جو اپنے آپ کو سوویت یونین کے خاتمے کے بعد دنیا کا اکیلا قطب الاقطاب سمجھ بیٹھا تھا اور دنیا کے لوگ بھی سمجھ بیٹھے تھے کہ سوویت یونین کے ٹوٹنے کے بعد اب یہ یک محوری دنیا (Unipolar World) بن گئی ہے۔ اُسامہ بن لادن نے اس مفروضے (Myth) کو توڑنے کا تہیہ کیا۔ اس کا یقین تھا کہ جس بے سروسامانی کی حالت میں افغانوں نے جہاد شروع کیا اس کے بعد اسباب فراہم ہوتے گئے اور بالآخر وہ دن آ گیا جب لوگوں کی نظروں میں ناممکن کام ممکن بن گیا اور سوویت یونین کی مسلسل پیش قدمی نہ صرف رُک گئی بلکہ وہ اپنی سرحدوں کے اندر ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو گیا۔ اس طرح یہ عین ممکن ہے کہ روحانی طاقت کے مقابلے میں مادی طاقت چاہے کتنی بڑی کیوں نہ بالآخر شکست کھا جائے۔ بقول اقبال!

دنیا کو ہے پھر معرکۂ روح و بدن پیش
تہذیب نے پھر اپنے درندوں کو اُبھارا
اللہ کو پامردیٔ مومن پہ بھروسہ
ابلیس کو یورپ کی مشینوں کا سہارا

Marfat.com

اسامہ بن لادن نے جو حکمت عملی اختیار کی اس سے ہمیں اتفاق نہیں ہے۔ خاص طور پر 9 ستمبر 2001ء جسے عرف عام میں 9/11 کہتے ہیں، کی ذمہ داری خود قبول کرنا اسلام اور مسلمانوں کے خلاف امریکہ اور مغربی دنیا کو جنگ چھیڑنے اور افغانستان اور پاکستان کو ایک بڑے خطرے سے دوچار کرنے کا بہانہ بنا۔ 9/11 سے قبل مغربی دنیا میں اسلام کی دعوت تیزی سے پھیل رہی تھی۔ اسلام کے خلاف شیطانی قوتوں کا پروپیگنڈا بے اثر ہو رہا تھا۔ ساری دنیا کے انصاف پسند دانشور اسلام کو عالم انسانیت کے ایک روشن مستقبل کی نوید سمجھ رہے تھے۔ کمیونزم کی پسپائی کے بعد دنیا کے لوگ اسلام کو عدل و انصاف کے منبع کے طور پر امید کی نظروں سے دیکھ رہے تھے لیکن بم دھماکوں، معصوم اور بے گناہ لوگوں کے قتل کی وجہ سے دشمنوں کو موقع مل گیا کہ اسلام کو دہشت گردی کے ساتھ جوڑ دیں۔ نعوذ باللہ قرآن کریم کو دہشت گردی کی تعلیم کی کتاب ٹھہرا دیں اور غلیظ پروپیگنڈے کے پیچھے امریکہ اور مغربی دنیا کا مکروہ چہرہ چھپا دیں جو پوری دنیا میں فساد پھیلا رہا ہے۔ بقول اقبالؒ ؎

فریاد زافرنگ و دلآویزئ افرنگ
فریاد ز شیرینی و پذیرائی افرنگ
عالم ہمہ ویرانہ ز چنگیزئ افرنگ
معمار حرم باز بہ تعمیر جہاں خیز
از خواب گراں خیز

فرنگیوں اور ان کی دلآویزی سے فریاد ہے۔ فرنگیوں کی شیرینی اور پرویزی سے فریاد ہے۔ سارا عالم فرنگیوں کی چنگیزی سے ویرانہ بنا ہوا ہے۔ اے حرم کے معمار! جہان کی تعمیر نو کے لیے پھر سے کھڑے ہو جاؤ۔ گہری نیند سے بیدار ہو جاؤ۔

اُمت مسلمہ اس گہری نیند سے بیدار ہو رہی ہے۔ امت مسلمہ اسی عالم گیر دعوت کو لے کر اُٹھ رہی ہے جو ساری انسانیت کے لیے نجات کا ذریعہ ہے۔

(بشکریہ روزنامہ جنگ)

Marfat.com

اسامہ بن لادن کا قتل

نصرت مرزا

پاکستان انٹیلی جنس کی مدد سے القاعدہ کے رہنما اسامہ بن لادن کو 2 مئی 2011ء کی صبح ڈیڑھ بجے کے قریب ہلاک کر دیا گیا۔ 3 امریکی ہیلی کاپٹر آئے جس میں ایک ہیلی کاپٹر کو راکٹ مار کر گرا دیا گیا جس میں 3 غیر ملکیوں کی لاشیں دیکھی گئی ہیں جبکہ اسامہ بن لادن کو گولی مار کر ہلاک کیا گیا، ساتھ میں ایک عورت کو بھی مارا گیا جوان کو بچانے کے لئے اسامہ بن لادن کے سامنے آ کھڑی ہوئی تھی۔ کہانی کو پورا ڈرامائی رنگ دیا گیا ہے۔ اگرچہ حقیقت یہ ہے کہ جب ہیلی کاپٹر گرا لیا گیا تو دوسرے ہیلی کاپٹر سے فائرنگ کی جانا چاہیے تھی، جو ہوئی، مگر بنائی گئی اسٹوری سر میں گولی مارنے کی ہے جو امریکیوں نے اپنی نفرت اور اپنی کامیابی کے اظہار کے لئے ان کے سر پر ان کے مرنے کے بعد ماری ہوگی۔ ان کے مارے جانے کے بعد یہ بات کہ آئی ایس آئی کے چیف کیوں امریکہ گئے تھے اور کیوں آرمی چیف کو جنرل پیٹریاس اپنے ہیلی کاپٹر میں بٹھا کر لے گئے تھے، صاف ہوئی، یہ اس بات کو ظاہر کرتا ہے کہ وہ اس آپریشن کے جزئیات کو طے کر رہے ہوں گے پھر لیون پینٹا کا وزیر دفاع بنایا جانا اور جنرل ڈیوڈ پیٹریاس کو سی آئی اے کا ڈائریکٹر بنایا جانا ان کو انعام سے نوازنے کے مترادف ہے۔ ان کی موت انڈونیشی شہری عمر پاتک کے پکڑے جانے کے ایک ماہ سے زیادہ عرصے کے بعد ہوئی۔ امریکی عمر پاتک جو مالی کے دھماکے کے ماسٹر مائینڈ تھے، کی حوالگی چاہتے تھے مگر پاکستانیوں نے اس کو امریکہ کے حوالے نہیں کیا۔ جس پر پاکستان اور امریکہ میں کشیدگی میں اضافہ ہوا تھا تاہم آج 2 مئی کو امریکی صدر باراک اوباما نے اسامہ بن لادن کے مارے جانے کی خوشخبری امریکی عوام کو دی۔ انہوں نے کہا کہ اس آپریشن میں ان کی فوج کا کوئی نقصان نہیں ہوا جبکہ ایک امریکی ہیلی کاپٹر گرا اور تین افراد مارے گئے جو بہر حال غیر ملکی تھے۔ اب

Marfat.com

وہ امریکی تھے یا کسی اور ملک کے تھے۔ امریکی صدر کا یہ بھی کہنا تھا کہ اسامہ بن لادن کو قتل کرنے کا آپریشن صرف امریکی تھا۔ پاکستان نے بالآخر امریکیوں سے انٹیلی جنس شیئرنگ ضرور کی۔

اس آپریشن کی تیاری 15 دن تک محیط تھی۔ اسامہ بن لادن کا مارا جانا امریکی عوام کے لئے سب سے بڑی خوشی کی خبر ہے جو امریکی صدر باراک اوبامہ کی 2012ء کے انتخابات میں کامیابی کی نوید ہے اور اوباما یہ کہہ سکتے ہیں کہ وہ ایسے رہنما ہیں جس نے امریکہ کے دشمن کو اپنی حکمت عملی سے مار دیا اور وہ امریکہ کی رہنمائی کے لئے انتہائی کامیاب ترین صدر بن سکتے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ ان کا افغانستان میں موجودگی کا جواز بھی ختم ہو گیا۔ وہ 9/11 کے بعد اس لئے افغانستان پر حملہ آور ہوئے تھے کہ غیور افغانیوں نے اسامہ بن لادن کو امریکہ کے حوالے کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ اب اسامہ بن لادن کے مارے جانے کے بعد امریکہ کی افغانستان سے باعزت نکلنے کی پالیسی پر عملدرآمد کرنے میں کوئی رکاوٹ نہیں رہ گئی ہے۔ ان کا خیال تھا کہ پاکستان کی مدد کے بغیر وہ افغانستان سے باعزت طور پر نہیں نکل سکتے تو پاکستان نے اس کا بندوبست کر دیا۔ اب ان کو تیزی سے افغانستان سے نکل جانا چاہیے جو خود امریکہ کے بہترین مفاد میں ہے۔ پاکستان نے امریکہ کو دو تحفے دیئے ایک تو باراک اوباما کہ کی کامیابی کی نوید اور دوسرا امریکہ کی گرتی ہوئی معیشت کو سہارا دینے کے لئے اور افغانستان سے باعزت نکلنے کا موقع فراہم کر دیا، تاہم پاکستان دو طاقتوں کی فائرنگ کی ذد میں ضرور آ گیا۔ ایک القاعدہ اور دوسرا خود امریکہ جس کا کام نکل گیا اور امریکہ ہمیشہ کی طرح بے وفائی کا پتلا ثابت ہو گا۔ اس آپریشن کا اہتمام پاکستان کے فوج کے جنرل حضرات اور آئی ایس آئی کے سربراہ نے کیا۔ احتیاطی تدابیر اختیار کی ہیں اور امریکہ سے کیا معاہدہ کیا ہے اس سے پاکستانی عوام کو ضرور آگاہ کیا جائے جس کے ہم شدت سے منتظر رہیں گے، القاعدہ اسامہ کے مرنے سے کمزور ضرور ہو گی مگر مرتے مرتے وہ ایک ہلہ ضرور کریں گے، وہ کس کے خلاف ہو گا کون اس کی ذد میں آئے گا، کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ بظاہر پاکستان آسان ہدف ہے مگر پھر پہلے کون سے وہ ہمیں بخش رہے ہیں۔ ہم پر چاروں طرف سے

Marfat.com

یلغار کی ہوئی ہے۔ مسلمانوں کو کیڑے مکوڑوں کی طرح مار رہے ہیں۔

سوال یہ ہے کہ پاکستان کے فوجی حکام نے اس آپریشن کے لئے امریکہ سے کیا سودا کیا ہے۔ کیا امریکہ ہماری ایٹمی حیثیت تسلیم کرے گا۔ کیا وہ ہماری مسلح افواج کے لئے ضرورت کا سامان فراہم کر دے گا۔ کیا وہ بھارت کو خطے کی بڑی طاقت بنانے کا خیال چھوڑ دے گا۔ پاکستان کی معیشت کو کس طرح سہارا دے گا یا پھر وہ بنجارے کی طرح اپنی گٹھڑی اٹھا کر چل پڑے گا، پاکستان کی طرف پلٹ کر نہیں دیکھے گا۔ سوال یہ ہے کہ پاکستان نے یہ آپریشن امریکی مدد اور صرف امریکی دھمکیوں سے مرعوب ہو کر کیا یا کوئی بڑی سمجھوتہ بازی کی۔ امریکیوں کو تو انصاف مل گیا، 9/11 کے حملے میں مارے جانے والوں کے حوالے سے۔ امریکیوں کی دھاک ایک دفعہ پھر دنیا پر بٹھا دی گئی پھر ایک دفعہ امریکہ ناقابل تسخیر بن کر سامنے آیا اور کیا پاکستان پھر ہرجائی امریکہ کی نظروں میں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے غیر اہم ہو گیا۔ فی الحال یہی بات سمجھ نہیں آئی ہے۔ جب تک پاکستان کو وہ کچھ نہیں مل جاتا جو پاکستان مانگتا رہا ہے۔ ایسی صورت میں یہ دیکھا جائے کہ کیا نقصان ہوا ہے یا کیا فائدہ؟ لہٰذا اسے دیکھنا اور اس پر تبصرہ بہت سوچ سمجھ کر کرنا چاہیے۔

(بشکریہ روزنامہ جنگ)

Marfat.com

امریکی معیشت کی تباہی اور اسامہ

ایرک مارکولس

ایبٹ آباد میں امریکہ کی سپیشل فورسز کے ہاتھوں اسامہ کی ہلاکت باراک اوباما کی 2012ء کے صدارتی انتخاب میں کامیابی کے امکان کو یقینی بنا سکتی ہے۔ ریپبلکن ہاکس (جنگ پسندوں) کو اپنے یہ دعوے منوانے میں بہت مشکل پیش آئے گی کہ اوباما دہشت گردی کے ضمن میں نرم دل واقع ہوئے ہیں۔

بن لادن کی ہلاکت کے متعلق تفصیلات ابھی تک صیغہ راز میں ہیں۔ ایسا لگتا ہے کہ سی آئی اے اور سپیشل فورسز کے مشترکہ آپریشن کا مشن پاکستان میں امریکہ کے زیر کنٹرول ائیر بیس سے شروع ہوا تھا اور پاکستانی حکومت کو اس کی پیشگی اطلاع نہیں دی گئی تھی۔ امریکی ذرائع کا کہنا ہے کہ اسامہ کو سر میں دو گولیاں ماری گئیں۔ آپریشن میں اس کا ایک بیٹا بھی مارا گیا۔

بن لادن کی نعش کی تصویریں لی گئیں اور پھر بظاہر ایک امریکی طیارے سے نعش سمندر میں گرا دی گئی۔ واشنگٹن کے حکام کہتے ہیں کہ ایسا تجہیز و تکفین کی اسلامی روایات کو مدنظر رکھتے ہوئے کیا گیا ہے اور یہ ایسا ہی ہے، جیسے دفن کر دیا گیا ہو۔ لیکن یہ دعویٰ لغو اور خلافِ عقل نظر آتا ہے۔ اصل وجہ زیادہ قرینِ قیاس ہے کہ بن لادن کو قبر میں اس لئے دفن نہیں کیا گیا کہ اسے مزار نہ بنا لیا جائے اور بعض قنوطی یہ کہیں گے کہ یہ سب کچھ ثبوت ختم کرنے کے لئے کیا ہے۔ یہ دعوے بھی کئے جاتے رہیں گے کہ بن لادن کا کوئی ہم شکل مارا گیا ہے، جبکہ اصلی بن لادن کا آسیب ابھی تک پاکستانیوں کے درمیان موجود ہے۔

امریکی شہری خوشیاں منا رہے ہیں کہ وہ شخص جس نے نائن الیون جیسے بڑے جرم کا ارتکاب کیا تھا، دس سال کی تگ و دو کے بعد ہلاک کر دیا گیا ہے۔ سوچ کی اونچی اڑان والے اب ڈان

Marfat.com

کو ئیکر وٹ جیسے انہوں نے ڈرامے کے متعلق سوچنا چھوڑ دیں گے کہ امریکہ جیسی سلطنت کا تختہ الٹانے کے لیے کوئی اکیلا شخص نکل پڑتا ہے۔ اسلامی دنیا کے اکثر عوام بن لادن کو ہیرو اور مغربی تسلط سے آزادی دلانے والا سمجھتے ہیں۔ نائن الیون اور اس سے القاعدہ کے تعلق کی ساری کہانی ابھی تک دھندلی اور غیر واضح ہے۔ ایک تہائی امریکی شہری نائن الیون کے متعلق اپنی حکومت کے موقف کو تسلیم نہیں کرتے اور سمجھتے ہیں کہ اس واقعہ میں کسی نہ کسی طرح امریکی حکومت یا اسرائیل ملوث تھے، اس کے متعلق ان کے پاس ثبوت تو نہیں ہیں، مگر چبھتے ہوئے سوالات بہت ہیں۔ دنیا کے متعدد ممالک بھی نائن الیون کے متعلق امریکہ کے سرکاری موقف پر یقین نہیں کرتے۔ مسلمان ملکوں میں ایسے لوگوں کی تعداد 80 فیصد سے زائد ہے۔

اب بن لادن کی موت کے بعد ہم شاید حقیقت کو کبھی نہ جان سکیں، کیونکہ مردے کبھی بولا نہیں کرتے۔ بن لادن ہمیشہ کہتا رہا ہے کہ نائن الیون میں اس کا کوئی کردار نہیں تھا۔ مگر پھر بھی واقعہ کے بعد اس نے کہا تھا کہ جو کچھ ہوا، ٹھیک ہوا ہے۔ القاعدہ سے تعلق رکھنے کے شک میں پکڑے جانے والے افراد کو سی آئی اے نے سخت اذیتیں دے کر انہیں القاعدہ سے تعلق کا اقرار کرنے پر مجبور کر دیا اور ان کے اقرارِ جرم پر اعتماد نہیں کیا جا سکتا اور امریکی عدالتوں میں ثبوت کے بعد ان پر یقین نہیں کیا جائے گا۔

اب ایک بڑا سوال پیدا ہوتا ہے کہ واشنگٹن کے پاس اب کیا جواز باقی رہ گیا ہے کہ وہ افغانستان میں مغربی ملکوں کی ڈیڑھ لاکھ فوج رکھے۔ یاد رہے کہ اس دور دراز ملک میں فوج بھیجنے کا بنیادی مقصد بن لادن کو تلاش کرنا تھا۔ اب پاکستان میں القاعدہ کے مٹھی بھر ارکان باقی رہ گئے ہیں۔ سی آئی اے کے سربراہ لیون پینٹا نے کہا ہے کہ افغانستان میں بھی القاعدہ کے پچاس سے بھی کم جنگجو باقی رہ گئے ہیں۔

شمالی امریکہ کا میڈیا اور برطانوی انتظامیہ اس ڈراونے واہمے کو بڑھا چڑھا کر پیش کر رہے ہیں اور امریکیوں میں خوف و ہراس پیدا کر رہے ہیں اور کم شعور رکھنے والی مائیں سمجھنے لگی ہیں کہ

Marfat.com

مشرق وسطیٰ سے اسامہ آکران کے بچوں کو اٹھا کر لے جائے گا۔

القاعدہ کے مصنوعی بھوت کی آڑ میں امریکہ کو ایک اچھا عذرمل گیا کہ وہ افغانستان پر حملہ کر کے وسطی ایشیا کے تیل کے وسیع ذخائر کے نواح میں ایک سٹریٹجک مقام پر قبضہ کر لے۔ خطے سے چین کا اثر ورسوخ ختم کرے اور اپنا اسلحہ فروخت کرے۔ تیل کی دولت سے مالا مال عراق پر حملے کے جواز میں بھی وائٹ ہاؤس نے جھوٹے دعوے کیے تھے کہ نائن الیون کے واقعہ کے متعلق صدام حسین اور بن لادن نے ساز باز کی ہے۔

شمالی افریقہ، عرب ممالک اور جنوبی ایشیا میں القاعدہ کے ''ساتھی'' مقامی عسکریت پسندوں کے وہ چھوٹے چھوٹے گروہ ہیں، جو القاعدہ کے نام سے فائدہ اٹھا کر اپنے آپ کو القاعدہ کا ساتھی کہنے لگے ہیں، جبکہ ان میں نہ کوئی نظم وضبط ہے اور نہ ہی پاکستان میں القاعدہ کی باقیات کے ساتھ پیغام رسانی کے کوئی رابطے ہیں۔

ہوسکتا ہے کہ اسامہ کو واقعی ہلاک کر دیا گیا ہو۔ اس نے ایک عرصے پہلے خود پیشگوئی کی تھی کہ وہ امریکی فورسز کے خلاف لڑتا ہوا شہید ہوگا۔ بن لادن گزشتہ آٹھ دس سال عملاً کم وبیش وہ سب کچھ چھوڑ چکا تھا، جس کی وجہ سے اسے امریکیوں نے بدنام کیا تھا اور وہ اپنا وقت اور اپنی توانائیاں صرف زندہ رہنے کے لیے صرف کر رہا تھا جبکہ امریکہ نے اس کی سر کی قیمت 25 ملین ڈالر مقرر کر رکھی تھی۔ وہ تقریباً بے ضرر بن چکا تھا۔ اسامہ ختم ہو چکا ہے، مگر اسامہ ازم زندہ ہے۔

اسامہ کا بنیادی ہدف یہ تھا کہ مسلمان ملکوں میں مغرب کا غلبہ ختم کیا جائے تاکہ مغربی ممالک مسلمان ملکوں کے قدرتی وسائل سے ناجائز فائدہ نہ اٹھا سکیں۔ وہ ڈکٹیٹر، جرنیل اور حکمران جو مغرب کے ایجنٹ بن کر مسلمان ملکوں پر حکمرانی کر رہے ہیں ان کا تختہ الٹ دینا چاہیے۔

مسلمان ملکوں نے اسامہ کی خونریزی کی ذہنیت مسترد کر دی اور خون خرابے کے بعد اسلامی خلافت کے احیاء پر تیار نہ ہوئے، اس کے باوجود بہت سے لوگوں، خصوصاً نوجوانوں نے اس کی دعوت پر لبیک کہا اور خطے کو ان ظالم آمروں سے نجات دلانے کے لیے انقلاب برپا کر دیئے جو

Marfat.com

مغرب کے حاکموں کے پاؤں چاٹتے ہیں، جنہوں نے اپنے ملکوں میں کرپشن پھیلائی ہوئی ہے اور فلسطین کے ساتھ غداری کررہے ہیں۔ یہ بات مصر کے حسنی مبارک پر صادق آتی ہے۔ اسامہ کو قدرت نے اتنی زندگی عطا کی کہ اس نے مسلمان ملکوں میں انقلاب اپنی آنکھوں سے دیکھے اور اس نے اپنا وہ پیغام پورا ہوتے ہوئے دیکھ لیا جو اس نے نوجوانوں تک پہنچایا تھا۔ اس پس منظر میں اسامہ ازم پھلے پھولے گا اور پھیلے گا۔

اسامہ نے بار بار کہا تھا کہ مسلمان ملکوں سے امریکہ کو نکالنے کا واحد راستہ یہ ہے کہ امریکہ کو چھوٹی چھوٹی مگر زیادہ اخراجات والی جنگوں میں الجھایا جائے، جس سے امریکی معیشت تباہ ہو جائے گی۔ امریکہ اسامہ کے جال میں پھنس گیا اور دیوالیہ پن کے قریب ہونے کے باوجود امریکہ آج افغانستان، عراق، صومالیہ، یمن اور صحرائے اعظم کے ملکوں میں سالانہ کھربوں ڈالر خرچ کر رہا ہے۔ فوج پر اٹھنے والے بے انتہا اخراجات اور قرضوں کی بھرمار نے امریکہ کو اپاہج بنا دیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسامہ کی روح مسکرا رہی ہوگی۔

(بشکریہ ''اینٹی وار''۔ ترجمہ: ریمان قیوم)

اسامہ بن لادن چلے گئے

ایم اے تبسم

2 مئی کی شب اسامہ بن لادن اس اٹل حقیقت سے دوچار ہو گئے جس کا نام موت ہے۔
اسامہ اچھے انسان تھے، اچھے مسلمان تھے یا شیطان کے ہمزاد تھے، اس کا فیصلہ ہم نہیں کریں گے بلکہ اللہ کریم کریگا جس کے حضور وہ اپنے فکر وعمل کا گوشوارہ لیے پہنچ گئے ہیں۔ البتہ اتنا ضرور کہا جاسکتا ہے کہ اسامہ اس دور کی واحد ایسی ہستی تھے جس نے امریکہ کی چولیں ہلا کر رکھ دیں۔ دنیا کی سب سے بڑی طاقت کو اس طرح مصروف رکھنے والا شخص ہرگز معمولی ذہن وفکر کا حامل نہیں ہوسکتا۔ لیکن افسوس کہ آہنی جگر گردے کے اس انسان کو اللہ نے حکمت اور تدبر کی جو صلاحیتیں اور اقدام کو جو حوصلہ عطا کیا تھا ان کے استعمال میں چوک ہوئی۔ اگر وہ تدبر کے ساتھ ساتھ تحمل سے بھی کام لیتے اور اپنی جدوجہد کو تشدد سے پاک رکھتے تو یقیناً آج دنیا اس سے مختلف ہوتی جیسی نظر آرہی ہے۔ اسامہ کی موت کی خبر سن کر اچانک ایک کہانی یاد آگئی۔ ایک جادوگر نے اپنے دشمن کو شکست دینے کیلئے جادو کے زور سے ایک دیو کی تخلیق کی۔ اس دیو نے دشمن کو تو ٹھکانے لگا دیا مگر اس کے بعد خود اپنے خالق جادوگر کے سر پر مسلط ہو گیا اور اس کو نوچ نوچ کر کھانے لگا۔ آخر تنگ آکر جادوگر نے اس کو ختم کرنے کا ارادہ کرلیا۔ اس نے اپنے اسلحہ خانے کا ہر ہتھیار آزما کر دیکھ لیا مگر دیو کو نہ مرنا تھا نہ مرا۔ اس کے برعکس جب بھی اس پر وار کیا جاتا تو زمین پر گرنے والے اس کے خون کے ہر قطرے سے ایک نیا دیو پیدا ہو جاتا۔ آخر کار ایک دن بڑا دیو تو مر گیا مگر اس جیسے ہزار ہا نئے دیو پیدا ہو گئے۔ اس بات پر سبھی تجزیہ نگار متفق ہیں کہ اگر امریکی کارروائی میں اسامہ بن لادن کی موت واقع بھی ہوگئی تب بھی وہ نظریہ اور فلسفہ زندہ رہے گا جس کو اسامہ بن لادن نے جنم دیا ہے۔ اسامہ کا فلسفہ یہ تھا کہ امریکہ کو حربی طاقت سے شکست نہیں دی جاسکتی، البتہ اس کو

Marfat.com

اقتصادی طور پر کمزور کیا جاسکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسامہ کی فکر کو ختم کرنے کے لیے امریکہ جو تدبیر اختیار کر رہا ہے ان کی ذ دالٹی امریکی معیشت پر پڑ رہی ہے۔ اور وہ فکر جس کو امریکہ ''دہشگردی'' کہتا ہے پھل پھول رہی ہے۔ اس کو ختم کرنے کے لئے امریکہ نے ''سرکاری دہشگردی'' کی جو تدبیر اختیار کی ہے وہ ناقص ہے۔ یہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں کہ اسامہ بن لادن اصلاً امریکہ کی پروردہ ہستی کا ہی نام ہے۔ یہ طالبان اور القاعدہ جن کو تہ تیغ کرنے کے اعلان کیساتھ امریکہ نے پہلے عراق کو اور پھر افغانستان کو کھنڈر میں تبدیل کر دیا ہے، اسی امریکہ کی پیداوار ہیں۔ جب تک یہ عناصر روس کیخلاف نبرد آزما رہے ''مجاہد'' کہلائے اور ان کی قربانیاں اپنے وطن کی آزادی اور خود مختاری کیلئے مثالی قرار دی جاتی رہیں۔ لیکن جب یہی عناصر افغانستان پر امریکی قبضہ کیخلاف میدان کارزار میں اترے تو نہ محب وطن رہے اور ان کی سرفروشی وطن کی آزادی کیلئے جہاد رہی بلکہ امریکہ کے مجرم اور دہشگرد کہلائے جانے لگے۔ اسامہ بن لادن ایک ایسی ہی شخصیت کا نام تھا جو افغانستان کو ہی نہیں بلکہ پورے عالم اسلام کو اور پوری دنیا کو امریکی استعماری گرفت سے آزاد کرانے کا عزم رکھتی تھی۔ البتہ اس کے لیے جو طریقہ اختیار کیا گیا اس کی تائید نہیں کی جاسکتی۔ ان کا مقصد لاکھ درست سہی مگر اس کے لیے طریقہ کار بھی معروف اور قرآن وسنت کی روشنی میں ہونا چاہئے تھا۔ ان کی اس جدوجہد سے یقیناً امریکہ اقتصادی طور سے تو کمزور ہوا ہے مگر ساتھ ہی انسانوں کی جانوں کا تقدس بھی پامال ہوا ہے۔ عموماً پورے عالم اسلام پر اور خصوصاً پاکستان پر اس کے جو اثرات مرتب ہوئے ہیں ان کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ میڈیا نے اسامہ بن لادن اور القاعدہ کیخلاف جو پروپیگنڈا کیا وہ عادلانہ نہیں تھا بلکہ یک طرفہ اور بڑی حد تک شاطرانہ ومتعصّبانہ تھا۔ مگر اس پروپیگنڈے کے نتیجہ میں دنیا کی نظروں میں اسلام کی امن پسندی ہی مشکوک ہوگئی اور پیغمبر اسلام پر بھی دہشگردی کا جھوٹا الزام لگانے کا اسلام دشمنوں کو موقع مل گیا۔ کہیں رسولِ رحمت ﷺ کے اہانت آمیز کارٹون بنائے گئے اور کہیں قرآن سوزی کے واقعات پیش آئے۔ ہم ان تمام غیر مہذب حرکتوں اور ان کے اسباب وعلل کی پرزور مذمت کرتے ہیں۔ القاعدہ کے خلاف

Marfat.com

امریکی عتاب کا سلسلہ نیویارک کے ورلڈ ٹریڈ سنٹر سے مسافر طیاروں کے ٹکرائے جانے اور اس کے نتیجہ میں حیرت انگیز طور پر 110 منزلہ جڑواں عمارات کے زمین بوس ہو جانے کے بعد شروع ہوا۔ اگرچہ امریکہ نے سرکاری طور پر اس کاروائی کے لیے القاعدہ کو مورد الزام ٹھہرایا لیکن بڑے ہی باوزن دلائل کے ساتھ ایسی متعدد رپورٹیں بھی منظر عام پر آئیں جن میں دعویٰ کیا گیا ہے کہ یہ سازش خود امریکہ اور اسرائیل کا کارنامہ ہے۔ اس دعوے کو اس حقیقت سے تقویت ملتی ہے کہ اس کو بہانہ بنا کر پوری دنیا میں جو کاروائیاں کی گئیں اور جن کا سلسلہ ابھی تک جاری ہے اس سے امریکہ، اسرائیل اور ان کے حلیف برطانیہ و فرانس کے علاوہ کسی کو کوئی فائدہ نہیں پہنچا۔ القاعدہ اور طالبان قیادت نے اگرچہ اس الزام کی پرزور تردید کی تھی لیکن اسلام اور مسلمانوں سے بیزار صیہونیت نواز میڈیا کے زور میں یہ تردید نقار خانے میں طوطی کی آواز بن کر رہ گئی۔ اور مخالفین اسلام دنیا کو یہ یقین دلانے میں کامیاب ہو گئے کہ یہ مذموم حرکت کسی اور نے نہیں بلکہ اسلام کے نام لیواؤں نے کی ہے حالانکہ امریکہ کے پاس نہ تو دس سال پہلے اپنے اس الزام کی تائید میں پختہ ثبوت موجود تھے اور نہ آج ہیں۔ دہشتگردی کے الزام میں جن لوگوں کو کیوبا کی گوانتاناموبے جیل میں قید رکھا گیا ہے ان کیخلاف بھی اس کے پاس ایسے ثبوت نہیں ہیں کہ عدالت سے اسے مجرم ثابت کرا سکے۔ اگرچہ القاعدہ اور اسامہ کے خلاف امریکہ کے اعلان کردہ الزامات کی فہرست خاصی طویل ہے مگر ان الزامات کو عدالت کے روبرو لیجانے اور جرم ثابت کرانے کی کوئی کوشش کبھی نہیں کی گئی۔ 2 مئی کی شب ایبٹ آباد میں امریکی فوجی آپریشن کی جو تفصیلات منظر عام پر آئی ہیں ان سے یہ منکشف ہو گیا ہے کہ کارروائی کے وقت نہ تو اسامہ بن لادن کے پاس کوئی ہتھیار تھا اور نہ ان کی طرف سے کوئی گولی چلی۔ اس کے باوجود امریکی کمانڈوز نے ان کو گرفتار کرنے کے بجائے گولی مار کر ہلاک کر دیا۔ گولی سر میں لگی۔ جس سے اس گمان کو تقویت پہنچتی ہے کہ اسامہ گرفتار کیا جا سکتا تھا۔ وہاں موجود ایک کمسن لڑکی کا یہ بیان بھی منظر عام پر آیا ہے کہ امریکی سپاہ نے اسامہ پر قابو پا لینے کے بعد دیگر اہل خانہ کی نظروں کے سامنے ان کو گولی مار دی۔ ایسا ہی امریکہ

Marfat.com

نے عراق پر قبضہ کے دوران صدر صدام حسین کے بیٹوں کے ساتھ کیا تھا۔ اسامہ کو قتل کرنے سے لے کر ان کی لاش کو سمندر میں ڈال دینے تک کی ساری کارروائی بڑے ہی منظم طریقے سے کی گئی۔ اس پوری کارروائی کو صدر اوباما اور انتظامیہ کے دیگر اعلیٰ افسران نے وہائٹ ہاؤس میں لائیو دیکھا۔ قتل کے بعد معمول کی قانونی کارروائی پنچ نامہ، پوسٹ مارٹم، غیر جانبدار گواہوں کی شہادت کو سرے سے نظر انداز کر دیا گیا۔ حد یہ ہے کہ لاش کی تصویریں تک جاری نہیں کی گئیں (جو تصویریں پاکستانی میڈیا کے حوالے سے منظر عام پر آئیں وہ سب جعلی ہیں جس کے لیے میڈیا نے معافی مانگ لی ہے) کارروائی ختم ہوتے ہی آناً فاناً مقتولین کی لاشوں کو ہیلی کاپٹر سے لاد کر پاکستان سے باہر لے جایا گیا اور سمندر میں ڈال دیا گیا تاکہ حقیقت کسی بھی وقت سامنے نہ آسکے اور ہر طرح کے ثبوت مٹ جائیں۔ لاش کی شناخت کے بارے دعویٰ کیا گیا کہ ڈی این اے ملالیا گیا ہے جس سے یہ تصدیق ہوگئی کہ جس شخص کو ہم نے قتل کیا ہے وہ اصلی اسامہ بن لادن ہی تھا۔ یہ ساری کارروائی صرف چھ گھنٹے میں پوری کرلی گئی۔ اگر مقتول کو زندہ گرفتار کیا جاتا تو مقدمہ چلائے بغیر ہلاک نہیں کیا جاسکتا تھا اور مقدمہ چلانے اور الزام کو ثابت کرنے کے لئے جو ثبوت درکار ہوتے ہیں وہ امریکہ کے پاس نہیں ہیں۔ اس لیے اس حملے میں اسامہ کا قتل اس کے ساتھ ''انصاف'' نہیں ہے۔ میرا قاتل ہی میرا منصف ہے...... کیا میرے حق میں فیصلہ دے گا۔ اس واقعہ کی بہت سی تہیں ہیں۔ اس کارروائی سے قبل امریکہ پاکستان کے حکمرانوں پر اپنے بعض مفادات کی خاطر دباؤ بڑھا رہا تھا۔ امریکہ چاہتا ہے کہ پاکستان اس کا زیردست بن کر رہے۔ اس کارروائی سے دباؤ بڑھ گیا ہے اور پاکستان کی جمہوری حکومت کی مشکلات میں اضافہ ہوگیا ہے جس سے حکومت کو کمزور کرنا مقصود ہے۔ یہ پہلی بار نہیں ہو رہا بلکہ جب بھی پاکستان میں جمہوری حکومت ہوتی ہے امریکہ اس کو کمزور کرتا ہے۔ پاکستان میں جمہوری نظام امریکہ کو ہرگز راس نہیں آتا۔ عوام امریکہ کی مسلم مخالف سازشوں اور سرگرمیوں کی وجہ سے سخت برگشتہ ہیں اور جمہوری حکومت رائے عامہ کو ایک حد سے آگے نظر انداز نہیں کرسکتی۔ ہندوستان اور پاکستان کے عوام کو

Marfat.com

امریکہ کی اس حکمت عملی کو سمجھنا چاہئے اور جذبات سے اوپر اٹھ کر قومی اور علاقائی مفاد میں کام کرنا چاہئے۔ اس میں صحافیوں کا اہم رول ہے۔ مگر افسوس کہ بعض صحافی خصوصاً ہندوستانی الیکٹرانک میڈیا اس طرح کے مواقع پر بڑی ہی جذباتی باتیں کرتے ہیں۔ امریکہ سے آنے والا ہر اعلان ان کی نظروں میں پتھر کی لکیر اور مقدس قول ہے جس کا بغیر سوچے سمجھے ڈھنڈورا پیٹنا ان کا شیوہ بن گیا ہے۔ کوئی بھی ایسا کام جو پاکستان کی موجودہ جمہوری حکومت کو کمزور کرے ہمارے وسیع تر مفاد کے منافی ہے۔ حکومتِ ہند کا ردِعمل بڑی حد تک اعتدال میں رہا ہے۔ امید ہے کہ ذرائع ابلاغ کے پروپیگنڈے کے باوجود اس کی موجودہ مدبرانہ روش میں تبدیلی نہیں آئے گی اور دوطرفہ تجارت، تعلقات کی استواری کا جو عمل ابھی حال ہی میں شروع ہوا ہے وہ اس واقعہ سے متاثر نہیں ہوگا۔ امریکہ کے ساتھ سٹریٹیجک شراکت کا مطلب یہ نہیں ہونا چاہئے کہ امریکہ کے مفاد اور تسلط کو تقویت پہنچانے کے لئے ہم اپنے قومی مفادات کو نظر انداز کر دیں۔ اس واقعہ سے صدر اوبامہ کی مقبولیت کے گراف میں اچانک تبدیلی آ گئی ہے۔ تنزلی رُک گئی ہے اور مقبولیت میں اُچھال آ گیا ہے۔ ان کے مخالفین بھی اب ان کی مدح سرائی کر رہے ہیں۔ اس کے نتیجے میں ان کے لیے اگلے صدارتی انتخاب میں فتح کے امکانات روشن ہو گئے ہیں۔ یہی نکتہ شاید اس کارروائی کے مقاصد میں سرفہرست بھی تھا۔ اسی لیے صدر امریکہ اس قدر فکر مند تھے۔ دو مہینے سے وہ خود منصوبہ بندی کی نگرانی کر رہے تھے اور جب کارروائی ہو رہی تھی تو اس کو لائیو دیکھ رہے تھے۔ یہ اقتدار کا کھیل ہے جس میں خون کی ہولی کو روا رکھا گیا ہے۔

(بشکریہ روزنامہ جناح)

Marfat.com

جرگہ

سلیم صافی

القاعدہ ایک حقیقت اوراس کے سربراہ اسامہ بن لادن زندہ ہیں۔ پچھلے دس سالوں میں یہ دعویٰ کرتے، اسی تناظر میں لکھتے اور بولتے رہے جس کی بڑی بھاری قیمت ادا کی اور مزید ادا کرنے کو تیار ہیں۔ اس ملک میں اب اسامہ بن لادن کی ہلاکت سے متعلق بھی افواہوں کا انبار لگا رہے گا۔ ہمارے حکمران اور بعض افواہوں کو پھیلانے والے صحافی اب بھی باز نہیں آئیں گے۔ جھوٹ اس یقین کے ساتھ گھڑا اور بولا جائے گا کہ سچ بولنے والوں کا جینا محال رہے گا لیکن حقیقت یہ ہے کہ اسامہ بن لادن کے بارے میں معلومات کی فراہمی میں حکومت پاکستان اوراس کے اداروں نے بھرپور تعاون کیا تھا۔ کارروائی پاکستان کی اجازت سے ہوئی۔ غالب امکان یہی ہے کہ ہیلی کاپٹر افغانستان سے نہیں بلکہ غازی (تربیلا) سے گئے۔ البتہ کارروائی خود امریکیوں نے کی اور پاکستانی فورسز خود کارروائی کا حصہ نہیں تھی۔

سازشی نظریات رکھنے والے لوگ سوال اٹھاتے ہیں کہ اسامہ بن لادن دس سال تک کیسے زندہ اور چھپے رہ سکتے تھے لیکن یہ سوال وہی لوگ اٹھاتے ہیں کہ جو القاعدہ کی حقیقت اور تنظیمی ساخت سے واقف نہیں۔ القاعدہ بظاہر پہاڑوں اور غاروں میں بسیرا کرنیوالوں کی تنظیم ہے لیکن اس کی قیادت پڑھی لکھی اور غیر معمولی جہاندیدہ افراد پر مشتمل ہے۔ اسامہ بن لادن خود پڑھے لکھے، امیر اور طاقتور ترین خاندان کے فرد تھے۔ ڈاکٹر ایمن الظواہری کی پوری زندگی جنگوں میں گزری لیکن وہ اعلیٰ تعلیم یافتہ اور مصر کے صاحبِ حیثیت افراد میں شمار ہوتے ہیں۔

احمد یحییٰ گدان جیسے کمپیوٹر سائنس کے ماہرین اور جدی پشتی امریکی بھی اس تنظیم کا حصہ ہیں۔ اس خطے میں جدید ٹیکنالوجی سے استفادہ پہلی فرصت میں القاعدہ کرتا رہا۔ مثلاً انٹرنیٹ

Marfat.com

اور ای میل کو القاعدہ کے لوگ اس وقت استعمال کرتے رہے جب پاکستان اور افغانستان میں ہم جیسے لوگ بھی اس کے استعمال سے واقف نہیں تھے۔اس تنظیم کے وابستگان نے ایک لمبے عرصے تک سی آئی اے اور آئی ایس آئی کے ساتھ مل کر کام کیا اور وہ خفیہ اداروں کے طریقہ واردات کو جانتے ہیں۔

اسامہ بن لادن سے ایک موقع پر کسی نے پوچھا کہ اتنے طاقتور دشمنوں کے ہوتے ہوئے بھی ان کے بچے رہنے کا راز کیا ہے، تو انہوں نے ایک فقرے میں جواب دیتے ہوئے کہا تھا کہ ''میں کسی بھی خفیہ ایجنسی پر اعتماد نہیں کرتا''۔سیکورٹی کے معاملات پر ان کے عبور کا اس بات سے اندازہ لگا لیجیے کہ جس گھر میں اسامہ بن لادن مقیم تھے وہاں موبائل فون یا انٹرنیٹ کی سہولت تو کیا لینڈ لائن فون بھی نہیں رکھا گیا تھا کیونکہ وہ جانتے تھے کہ اس طرح کے آلات یا سہولیات کے استعمال سے کسی بھی وقت ان کا سراغ لگایا جا سکتا ہے۔اپنا اندازہ تو یہ ہے کہ نائن الیون سے قبل شاید خود امریکی اسامہ بن لادن کو مارنے میں زیادہ سنجیدہ نہیں تھے لیکن نائن الیون کے بعد انہوں نے انہیں گرفتار کرنے یا مارنے کے لیے پورا زور لگا رکھا تھا۔

القاعدہ کی حکمت عملی میں ایک اہم عنصر سرپرائز دینے کا بھی شامل ہے۔وہ عموماً ایسا کام کرتی اور وہ راستہ اختیار کرتی ہے جو کسی کے وہم وگمان میں بھی نہیں ہوتا۔مثلاً نائن الیون سے قبل امریکہ وغیرہ عرب دنیا یا ایشیا میں اپنی تنصیبات کے خلاف کسی کارروائی کی توقع کر رہے تھے لیکن القاعدہ نے ایسا منصوبہ تیار کر رکھا تھا جو کسی کے وہم وگمان میں بھی نہیں تھا۔افغانستان کے خلاف نیٹو کی کارروائی کے بعد امریکی انہیں جنوبی افغانستان میں تلاش کرتے رہے لیکن اسامہ بن لادن تورا بورا آ گئے تھے۔تورا بورا سے نکلنے کے بعد انہیں اس سے متصل کرم ایجنسی یا پھر وزیرستان میں ڈھونڈا جا رہا تھا لیکن یہاں سے نکلنے کے بعد وہ افغانستان کے شمال مشرقی صوبے کنڑ جا پہنچے تھے۔ 2004ء میں جب ان کی کنڑ والی ویڈیو منظر عام پر آ رہی تھی تو جنوب میں واقع وزیرستان جا پہنچے تھے۔یعنی جب انہیں باجوڑ ایجنسی یا پھر مشرقی افغانستان میں تلاش کیا جا رہا تھا تو وہ افغانستان کے

Marfat.com

جنوبی مشرقی علاقوں یا پھر وزیرستان میں گھوم رہے تھے۔ پھر انہیں پہاڑوں اور غاروں میں تلاش کیا جا رہا تھا اور عام خیال یہ کیا جاتا تھا کہ وہ اپنے محافظین کے لاؤلشکر کے ساتھ گھوم رہے ہوں گے وہ ایک اور سرپرائز دے کر ایبٹ آباد جیسے شہر کے ایک گھر میں آ کر بیٹھ گئے تھے۔

اسامہ بن لادن القاعدہ کے فکری اور بانی امیر تھے۔ دنیا میں وہ دہشت کی علامت تھے لیکن اپنے پیروکاروں کی صفوں میں قربانی کے جذبے اور خوئے دلنوازی کی وجہ سے نہایت محبوب تھے۔ جنگ یا تخریب کاری میں وہ زیادہ ماہر نہیں تھے لیکن کمٹمنٹ کے اس مقام پر کھڑے تھے کہ لوگ ان کے گرویدہ ہو جاتے تھے۔ امیر ترین خاندان کے فرد تھے لیکن دنیا کی تعیّشات چھوڑ کر انہوں نے زندگی ہتھیلی پر رکھ کر پہاڑوں اور غاروں کی زندگی اختیار کی تھی۔ ان کی مذکورہ حیثیتوں کی وجہ سے القاعدہ کی صفوں میں شامل دنیا بھر کے مذہبی عسکریت پسندوں اور امریکہ کے مخالفین کے لیے مرکز ثقل بن گئے تھے۔ یوں ان کی ہلاکت القاعدہ کے لیے بہت بڑا دھچکا اور امریکہ یا اس کے اتحادیوں کے لیے بڑی کامیابی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اسامہ بن لادن کے بعد القاعدہ کے لئے کوئی دوسری شخصیت یا رہنما موجودہ حالات میں ان کا حقیقی اور مؤثر متبادل نہیں ہو سکتا۔

لیکن اگر کوئی یہ سمجھ رہا ہے کہ اسامہ بن لادن کی ہلاکت کے بعد القاعدہ ختم یا غیر مؤثر ہو جائے گی تو وہ احمقوں کی جنت میں رہتا ہے۔ وجہ اس کی یہ ہے اگر اپنے دشمن نمبر ون کو مارنے کے بعد امریکہ کے اندر اوباما کی مقبولیت کا گراف اوپر گیا ہے تو عرب دنیا بلکہ عالم اسلام میں اسامہ کا گراف بھی اوپر چلا گیا۔ کل تک تو بعض لوگ یہ اعتراض کرتے رہے کہ اسامہ بن لادن دوسروں کے بچوں کو مروا کر خود چھپتا پھر رہا ہے۔

لیکن اب تو انہوں نے اپنی زندگی بھی قربان کر دی۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ القاعدہ کوئی مسلم لیگ (ق) نہیں ہے جو پرویز مشرف کے باہر جانے سے منتشر ہو گئی۔ القاعدہ انتہائی کمیٹڈ لوگوں پر مشتمل نظریاتی اور عالمی تنظیم ہے۔ اسے عرب دنیا اور ایشیاء کی درجن سے زائد تنظیموں کو مدغم کر کے قائم کیا گیا تھا۔ نائن الیون کے بعد پاکستان، افغانستان، عرب دنیا اور عالم اسلام میں امریکہ کی

Marfat.com

ظالمانہ پالیسیوں کے ردِعمل میں جنم لیا تھا۔ امریکہ کی وہ پالیسیاں نہ صرف جاری ہیں بلکہ عراق اور لیبیا میں کاروائیوں کی صورت میں اس میں مزید اضافہ ہو گیا ہے۔

مسلمان نوجوان کے اشتعال دلانے والے فلسطین، کشمیر، ابو غریب، بگرام اور لیبیا وغیرہ کے مظالم کے فوٹیج میں اب اسامہ بن لادن کی فوٹیجز کا بھی اضافہ ہو جائے گا۔ چوتھی وجہ یہ ہے کہ القاعدہ کی تحریک کا ایک اہم محرک انتقام بھی تھا۔ القاعدہ یا پھر اس سے منسلک تحریکِ طالبان کے وابستگان سمجھ رہے ہیں کہ سوویت یونین کے خلاف اور اس کے بعد بعض کو استعمال کرنے کے بعد ان کے ساتھ نہ صرف بے وفائی کی گئی بلکہ انہیں ہیرو سے زیرو بنانے کی بھی کوشش کی گئی۔ یوں انتقام کا عنصر بھی بہت کام دکھا رہا تھا۔ اسامہ بن لادن کی ہلاکت کی بعد یہ عنصر مزید ابھر کر سامنے آئے گا۔ پانچویں وجہ یہ ہے کہ دنیا اور خطے کے وہ ممالک جو امریکہ سے خوفزدہ ہیں یا جن کے بارے میں امریکہ کے ارادے ٹھیک نہیں ہیں، بالواسطہ طور پر القاعدہ جیسی تنظیموں جو کہ امریکہ کی مزاحمت کر رہی ہیں، کی سپورٹ بدستور جاری رکھیں گی۔

یوں اگر اوبامہ اور اس کے اتحادی دنیا کو محفوظ بنانا چاہتے ہیں تو انہیں اسامہ بن لادن کی ہلاکت کا جشن منانے اور فتح کے غرور میں مبتلا ہونے کی بجائے القاعدہ کے مسئلے کا مستقل حل نکالنا اور ان محرکات کا خاتمہ کرنا ہوگا، جن کی وجہ سے اس طرح کی تنظیمیں جنم لیتی ہیں۔

(بشکریہ روزنامہ جنگ)

Marfat.com

اسامہ، عوام اور حکمران

انور گرے وال

ہم ایبٹ آباد میں ہونیوالے سانحے کے بارے میں ہر طرف سے اٹھنے والے بے شمار سوالات کو ایک طرف رکھتے ہیں، کہ ملک کی خودمختاری کے بارے میں زیادہ باخبر اور زیادہ ذمہ دار ہمارے حکمران ہیں، اسی لیے وہ عوام وغیرہ کی خواہشات کے برعکس وسیع تر ملکی مفاد میں اقدامات کرتے رہتے ہیں۔ بسا اوقات حکمران، میڈیا اور دانشور ایک نظریہ کے حامی ہوتے ہیں اور عوام ان کے بالکل برعکس دوسرا زاویہ نگاہ رکھتے ہیں۔ اسامہ بن لادن کے معاملے میں اسی قسم کی صورتحال پائی جاتی ہے۔ کون جانے اس واقعے کی تہوں سے کتنے انکشافات برآمد ہونگے، کیا راز سامنے آئیں گے، کتنے پردے فاش ہوں گے؟ ان تمام باتوں سے قطع نظر حیرت کی بات یہ ہے کہ ادھر امریکہ نے اعلان کیا، ادھر ہمارے حکمرانوں نے اسے عظیم فتح قرار دے دیا، ہمارے میڈیا نے بھی بہت جذباتی انداز میں گفتگو کی۔

یہ بات دلچسپی سے خالی نہیں کہ پاکستانی عوام کی اکثریت خاموش اور کسی حد تک دم بخود ہے، ایسے واقعات پر اول اول یقین نہیں آیا کرتا، مگر حقیقت کو تسلیم کرنا پڑتا ہے، عوام کو دوسرا صدمہ ہمارے حکمرانوں، میڈیا اور دانشوروں کے رویے سے ہوا، کہ اسامہ کے بارے میں توہین آمیز انداز اختیار کیا گیا، کیونکہ وہ بھی امریکیوں اور اپنے حکمرانوں کی طرح اس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ دنیا میں دہشت گردی کی بنیاد اسامہ نے رکھی۔ امن عالم کی تباہی بھی اسامہ کے ذمہ ہے، دنیا میں ہزاروں افراد کے قتل کا ذمہ بھی اسامہ پر ہے۔ ظاہر ہے ایسا شخص کسی رعایت کے حقدار کیسے قرار پا سکتا ہے؟ لیکن عوام کا یہ خیال نہیں۔ تیسرا صدمہ یہ کہ ہماری خودمختاری کہاں ہے؟

پاکستانی عوام یا ہم جیسے کم فہم لوگوں کو اس بات کی سمجھ نہیں آسکی کہ ورلڈ ٹریڈ سنٹر کے گرنے کی

Marfat.com

ذمہ داری اگلے ہی لمحے امریکہ سے ہزاروں میل دور سنگلاخ پہاڑوں میں بیٹھے ایک شخص پر کیسے ڈال دی گئی۔ یقیناً وہاں ٹیکنالوجی کی جدید سہولتوں کا فقدان ہی ہوگا تو اس قسم کے ماحول میں بیٹھ کر امریکہ جیسے ملک میں اس قدر منظّم دہشت گردی کیسے ممکن ہوگئی۔ کسی نے تحقیق کر کے نہیں بتایا کہ ان جہازوں نے امریکہ کے فلاں فلاں اڈوں سے اڑان بھری، عملہ کون تھا، مسافر کتنے اور کون تھے، عوام کو کچھ نہیں بتایا گیا، پھر اگلے ہی لمحے ملزم کا فیصلہ بھی ہوگیا۔ اور سب سے اہم بات یہ کہ تمام دنیا نے اس فیصلے کو تسلیم بھی کرلیا جن میں ہماری پاکستانی حکومت اور بعض دانشور پیش پیش تھے۔

انصاف کی یہ کون سی شکل ہے کہ ایک شخص کے لیے ملکوں کے ملک ہی تباہ کردیے جائیں، مرنے والوں کی کوئی تخصیص ہی نہ ہو۔ شادی کی تقریبات بھی جس سے محفوظ نہ رہیں، ایسی ایسی بمباری کی جائے جسے محاوروں کی زبان مل جائے "پاکستان امریکہ کے سامنے سرنگوں ہوجائے ورنہ 'تورا بورا' بنادیا جائے گا"۔ اسامہ کی تلاش میں مرنے والے دہشت گردوں میں ہزاروں بچے، مائیں اور بوڑھے بھی شامل ہیں۔ کوئی بعید نہیں کہ ہمارے دانشور بے گناہ مارے جانے والے افراد کی موت کا ذمہ دار اسامہ کو ہی قرار دے دیں کہ بے چاری امریکی حکومت کو مجبوراً ایسا کرنا پڑا۔

اگر گزشتہ دس برس سے دہشت گردی کی جنگ اسامہ کے خلاف ہی جاری تھی تو اب یہ اپنے انجام کو پہنچ جانی چاہیے، کیونکہ امریکہ نے اپنا ٹارگٹ حاصل کرلیا ہے۔ اگر یہ جنگ اب بھی جاری رہے گی تو پھر یہ جنگ کبھی ختم ہی نہیں ہوسکتی کیونکہ امریکی رویوں کی وجہ سے اب ہزاروں اسامہ دنیا میں پائے جاتے ہیں۔ امریکہ اپنے عمل سے دنیا میں نفرت اور انتقام کے بیج بوتا اور اس کی فصل کاٹتا ہے۔ وہ افغانستان ہو یا عراق، وہ پاکستان ہو یا لیبیا، امریکہ اپنے دشمن خود بناتا اور دنیا کے امن کی تباہی کا اہتمام کرتا ہے۔ امریکہ جب تک اپنے توسیع پسندانہ عزائم اور مسلمانوں کی تباہی کا مرتکب ہوتا رہے گا، اسامہ پیدا ہوتے رہیں گے۔ یہ الگ بات ہے کہ امریکہ کو پاکستانی حکمرانوں جیسے غلام بھی میسر آتے رہتے ہیں اور یہ بھی الگ بات ہے کہ ایسے حکمران اپنے عوام کی نظروں سے بھی گر جاتے ہیں۔

(بشکریہ روزنامہ اوصاف)

Marfat.com

اسامہ بن لادن۔ مسلم معاشروں کا المیہ

عامر حسینی

اسامہ بن لادن کی ہلاکت کو مغرب اور مشرق میں دو طرح سے لیا جا رہا ہے۔ ایک طرف جشن منانے والے ہیں تو دوسری طرف اس ہلاکت پر سوگ منانے والے۔ دہشت گردی کے خلاف جنگ کے حامی لبرل قدامت پرست اس کو بڑی فتح قرار دے رہے ہیں تو اس جنگ کو صلیبی جنگ اور یہود و نصاریٰ کی یلغار بتلانے والے اس اقدام پر سراپا احتجاج ہیں اور اسے افسوس ناک قرار دیتے ہیں۔ دو سال قبل جب میں نے وزیرستان میں ایک وفد کے ہمراہ بیت اللہ محسود سے ملاقات کی تھی تو اس نے اسامہ بن لادن کو اپنی پسندیدہ شخصیت قرار دیا تھا۔ میں نے وہاں بھیگتی شباب کی منزل کو پہنچے لڑکوں کو اسامہ بن لادن کی تصویریں غار میں لگائے دیکھا تھا۔ وہ سب اسامہ اور عرب گوریلا جنگجو لیڈروں کو اپنا ہیرو قرار دیتے تھے۔ اسامہ بن لادن سعودی عرب کے ایک امیر ترین خاندان کا نوجوان لڑکا، ان عرب امرا کے لڑکوں میں تھا جو 80ء کی دہائی میں سعودی عرب کے عیش و آرام کو چھوڑ کر پشاور آئے اور یہاں سے تربیت لے کر افغانستان لڑنے چلے گئے۔ ان کو شیخ ابن باز سمیت جید سعودی سلفی علما نے یہ بتلایا تھا کہ اس دور میں سب سے بڑا جہاد کمیونسٹوں سے لڑنا ہے جو افغانستان پر قابض ہو گئے ہیں اور افغانستان کو بے دین ملک بنانا چاہتے ہیں۔ یقیناً نوجوان اسامہ کو بالکل بھی معلوم نہ تھا کہ جس جنگ میں وہ شرکت کرنے جا رہے ہیں وہ جنگ تو سرد جنگ کا آخری معرکہ ہے جو سرمایہ دار بلاک اور اشتراکی بلاک کے درمیان لڑی جا رہی ہے۔ اور اس میں عرب، افریقہ، وسطی ایشیا سمیت دیگر ملکوں سے آنے والے لڑکے اس لڑائی کا ایندھن ہیں اور کچھ بھی نہیں۔ افغان وار کا جو نتیجہ نکلا وہ سب کے سامنے ہے۔ اسامہ بن لادن اور کئی عرب گوریلے واپس سعودی عرب گئے وہاں جا کر انہیں احساس ہوا کہ اصل

Marfat.com

خطرہ اور اصل دشمن تو خود امریکہ تھا جس کی سامراجیت نے پورے مشرق وسطیٰ، افریقہ، ایشیا پر قبضے کر رکھے تھے۔ اور اس کے پٹھو حکمران اشرافیہ مسلم آبادی کا استحصال کر رہی تھی۔ خلیج جنگ نے اسامہ بن لادن اور ان جیسے دیگر عرب گوریلوں کے ذہن میں یہ سوال پیدا کیا کہ اگر افغانستان میں روسی فوج کی آمد غلط تھی تو مشرق وسطیٰ میں امریکی فوجی اڈوں کا کیا جواز بنتا ہے۔ اسامہ بن لادن نے مشرق وسطیٰ میں عرب بادشاہتوں کے خاتمے اور امریکی افواج کے انخلاء کے خلاف جدو جہد کا اعلان کا۔ ابتدائی سالوں میں اسامہ بن لادن کو عرب نوجوانوں میں بڑی مقبولیت حاصل رہی لیکن القاعدہ اور اس کے حامی تنظیموں کی بعد میں کی گئی کارروائیوں سے مسلم ممالک کی اکثریتی آبادی کے اندر اسامہ اور ان کے ساتھیوں سے ہمدردی کے جذبات ختم ہو گئے۔

رابرٹ فسک نے ٹھیک لکھا ہے کہ عرب ممالک کے اندر نوجوان نسل کا انقلاب جمہوریت کے مطالبے اور بادشاہت کے خاتمے کی مانگ کی طرح بڑھا۔ نوجوان نسل نے القاعدہ کو مسترد کر دیا۔ اس غیر مقبولیت کی بنیادی وجہ یہ تھی کہ القاعدہ اور ان کی اتحادی تنظیموں نے بے گناہ اور معصوم شہریوں کی ہلاکتوں سے بھی گریز نہ کیا۔ ان کا انتقام اندھا ہوا اور ان کی کارروائیوں سے ہزاروں مسلمانوں کی جانیں ضائع ہو گئیں۔ پھر القاعدہ نے 9/11 کا جو اقدام کیا اس کا بھی کوئی جواز نہیں بنتا تھا۔ اسی طرح پاکستان کے اندر اسامہ کی آئیڈیالوجی سے متاثر ہونے والوں نے بازار، تھانے، چھاؤنی، سرکاری دفاتر تو کیا مزار، مسجد، امام بارگاہ، مذہبی جلوس تک کو نہیں چھوڑا۔ 30 ہزار پاکستانی شہری القاعدہ طالبان کارروائیوں کا نشانہ بنے۔ 1500 سے زائد پاکستانی فوج کے سپاہی اس کارروائی میں شہید ہو گئے۔ پاکستان کو بے نظیر بھٹو کی شہادت کا صدمہ برداشت کرنا پڑا۔ اے این پی اپنے سینکڑوں کارکنوں اور ممبرانِ اسمبلی سے محروم ہو گئی۔ پاکستان کے اندر ہی کیا پورے عالم اسلام کے اندر افغان جہاد اور پوسٹ افغان جہاد کے بعد فرقہ وارانہ بنیادوں پر عسکریت پسندی کا غلبہ ہوا۔ آج پورا عالم اسلام فرقہ وارانہ بنیادوں پر جہاد کرنے والی عسکری، نیم عسکری، سیاسی مذہبی تنظیموں کی تقسیم کی سزا بھگت رہا ہے۔ اسامہ بن لادن اور ان کے ساتھی اگر

Marfat.com

اپنی جدوجہد کی بنیاد غیر فرقہ وارانہ اور غیر مذہبی بنیادوں پر استوار کرتے اور سرمایہ دارانہ نیولبرل ازم کے خلاف جنگ کرتے تو شاید آج مشرقِ وسطیٰ کا نقشہ بدلا ہوا ملتا۔ افسوس اس بات کا ہے کہ مابعد افغان جنگ مسلم دنیا کو جو گوریلا جنگجو میسر آئے ان کے مذہبی اور فرقہ وارانہ تعصّبات اتنے زیادہ تھے کہ وہ کوئی مثبت تبدیلی مسلم دنیا میں لانے میں کامیاب نہ ہو سکے۔

آج کی فرقہ وارانہ مذہبی عسکریت پسندی کی سامراجیت اور مسلم گماشتہ حکمران اشرافیہ کے خلاف کی جانے والی جدوجہد کو عوامی حمایت میسر نہ آنے کا سوال بہت اہمیت کا حامل ہے۔ آخر عرب اور برصغیر میں برٹش، فرانسیسی اور امریکی سامراجیت کے خلاف سیکولر اور غیر فرقہ وارانہ جدوجہد چاہے وہ سیاسی تھی یا عسکری، کو عوامی حمایت بڑے پیمانے پر کیوں حاصل تھی؟ اور اس جدوجہد سے معاشرے فرقہ وارانہ بنیادوں پر تقسیم کیوں نہ ہوئے؟ اس سوال کا جواب ہمیں تاریخی جائزے سے مل سکتا ہے۔ عرب نیشنل ازم، بعث ازم، آزاد ہندوفورس، سوئیکارنو، حبیب بورقیبہ، ذوالفقار علی بھٹو، الاندے، جمال ناصر، معمر قذافی یہ سب بڑے لیڈر سامراجیت کے خلاف جدوجہد کرنے اٹھے اور ان کی جدوجہد کو مغرب اور مشرق میں یکساں مقبولیت حاصل ہوئی۔ سامراجیت کے خلاف اس جدوجہد نے فیض احمد فیض، ناظم حکمت، محمود درویش، نزار قبانی، پابلو نرودا، چینیوا ایشوبے سمیت ایسے شاعر، ادیب جنم دیے جن کی شاعری اور فکشن کے ساتھ کبھی ان کے مذہب کا سوال نہیں اٹھا۔ انقلاب کا ایسا تصور جو رنگ، نسل، ذات پات، فرقہ، مذہب، جنس سمیت ہر طرح کے امتیازات سے پاک تھا ایسا ماحول پیدا کر سکا جس میں چی گویرا، بھگت سنگھ سبھاش چندر بوس، حسن ناصر سمیت درجنوں ایسے ''ہیرو'' سامنے آئے جن کی جدوجہد کو عیسائی، ہندو، مسلم، یہودی، پارسی حتیٰ کہ کسی مذہب کو نہ ماننے والے بھی سراہتے ہیں، ماؤزے تنگ، ولادی میر لینن، پراچندا سمیت کئی انقلابی لیڈر آج بھی بلا لحاظ مذہب لوگوں کے دل میں بستے ہیں۔ وینز ویلا کا ہوگو شاویز، کیوبا کا فیڈرل کاسترو امریکی سامراجیت کا دشمن ہے لیکن مذہبی بنیادوں پر کسی کے قتل کو جائز نہیں سمجھتا۔ مسلم معاشرے کا المیہ یہ ہے کہ اس کے نوجوان کے اندر

Marfat.com

بغاوت کے شعلے بھی بھڑکے تو بدقسمتی سے وہ فرقہ وارانہ رنگ میں ڈھل گئے۔ اور اس طرح سے سامراج کی بالواسطہ مدد ہوئی۔ اسامہ بن لادن سمیت عسکریت پسندی کے جتنے بھی مذہبی ماڈل ہیں ان کے جواز پر فرقہ واریت اور معصوم شہریوں کے خون سے ہولی کھیلے جانے کا اعتراض بہت بڑا ہے۔ اس ماڈل سے ہٹ کر جو ماڈل ترکی میں سامنے آیا اس کی کامیابی سب پر عیاں ہے۔ مجھے یقین ہے کہ جس دن مسلم معاشرے رنگ، نسل، جنس، ذات پات اور مذہب سے اوپر اٹھ کر مغرب کی طرح احیائے علوم کی تحریک شروع کریں گے اس دن سامراجیت اور گماشتہ حکمران طبقات سے نجات کا سفر شروع ہو جائے گا۔

(بشکریہ روزنامہ آج کل)

Marfat.com

دنیا بن لادن کے بعد

راجر کوہن

بن غازی، لیبیا...... اسامہ بن لادن مر چکا اور پرانا مشرق وسطیٰ بھی نہ رہا۔ یہ کہ دونوں کی موت ایک ساتھ ہوئی، اتفاق بھی ہے اور موزوں بھی۔ بن لادن جب تک زندہ رہا، کوشاں رہا کہ تاریخ کا دھارا یوں واپس مڑے کہ مسلم خلافت کا قیام ہو، مرا تو عرب دنیا تیزی سے تکثیریت اور اظہار کی جانب جا رہی تھی اور اس عمل میں اس کا کوئی حصہ نہ تھا۔ اس نے شعور کی آنکھ کھولی تو عرب دنیا ناصری قوم پرستی سے سیاسی اسلامیت میں شناخت کی دریافت کر رہی تھی۔ اس کی ہلاکت ایسے وقت پر ہوئی ہے جب تیونس سے قاہرہ تک بعد از اسلامی انقلابات ان جمہوری اقدار کے نام پر استبداد کا تختہ الٹ رہے ہیں جن سے عربوں کو بہت عرصہ تک محروم رکھا گیا۔ اور اب ان کی اکثریت جدیدیت اور ایمان کے درمیان معقول توازن چاہتی ہے۔ بن لادن کی مقدس جنگ (جہاد) Westoxification پر پلتی رہی ہے۔ بن لادن نے القاعدہ کی بعید از حقیقت قتل عام کی صلاحیت کو اسی ناراضی سے صیقل کیا۔ اس کی ہلاکت ایسے وقت ہوئی جب عرب غصہ اور انتقام کی سیاست، جس کا رخ بیرونی جانب ہوتا ہے، سے اجتماعی طور پر چھوڑ کر ذمہ دار اور نمائندہ حکومت کی جانب، جس کا رخ اندرونی جانب ہوتا ہے، بڑھ رہے ہیں۔ نہ صرف یہ کہ اس کی امریکی افواج کے ہاتھوں ہلاکت کا وقت موزوں ہے بلکہ محلِ وقوع بھی۔ مشرقِ وسطیٰ جس سے اس کا تعلق عرصہ سے نہیں رہا، سے بہت دور وہ پاکستان میں ہلاک ہوا۔ یا یوں کہہ لیجیے کہ وہ نام نہاد افپاک (Af-Pak) کی رزم گاہ میں مرا جہاں ایک دہائی پر محیط جنگ سے جہادی نظریہ کو فروغ ملا۔ گو کہ اس کی پیدائش کے علاقہ میں ویب سے آگاہ عرب نوجوانوں کے لیے اب اس میں کوئی دلچسپی نہیں۔ ایک عہد ختم ہوا۔ یہ اختلال اور امریکی زخموں کی الم ناک دہائی تھی۔ اس قتل عام نے

Marfat.com

جو ایسا اذیت ناک تھا کہ تین ہندسوں میں کشید کرنا پڑا۔ نئی صدی کی ابتدا کو زہر آلود کر دیا تھا۔ بن لادن اسی زہر کا قطرہ قطرہ کا گرنا تھا۔ میں اس روز نیویارک سٹی میں تھا جب میرے قریب ایک شخص نے کہا ''ارے دیکھو! ورلڈ ٹریڈ سنٹر میں آگ لگی ہوئی ہے۔'' پس ایک روشن دن کو اس تباہ کن دہشت کی ابتدا ہوئی جس نے انسانوں کو مٹی بنا دیا اور امریکیوں کی محفوظ و مامون وطن کے بارے میں انتہائی بنیادی نخوت کو ہلا کر رکھ دیا۔ آج میں بن غازی میں ہوں جہاں بہادر لیبیائی باشندے ایک معقول معاشرے کے قیام کے لیے پر عزم ہیں۔ ایک عرب مطلق العنان حکمران معمر قذافی کے ساتھ نبرد آزما ہیں جو کبھی دہشت گرد اور امریکیوں کا قاتل رہا ہے اور جس نے مغرب کی حمایت یقینی بنانے کے لیے القاعدہ کے مخالف ہونے کا دعویٰ کیا۔ بالیقین اس کے جور و استبداد نے اس انتہا پسندی کو فروغ دیا جس کی مخالفت کا وہ دعویٰ کرتا رہا ہے۔ بن لادن عرب استبداد اور اس ظلم و جور کے لیے موافق امریکی منافقت پر پلا بڑھا ہے۔ اس کی موت اس وقت ہوئی جب صدر اوباما نے پہلی بار عرب دنیا میں جمہوریت کے فروغ کو کم از کم نیم سنجیدہ مقصد و محور بنایا ہے۔ یہ سبق تو ملا، دہشت گردی سے مؤثر طور پر لڑنے کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ ایک پورے علاقے کو بنیادی حقوق سے محروم کر دیا جائے۔ 9/11 کے خودکش عرب طیش سے 2/17 کے بن غازی انقلاب اور علاقہ میں برپا دیگر انقلابات اور تحریکوں تک کے اس سفر میں ایک امید ہے۔ مگر راستہ ابھی تمام نہیں ہوا۔ القاعدہ ابھی مری نہیں۔ پہلا قدم سخت ترین تھا۔ محبوس عرب ذہن کو کھولنا اور تحرک کی مجہولیت اور خوف کی شکست پر فتح۔ بن لادن کی خوش کن خلافت محروم اور کمزور لوگوں کے لیے تسکین کا سامان کرتی تھی۔ ایک نوجوان جس کے پاس نوکری ہو، ووٹ ہو اور آگے بڑھنے کے مواقع ہوں، اسے جنت کی حوروں کیا کیا ضرورت۔ امریکا نے اس کا شکار بننے سے پہلے ابتدا میں بن لادن کے نظریہ کی پرداخت کی تا کہ سوویت یونین کو شکست دی جا سکے۔ تباہ کن ردِعمل سے پہلے یہاں تغافل اور یک گونہ بشاشت تھی۔ تب سے اب تک کے عرصہ میں ردِعمل شدید ہوا ہے، دو جنگوں اور غلط پالیسی کے باعث۔ یہ جواں سال امریکی صدر کے لیے ایک فاتحانہ دن ہے جس

Marfat.com

نے پالیسی تبدیل کی۔ اپنے پیشرو کی خوف ناک غلط رسم یعنی ''دہشت گردوں کے خلاف عالمی جنگ'' کو چھوڑ کر صرف دہشت گردوں پر توجہ مرکوز کرنا جو امریکا اور اس کے اتحادیوں کو نقصان پہنچانے پر تلے بیٹھے ہیں۔ بن لادن نے جارج بش کے غیر مرکوز امریکا کو اپنے جال میں پھانس لیا تھا۔ اوباما نے جانا کہ اخراج اور مکالمہ وقت کی ضرورت ہے۔ اخراج جنگوں سے اور مکالمہ معتدل مسلم اکثریت کے ساتھ۔ یہ راستہ ناہموار رہا ہے مگر اوباما کی کامیابیوں پر کوئی انگلی نہیں اٹھا سکتا۔ انتہا پسندوں کی نسبت کھلے معاشرے اپنی غلطیوں سے سیکھتے ہیں۔ تو پھر یہ عمل کیسے مکمل کیا جائے اور نہ صرف بن لادن بلکہ اس کی تحریک کو بھی ختم کر دیا جائے؟ قذافی کو بے رحمی سے جلد از جلد اقتدار سے علیحدہ کیا جائے۔ عرب انقلابات کی مسلسل مالی اور سیاسی امداد کی جائے۔ عرب جمہوریت کا مطلب عربوں کے لیے سنہری موقع بھی ہونا چاہیے۔ جونہی امریکا کے بنیادی حفاظتی مقاصد پورے ہو جائیں، افغانستان میں جنگ ختم کر دی جائے۔ امریکا کے قریب ترین علاقائی اتحادی اسرائیل کو بتایا جائے کہ اس کی نہ تبدیل ہونے والی پالیسیوں اور نئے مشرق وسطیٰ میں کوئی تال میل نہیں۔ اسرائیل کی اس طرح فلسطین کو بھی اسامہ کے بعد کی ذمہ داری اور نمائندگی کے نئے عہد کو خوش آمدید کہنا چاہیے۔ 2012ء کی مہم اب ایسی دلچسپ نہیں رہی۔ اوباما ایک خوش قسمت شخص ہے۔ خوش قسمت اور بامقصد ہونے ہی میں دوسری مدت کی فتح پنہاں ہے۔ اوباما نے اسامہ پالیا کیوں کہ اس نے پالیسیوں میں بہت بڑی تبدیلی کی۔

(انگریزی سے ترجمہ)   (بشکریہ روزنامہ ایکسپریس)

Marfat.com

اور اب پاکستان ٹارگٹ ہوگا

جاوید چودھری

کیا اسامہ بن لادن نائن الیون کے ڈیزائنر تھے، یہ سوال اور اس کے تمام جواب تاریخ کا حصہ بن چکے ہیں، حقائق ثابت کرتے ہیں یہ آپریشن اسامہ بن لادن اور ان کے ساتھیوں نے ہی کیا تھا، یہ لوگ چالاک، اعلیٰ تعلیم یافتہ اور جدید ترین ٹیکنالوجی کے ماہر تھے، اسامہ بن لادن نے 2004ء یا 2005 میں الجزیرہ کے ذریعے ایک ٹیپ جاری کی تھی جس میں نائن الیون کے 19 ملزم اس کے ساتھ بیٹھے تھے، اسامہ نے اس ٹیپ کے ذریعے دنیا کے ان تمام لوگوں کے منہ بند کر دیئے جو اس ''کارنامے'' کو امریکا کا کیا دھرا کہہ رہے تھے اور جن کا کہنا تھا افغانستان کے غاروں میں رہنے والے لوگ عقل کو حیران کر دینے والا یہ کارنامہ کیسے کر سکتے ہیں، یہ اعتراض ایک لحاظ سے درست بھی تھا کیونکہ سول ایوی ایشن کی ہسٹری میں اس نوعیت کی مثال اس سے پہلے نہیں ملتی۔ میں نے ایک بار ایک پائلٹ سے یہ پوچھا ''کیا تم جہاز کے ذریعے ورلڈ ٹریڈ سنٹر کو ہٹ کر سکتے ہو؟'' پائلٹ مجھے کاک پٹ میں لے گیا، ہم 20 ہزار فٹ کی بلندی پر اڑ رہے تھے، اس نے مجھ سے کہا ''آپ یہاں سے زمین کو شناخت کریں'' مجھے جہاز کے شیشے سے بادلوں کے سوا کچھ دکھائی نہیں دے رہا تھا، ہم ائرپورٹ کے قریب پہنچ رہے تھے، لینڈنگ کا وقت ہو چکا تھا، پائلٹ آہستہ آہستہ جہاز کو زمین کے قریب لاتا گیا اور ہر بار مجھ سے پوچھتا ''کیا آپ کو کچھ نظر آ رہا ہے'' مجھے زمین پر کچھ دکھائی نہیں دے رہا تھا، پائلٹ بلندی سے نیچے آتے آتے ائرپورٹ کی عمارت کے اوپر آ گیا یہاں پہنچ کر مجھے عمارت اور ائر سٹرپ دکھائی دینے لگی، اس کے بعد پائلٹ نے بتایا'' ہمیں یہ پٹی دکھائی دے رہی ہے لیکن اس کے باوجود ہم کنٹرول روم کی ہدایت کے بغیر جہاز کو پٹی پر نہیں اتار سکتے لہٰذا القاعدہ نے بلندی سے نیویارک شہر کی سینکڑوں عمارتوں میں سے ورلڈ ٹریڈ سنٹر

Marfat.com

کو کیسے شناخت کیا اور پھر ''کمانڈ'' کے بغیر ان کا درست نشانہ کیسے لے لیا، ٹوئن ٹاور تو چلئے بلند تھے، لیکن انہوں نے آٹھ دس ہزار فٹ کی بلندی سی پینٹا گان کی عمارت کا اندازا کیسے لگایا اور دوسرا جب کوئی جہاز اپنے طے شدہ روٹ سے دائیں بائیں ہوتا ہے تو چند سیکنڈ میں آدھی دنیا کو خبر ہو جاتی ہے لیکن یہ جہاز اپنے روٹس سے سینکڑوں میل دائیں بائیں ہوئے اور کسی کو کانوں کان خبر نہیں ہوئی، یہ کیسے ممکن ہے'' پائلٹ کی بات درست تھی لیکن ہم اگر القاعدہ میں شامل لوگوں کی ذہانت دیکھیں تو کوئی چیز بعید القیاس نہیں، یہ لوگ امریکا کے پورے فضائی نظام کو ہائی جیک کر سکتے ہیں، امریکا کا خفیہ اطلاعاتی نظام ''انٹرانیٹ'' کہلاتا ہے، یہ ہمارے انٹرنیٹ کی طرح ہوتا ہے لیکن اس کی تمام لائنیں اور پاس ورڈ مختلف ہوتے ہیں اور کوئی غیر اہم، غیر سرکاری شخصیت اس سسٹم میں داخل نہیں ہو سکتی لیکن القاعدہ اس نظام میں داخل ہو چکی تھی چنانچہ امریکا کے تمام اعلیٰ ادارے ان کے سامنے تھے اور انہوں نے وہاں سے فلائٹس کا سارا سسٹم دائیں بائیں کر دیا، انہوں نے ورلڈ ٹریڈ سینٹر میں بھی ایسی ڈیوائسز لگا دیں جس نے جہاز کو سگنل دیے تھے، انہوں نے اس منصوبے کی فنڈنگ کے لئے لائبیریا کے ہیروں کے سمگلروں کو استعمال کیا تھا، القاعدہ کی ایک امریکن پاکستانی خاتون لائبیریا سے ہیرے امریکا سمگل کرتی تھی، یہ ہیرے فروخت کر کے ڈالر حاصل کئے جاتے تھے اور یہ ڈالر بعد ازاں اس مشن میں استعمال ہوئے، امریکیوں کا دعویٰ ہے القاعدہ نے کراچی کو اس آپریشن کا ہیڈ کوارٹر بنایا تھا، نائن الیون کے ملزم کراچی سے جعلی کاغذات پر امریکا پہنچے اور اس آپریشن کے دوران انہیں تمام ہدایات کراچی کے ذریعے ہی جاتی رہیں، بہر حال قصہ مختصر نائن الیون کا آپریشن ہو گیا اور اس کے بعد امریکا نے زخمی ہاتھی کی طرح راستے کے ہر پودے، ہر درخت کو اپنے پاؤں تلے روندنا شروع کر دیا، اس وقت القاعدہ اور اسامہ بن لادن امریکا کا سب سے بڑا ٹارگٹ تھا اور امریکا نے اس ٹارگٹ کے حصول کے لئے پاکستان کے دونوں بازو مروڑنا شروع کر دیے۔

جنرل پرویز مشرف اس وقت پاکستان کے حکمران تھے اور نائن الیون جیسی صورتوں میں

Marfat.com

بڑی طاقتوں کے لئے آمروں کے ساتھ ڈیل کرنا آسان ہوتا ہے چنانچہ امریکا کو اس بار بھی کامیابی ہوئی، صدر پرویز مشرف نے امریکی طیاروں کو پاکستانی ہوئی اڈوں کے استعمال کی اجازت دے دی، امریکی نیوی کو پاکستان کی سمندری حدود بھی عنایت کر دی گئیں اور پاکستان کی سرزمین سی آئی اے کے لئے بھی کھول دی گئی، اس دور میں اسلام آباد میں امریکیوں کے لئے ایک خصوصی سفارتی گیٹ بنایا گیا تھا، اس گیٹ کو ہمارے دفتر خارجہ کے اہلکار "گیمن گیٹ" کہتے تھے، اس گیٹ کے ذریعے گزرنے والے تمام امریکی اہلکاروں کو تصدیق کے بغیر پاکستان میں داخل ہونے کی اجازت تھی، امریکی سی آئی اے نے اس سہولت سے جی بھر کر فائدہ اٹھایا، یہ ہزاروں کی تعداد میں پاکستان آئے اور جدید ترین آلات بھی ساتھ لائے، یہ لوگ پورے ملک میں پھیل گئے، انہوں نے پشتو، اردو اور پنجابی سیکھی اور پاکستان میں رچ بس گئے، امریکا نے پاکستان ہی سے افغانستان کے خلاف آپریشن لانچ کیا اور پورے افغانستان کو غار کے دور میں دھکیل دیا، افغانستان میں طالبان کی حکومت ختم ہو گئی، افغانستان امریکا کے ہاتھ میں چلا گیا اور طالبان اور القاعدہ کی لیڈر شپ بکھر گئی اس دور میں امریکی میڈیا نے خبر دی اسامہ بن لادن تورا بورا کے پہاڑوں میں محصور تھے اور امریکا نے بھاری بمباری کے ذریعے انہوں نے غاروں میں مار دیا ہے۔ 2001ء سے 2011ء تک اسامہ بن لادن کی شہادت کی خبر سات بار جاری ہوئی، ان کی پہلی خبر 26 دسمبر 2001 کو فاکس نیوز نے شائع کی تھی، فاکس نیوز نے دعویٰ کیا تھا اسامہ جگر کی خرابی کی وجہ سے انتقال کر چکے ہیں، اس کی تصدیق میں مصری اخبار الوفد نے اسامہ کے جنازے کی خبر شائع کر دی۔ دوسری خبر جولائی 2002ء میں سامنے آئی، 18 جولائی کو ایف بی آئی کے سربراہ ڈال واٹسن نے بی بی سی کو انٹرویو دیتے ہوئے انکشاف کیا کہ اسامہ بن لادن مر چکے ہیں۔ تیسری خبر 16 اکتوبر 2002ء کو ٹیلی گراف نے اسرائیلی انٹیلی جنس کے حوالے سے شائع کی، اسی طرح 2005ء، 2006ء، 2007ء، اور 2009ء میں بھی اسامہ بن لادن کی ہلاکت کی خبریں آتی رہیں، اسامہ کی ہلاکت کی آخری بڑی خبر 23 دسمبر 2010ء کو واشنگٹن ٹائمز نے جاری

Marfat.com

کی، اس خبر میں اسامہ بن لادن کی قبر تک کی نشاندہی کی گئی تھی، اس دوران القاعدہ کا مشہور راہنما ابوالفراج اللبی 2 مئی 2005ء کو مردان سے پکڑا گیا، پاکستانی اور امریکی ایجنسیوں نے اس سے تفتیش شروع کی تو اس وقت معلوم ہوا اسامہ بن لادن نہ صرف زندہ ہیں بلکہ یہ پاکستان میں موجود ہیں۔ ابوالفراج نے نشاندہی کی یہ صوبہ سرحد میں کسی جگہ چھپے ہوئے ہیں اور ان کے ٹھکانے کا کسی کو علم نہیں، یہ ایک بڑی اطلاع تھی، اس اطلاع کے بعد سی آئی اے اور آئی ایس آئی نے اسامہ کو صوبہ سرحد میں تلاش کرنا شروع کر دیا، پچھلے سال آئی ایس آئی نے ایک مشکوک کال ٹریس کی، موبائل فون کے ذریعے ایک عربی نے سعودی عرب کال کی اور وہاں سے پیسے منگوائے، یہ ایک مختصر کال تھی، جلدی جلدی بات کی گئی اور اس کے بعد دو ماہ تک یہ فون بند رہا، اس کے بعد اس نمبر سے دوبارہ سعودی عرب بات کی گئی، یہ بات ہوئی اور ایک بار پھر فون بند ہو گیا، یہ فون صوبہ سرحد کے مختلف علاقوں میں استعمال ہوتا تھا اور استعمال کے بعد بند کر دیا جاتا تھا، آئی ایس آئی نے روٹین کے مطابق اگست 2010ء میں یہ نمبر سی آئی اے کے حوالے کر دیا، سی آئی نے کال ٹریس کرنا شروع کر دیں اور یہ دو ماہ میں اس موبائل کی لوکیشن اور اسامہ بن لادن تک پہنچ گئے۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے اسامہ بن لادن نے چھپنے کے لئے ایبٹ آباد کا انتخاب کیوں کیا؟

آپ اگر ایبٹ آباد کی بلال کالونی جائیں تو آپ کو معلوم ہو گا یہ کالونی پی ایم اے روڈ سے چند قدموں کے فاصلے پر ہے اور یہ کنٹونمنٹ ایریا کا حصہ ہے، یہ اسامہ جیسے شخص کے لئے پاکستان کی محفوظ ترین پناہ گاہ تھی، اس کی تین وجوہات ہیں۔ ایک، یہ کالونی پاکستان کے تین بڑے کنٹونمنٹس کے درمیان واقع ہے، نوشہرہ کینٹ اس سے ایک گھنٹے کے زمینی اور دس منٹ کے فضائی فاصلے پر ہے، راولپنڈی کینٹ اور جی ایچ کیو اس سے ڈیڑھ گھنٹے کے زمینی اور پندرہ منٹ کے فضائی فاصلے پر ہے اور ایبٹ آباد کی چھاؤنی اور کاکول جیسی بڑی ملٹری اکیڈمی اس سے ایک منٹ کے فاصلے پر ہے۔ پاکستان کے جوہری اور میزائل اثاثے بھی اسی عسکری تکون میں موجود ہیں اور پاکستان کی سب سے بڑی اسلحہ ساز فیکٹری، پاکستان کے ہیلی کاپٹر (تربیلا)، پاکستان ائرفورس کے طیارے

Marfat.com

اور اکیڈمی بھی اسی علاقے میں ہے، چنانچہ اسامہ جانتے تھے اس علاقے کی فضائی اور زمینی نگرانی انتہائی مشکل ہے اور پاکستان کبھی امریکا کو اس علاقے میں فوجی آپریشن یا سیٹلائٹ نگرانی کی اجازت نہیں دے گا اور یوں یہ اس علاقے میں محفوظ رہیں گے چنانچہ یہ چپ چاپ اس گھر میں پانچ سال تک محصور رہے۔

اب سوال یہ ہے، کیا 2 مئی کے آپریشن میں شہید ہونے والا شخص واقعی اسامہ بن لادن تھا؟ اس کا جواب ہے ''جی ہاں'' ہے، اس جی کے ثبوت میں دو شواہد کافی ہونگے، پہلا ثبوت امریکا کا اقرار ہے، اسامہ بن لادن ایک ایسی شخصیت ہے جس کے بارے میں امریکی غلط بیانی کا رسک نہیں لے سکتے، کیونکہ اگر اسامہ بن لادن اتنے بڑے آپریشن کے بعد زندہ نکل آئے یا یہ ثابت ہو جائے امریکی حکام نے ماضی میں مرنے والے اسامہ بن لادن کو دو مئی کو دوبارہ مار دیا تھا تو امریکا نہ صرف پوری دنیا میں بدنام ہو جائے گا بلکہ صدر اوبامہ سمیت اس آپریشن کے تمام ڈیزائنر اور تمام کارندوں کا کیریئر تباہ ہو جائے گا چنانچہ یہ لوگ اس معاملے میں ایک فیصد رسک نہیں لے سکتے۔ دوسرا ثبوت ہمارے فوجی حکام ہیں، پانچ مئی کو فوج اور آئی ایس آئی کے اعلیٰ قیادت نے چند صحافیوں کو بریفنگ دی، میں بھی اس بریفنگ میں موجود تھا، میں نے بریفنگ میں آئی ایس آئی کے اعلیٰ ترین جنرل سے پوچھا ''آپ کے پاس کیا ثبوت ہیں اس آپریشن میں مرنے والا شخص اسامہ بن لادن ہی تھا'' جواب میں انہوں نے بتایا کہ آپریشن کے بعد ہمیں اس گھر سے ایک خاتون کی نعش ملی جبکہ ایک خاتون کی ٹانگ میں گولی لگی تھی اور دو خواتین تندرست تھی، مرنے والی خاتون اسامہ کے سواتی گارڈ کی بیوی تھی جبکہ باقی تین خواتین اسامہ بن لادن کی اہلیہ تھیں، ان کے علاوہ گھر سے اسامہ کے 11 بیٹے اور 2 بیٹیاں بھی برآمد ہوئیں، ان خواتین نے تصدیق کی ہم اسامہ کی بیویاں اور یہ اسامہ کے بچے ہیں، ہم لوگ 2006ء میں ایبٹ آباد کے اس گھر میں آئے تھے اور ہم نے اور اسامہ نے پانچ برس اس گھر میں گزار دیئے، ہم لوگ کبھی گھر سے باہر نہیں نکلے۔ زخمی خاتون نے بتایا کہ وہ گولی لگنے کے بعد بے ہوش ہوگئی تھی، اس کے بے ہوش ہونے تک

Marfat.com

اسامہ زندہ تھے اور امریکی کمانڈوزان کے سر پر رائفلیں تان کر کھڑے تھے لیکن اسامہ کی بارہ سالہ بیٹی نے بتایا امریکیوں نے اس کے والد کو گولی ماری، ان کی نعش کو سیڑھیوں سے گھسیٹتے ہوئے نیچے لائے اور ہیلی کاپٹر میں ڈال کر لے گئے، اسامہ کی تین بیویوں اور بچوں کے اس اعترافی بیان کے بعد بھی انکار کی کوئی گنجائش نہیں رہ جاتی مگر اب سوال یہ ہے اسامہ ایبٹ آباد کب آئے، کیوں آئے، یہ گھر کیسے بنایا گیا، یہ پانچ سال تک اس گھر میں کیسے رہے اور ہماری ایجنسیوں کو اس کی اطلاع کیوں نہیں ہوئی؟ یہ سوال بھی پیدا ہوتا ہے، کیا ہماری فوج کو ان کی موجودگی کا علم تھا، ان سوالوں کے جواب آسان نہیں ہیں کیونکہ اس کیلئے القاعدہ اور اسامہ بن لادن کی نفسیات کو سمجھنا ضروری ہے۔

اسامہ بن لادن اور القاعدہ کے لیڈرز سرپرائز دینے کے ماہرین ہیں، یہ لوگ ہمیشہ اس جگہ وار کرتے ہیں جہاں کسی شخص کا دھیان نہیں جاتا، یہ لوگ انتہائی پڑھے لکھے اور سوشل بھی ہیں، آپ نائن الیون کے واقعے سے اندازہ لگالیجئے، یہ لوگ کئی ماہ تک امریکی معاشرے میں رچے بسے رہے اور کسی کو کانوں کان خبر نہیں ہوئی، نائن الیون آپریشن کے دوران ایران اور عراق نے بھی القاعدہ کی مدد کی تھی، یہ لوگ حزب اللہ کے کیمپوں میں ٹریننگ بھی لیتے رہے لیکن ان میں سے بھی کسی کو نائن الیون کی پلاننگ کا اندازہ نہیں ہوا، یہ لوگ کرنل قذافی سے بھی رابطے میں تھے لیکن انہیں بھی آپریشن کی بھنک نہیں پڑی، نائن الیون کے بعد جب القاعدہ نے اس آپریشن کی ذمہ داری قبول کی اور اس آپریشن میں ملوث لوگوں کی تصاویر اور تفصیلات سامنے آئیں تو کرنل قذافی سے لے کر صدام حسین تک تمام لوگ گھبرا گئے اور انہوں نے القاعدہ سے ترک تعلق کر لیا، اس قسم کے یہ سرپرائز ان لوگوں کی نفسیات بھی ہے اور تکنیک بھی، اسامہ جانتے تھے یہ ایبٹ آباد جیسے علاقے میں محفوظ رہیں گے چنانچہ یہ چپ چاپ ایبٹ آباد پہنچے اور ایک عام شہری کی طرح اس گھر میں آباد ہو گئے، اسامہ کی آمد سے پہلے ارشد خان اور طارق خان نے 04-2003ء میں یہ زمین خریدی، اس زمین کا چار بار انتقال ہوا، ارشد خان ولد نقاب خان کا نام اور شناختی کارڈ جعلی تھا، اس نے

Marfat.com

زمین خرید کر یہ گھر بنوایا اور اسامہ اپنے خاندان کے ساتھ اس گھر میں آباد ہو گیا، اس گھر میں تین منفرد چیزیں تھیں، اس گھر کی پہلی خصوصیت اس کی بارہ فٹ اونچی دیواریں ہیں، یہ دیواریں کنکریٹ سے بنائی گئی ہیں اور ان پر خاردار تاریں لگائی گئی تھیں، 2005ء کے زلزلے کے بعد لوگوں نے شاید ان کنکریٹ والز پر توجہ نہیں دی کیونکہ زلزلے کے بعد زیادہ تر گھر اسی طرح بنائے جا رہے تھے، گھر کی دوسری خصوصیت اس کے مکین تھے، اس گھر کی خواتین اول تو باہر نہیں نکلتی تھیں، کسی نے آج تک ان کا چہرہ نہیں دیکھا اور اگر یہ گھر سے باہر آتی تھیں تو بھی یہ پورا جسم آنکھوں تک کور کر کے کیری ڈبے میں گیٹ سے باہر نکلتی تھیں، یہ خواتین ڈیلیوری کے لئے کئی بار اس کمپاؤنڈ سے باہر آئیں لیکن اس کے لئے ایبٹ آباد کی بجائے دوسرے شہروں کے نرسنگ ہومز کا انتخاب کیا گیا، اس گھر کے بچے بھی کبھی کبھار باہر آتے تھے لیکن یہ ارشد خان اور طارق خان کی نگرانی میں آتے اور جاتے تھے اور اس دوران بچوں کا کسی کے ساتھ انٹرایکشن نہیں ہوتا تھا، گھر کی تیسری خصوصیت اس کا کوڑا تھا، یہ لوگ کوڑا بھی گھر سے باہر نہیں پھینکتے تھے، یہ اسے گھر کے احاطے میں جلا دیتے تھے، اس احتیاط کی وجہ یہ ڈر تھا کہ کہیں ان کے خون کا کوئی قطرہ یا پسینے کے نمونے گھر سے باہر نہ چلے جائیں اور اس سے ان کا ڈی این اے نہ نکال لیا جائے، یہ لوگ مارکیٹ سے سودا سلف منگواتے تھے لیکن یہ اسے استعمال نہیں کرتے تھے، انہوں نے گھر میں خوراک کا وسیع ذخیرہ رکھا تھا، آپریشن کے بعد فوج گھر سے اشیاء خورد نوش کے دو تین ٹرک بھر کر لے گئی، ان لوگوں نے ایک صحن میں سبزیاں اگا رکھی تھیں، گھر میں دیسی مرغیوں کا ایک بڑا ڈربہ بھی تھا جس میں سو کے قریب مرغیاں تھیں جبکہ دودھ کی ضرورت پوری کرنے کے لئے گھر میں دو گائیں تھیں، گھر میں خشک گوشت، کھجوروں، اخروٹ، بادام اور زیتون کے تیل کا وافر ذخیرہ بھی موجود تھا، اب سوال یہ ہے کہ اگر ان کے پاس اتنی خوراک تھی تو یہ بازار سے سودا سلف کیوں منگواتے تھے؟ اس کی وجہ بھی واضح تھی یہ لوگ گرد و نواح کے لوگوں کے دلوں میں شکوک پیدا نہیں کرنا چاہتے تھے، یہ نارمل زندگی کا امپریشن دیتے تھے، اس گھر میں گیس اور بجلی کے بھی چار چار میٹر لگے تھے، اس کی وجہ بھی بڑی

Marfat.com

کلئیر تھی، گھر میں ایک میٹر ہوتا اور اس کا بل زیادہ آجاتا تو کئی محکمے الرٹ ہو جاتے چنانچہ ان لوگوں نے بجلی اور گیس کا لوڈ چار چار میٹروں پر تقسیم کر رکھا تھا۔

یہ گھر اندر سے بھی دلچسپ ہے، آپ اگر اس کی طرف منہ کر کے کھڑے ہو جائیں تو آپ کے سامنے تین گیٹ آتے ہیں، درمیان کا گیٹ مین ہے، یہ گیٹ عمارت کے اندر کھلتا ہے، باقی دو گیٹس دو لانوں میں کھلتے ہیں، پہلا گیٹ مستقل طور پر بند ہے جبکہ دوسرا گیٹ بڑے لان میں کھلتا ہے، امریکن ہیلی کاپٹر اسی لان میں تباہ ہوا تھا، اس لان کے آخر میں ایک اور چھوٹا سا گیٹ ہے جو عمارت کے پیچھے کھلتا ہے، ان لوگوں نے عمارت کے دائیں بائیں اور پیچھے کی زمینیں بھی خرید رکھی تھیں، اس کی وجہ بھی واضح تھی، یہ نہیں چاہتے تھے ان کے گھر کے دائیں بائیں گھر بنیں کیونکہ اس سے بھی ان کے راز کھلنے کا اندیشہ تھا، یہ گھر تین منزلہ ہے، پہلی منزل پر تین بیڈ رومز ہیں، ان تمام بیڈ رومز میں اٹیچ باتھ روم کے ساتھ کچن بھی ہے، یہ کمرے اسامہ کی ایک بیوی اور ان کے بچوں کے زیر استعمال تھے، دوسری منزل پر چار بیڈ رومز ہیں، ان میں سے ایک بیڈ روم اسامہ کے زیر استعمال تھا، آپ نے ٹیلی ویژن پر اسامہ کا خون آلود بیڈ دیکھا ہوگا، یہ بستر دوسری منزل پر ہے اور یہیں سے ان کی نعش کو گھسیٹ کر سیڑھیوں کے ذریعے لایا گیا تھا، سیڑھیوں پر ابھی تک خون کے دھبے موجود ہیں، اس بیڈ روم کے باتھ روم میں کرسی نما کموڈ بھی ہے، یہ کموڈ عموماً ایسے مریض استعمال کرتے ہیں جو بول و براز کے دوران نیچے نہیں بیٹھ سکتے، اس منزل کا ایک کمرہ کلاس روم ٹائپ ہے، اس میں وائیٹ بورڈ لگا ہے اور اس وائیٹ بورڈ کے ساتھ سیاہ رنگ کے مارکر بھی پڑے ہیں، وائیٹ بورڈ پر عربی میں کچھ لکھا ہے، اس کمرے میں پنکھے کی ہک کے ساتھ سفید نواڑ کا ایک رسہ لٹک رہا ہے، یہ شاید ایکسرسائز کیلئے استعمال ہوتا تھا، اس کمرے کے دائیں بائیں تین کمرے ہیں اور ان میں اسامہ کی ایک بیگم رہتی تھی جس کے تین بچے تھے کیونکہ اس میں بچوں کے استعمال کا زیادہ سامان موجود نہیں، اس گھر کے ہر کمرے کے ساتھ ایک کچن ہے، بیڈ سخت اور عام سے ہیں، گھر کے گیراج میں ایک کیری ڈبہ اور پوٹھوہار جیپ تھی اور یہ دونوں بھی عام سی تھیں تاہم پورے گھر

Marfat.com

میں سینٹرل ہیٹنگ سسٹم ہے اور اسامہ بن لادن پورے خاندان کے ساتھ اس گھر میں پانچ سال تک چپ چاپ چھپا رہا اور یہ ایک بہت بڑا کمال ہے۔

امریکہ اُسامہ تک کیسے پہنچا یہ راز اب راز نہیں رہا، آئی ایس آئی نے 2010ء میں سی آئی اے کو ایک ایک موبائل فون نمبر دیا تھا، اس نمبر سے سعودی عرب کال کی جاتی تھی اور وہاں سے پیسے منگوائے جاتے تھے، پاکستان سعودی عرب حکومت سے زیادہ معلومات حاصل نہیں کرسکا چنانچہ آئی ایس آئی نے سی آئی اے سے درخواست کی آپ سعودی حکومت کو کنٹیکٹ کریں اور ان سے ان لوگوں کے بارے میں معلومات حاصل کریں جن سے پیسے منگوائے جاتے ہیں۔ سی آئی اے نے اس نمبر پر آبزرویشن لگادی، یہ نمبر ایک دو ماہ بعد آن ہوتا تھا، اس سے مختصر بات کی جاتی تھی اور بعدازاں بند کردیا جاتا تھا، یہ نمبر کبھی نوشہرہ میں استعمال ہوتا تھا، کبھی پشاور سے اور کبھی ایبٹ آباد سے، سی آئی اے سیٹلائٹ کے ذریعے ان جگہوں کی نگرانی کرتا رہا یہاں تک کہ یہ سم کی لوکیشن تک پہنچ گئے، یہ لوگ فروری 2011ء تک اس نتیجے پر بھی پہنچ گئے کہ اُسامہ بن لادن اس کمپاؤنڈ میں محصور ہے، اس کے بعد سی آئی اے کے ایجنٹوں نے اس علاقے کو گھیر لیا، یہ لوگ دکانداروں، خوانچہ فروشوں اور پھیری بازوں کے بھیس میں اس علاقے میں پھرتے رہے انہیں چند دنوں میں اندازہ ہوگیا یہ لوگ جلد سو جاتے ہیں اور صبح جلدی جاگتے ہیں یہ بھی بعید از قیاس نہیں کہ سی آئی اے نے سودا سلف کے بیگز میں کوئی ایسی چپ ڈال کر مکان کے اندر بھجوادی ہو جس نے اس آپریشن کے دوران امریکی ہیلی کاپٹرز اور سیٹلائٹس کی مدد کی ہو بہرحال قصہ مختصر یکم اور دو مئی کی درمیانی شب تین امریکی ہیلی کاپٹر بگرام سے ایبٹ آباد پہنچے یہ ہیلی کاپٹرز انتہائی جدید تھے اور یہ پرواز کے دوران ہمارے ریڈارز کی نظروں سے اوجھل رہے تھے، کمانڈو ایکشن ہوا اور امریکی سیلز نے اسامہ بن لادن کو شہید کردیا، کمانڈوز نے اسامہ بن لادن کی نعش اٹھائی اور یہ لوگ افغانستان واپس چلے گئے۔

یہ آپریشن امریکا کے لئے عزت لیکن ہمارے لئے باعث ندامت بن گیا کیونکہ اس کے بعد

Marfat.com

دنیا پر ہماری کمزوریاں کھل کر سامنے آ گئیں۔ ہم پر سب سے بڑا سوالیہ نشان یہ لگا کہ اسامہ بن لادن پانچ چھ سال سے اس کمپاؤنڈ میں مقیم تھا لیکن ہمارے خفیہ اداروں کو کانوں کان خبر نہیں ہوئی۔ دوسرا سوالیہ نشان آپریشن تھا، امریکا کے تین ہیلی کاپٹر افغانستان سے پاکستان آئے اور اسلام آباد سے صرف 20 منٹ کے فضائی فاصلے پر آپریشن کر کے باحفاظت واپس چلے گئے اور ہماری حکومت، ہماری فوج اور ہماری فضائیہ کو اس کی بھنک تک نہیں پڑی۔ ان دونوں سوالیہ نشانوں نے ہمارے بھرم کی عمارت بنیاد سے ہلا دی اور پاکستان کے اندر اور باہر دونوں اطراف سے یہ سوال اٹھایا جانے لگا کہ اگر پاکستان اس قدر نااہل ہے تو اس کے جوہری اثاثوں کا کیا بنے گا؟ کیا دہشت گرد یا امریکہ جیسا کوئی مضبوط ملک ان تک نہیں پہنچ جائے گا؟ یہ دونوں سوال اپنی جگہ لیکن ان کا جواب بھی موجود ہے اگر آئی ایس آئی اسامہ بن لادن کے وجود سے بے خبر تھی تو سی آئی اے بھی 2001ء میں ان 19 لوگوں کو شناخت نہیں کر سکی جو روزانہ ان کے درمیان گھومتے پھرتے تھے اور آخر میں انہوں نے امریکا کے ٹوئن ٹاور اور پینٹا گون کو اڑا دیا، امریکا اپنے تمام تر وسائل کے باوجود اسامہ بن لادن کو دس سال تک تلاش نہیں کر سکا تھا اور اس تلاش میں اس کے 50 کھرب ڈالرز خرچ ہو گئے اور دوسرا ہمارے ادارے نیوکلیئر اثاثوں کے بارے میں محتاط ہیں، یہ ان پر نظریں گاڑھے بیٹھے ہیں جبکہ اسامہ کا گھر اس ملک کے سوا کروڑ گھروں میں سے ایک گھر تھا اور دنیا کی بڑی سے بڑی خفیہ ایجنسی سوا کروڑ گھروں پر نظر نہیں رکھ سکتی بہر حال یہ سوال اپنی جگہ لیکن یہ حقیقت ہے پاکستان اب امریکا کا اگلا ٹارگٹ ہوگا، اس ٹارگٹ کی بے شمار وجوہات ہیں اس کی پہلی وجہ اعتبار ہے امریکا پاکستان کو ناقابل اعتبار سمجھتا ہے، امریکا کا خیال ہے پاکستان میں مذہب کا غلبہ ہے، لوگوں کا مسجدوں کی طرف رجحان ہے اور یہ رجحان فوج میں بھی موجود ہے، امریکا کا خیال ہے ہم جب حکومت، سیاستدان، فوج اور آئی ایس آئی کے ساتھ الگ الگ مذاکرات کرتے ہیں تو یہ تمام ادارے ہمیں اپنی وفاداری کا یقین دلا دیتے ہیں لیکن جونہی قومی سلامتی کا معاملہ آتا ہے یہ تمام ادارے اکٹھے بھی ہو جاتے ہیں اور ان کا موقف بھی ایک ہو جاتا

Marfat.com

ہے۔ تیسرا امریکا پاکستان کو اپنا ایک ایسا محفوظ اڈا بنانا چاہتا ہے جہاں بیٹھ کر یہ افغانستان، بھارت اور چین کو کنٹرول کر سکے لیکن پاکستان میں اس ڈیزائن کے خلاف مزاحمت پائی جاتی اور چوتھی اور آخری وجہ سی آئی اے کے ڈائریکٹر لیون پینٹا اور آئی ایس آئی کے ڈی جی جنرل شجاع پاشا کے اختلافات ہیں۔

امریکی ایجنسی سی آئی اے اور آئی ایس آئی دہشت گردی کے خلاف جنگ میں ایک دوسرے کا ساتھ دے رہی ہیں لیکن پچھلے سال سے دونوں ایجنسیوں کے درمیان اختلافات پیدا ہوگئے ہیں ان اختلافات کی پہلی وجہ پاکستان میں سی آئی اے کے ایجنٹوں کی تعداد میں اضافہ تھا، یہ ایجنٹ کیری لوگر بل کے ذریعے پاکستان آئے تھے امریکا نے کیری لوگر بل میں یہ شرط رکھی تھی کہ امریکہ کے ماہرین پاکستان آ کر تمام منصوبوں کی پڑتال کریں گے، اس بل کے بعد امریکا نے پاکستان میں اپنے ریجنل دفتر بنانا شروع کر دیئے اور ان ریجنل آفسز میں سی آئی اے کے جاسوس تعینات کرنا شروع کر دیئے۔ آپ کو یاد ہوگا کہ فوج نے اکتوبر 2009ء میں کیری لوگر بل کی شرائط پر اعتراض کیا تھا اور اس اعتراض کے بعد پاکستان اور امریکا کے درمیان اختلافات پیدا ہو گئے تھے لیکن ہماری سیاسی حکومت نے یہ شرائط تسلیم کر لیں۔ پچھلے سال تک امریکا میں پاکستانی سفارتخانے میں آئی ایس آئی کے افسر تعینات ہوتے تھے اور جب تک یہ لوگ کلیئر نہیں کرتے تھے اس وقت تک کسی امریکی کو ویزہ جاری نہیں ہوتا تھا لیکن پچھلے سال جولائی میں ہماری حکومت نے امریکا کے دباؤ میں آ کر آئی ایس آئی کے اس کردار کو محدود کر دیا اور اس کے بعد ایک رات میں 496 امریکیوں کو ویزے جاری کر دیئے گئے اور یہ لوگ پاکستان آ کر غائب ہو گئے۔ عسکری قیادت نے 5 مئی کو ہمارے سامنے یہ تسلیم کیا امریکا سے ایک سال میں سات ہزار لوگ پاکستان آئے ہیں اور یہ لوگ ملک میں غائب ہو گئے ہیں جنرل پاشا اور آرمی چیف اشفاق پرویز کیانی امریکیوں کی ان حرکتوں کے خلاف ہیں چنانچہ یہ امریکیوں سے اس پر احتجاج کرتے رہے اور اس احتجاج کی وجہ سے امریکا اور پاک فوج کے تعلقات خراب ہو گئے۔ ریمنڈ ڈیوس کے واقعے کے بعد ان اختلافات میں مزید اضافہ ہو گیا، امریکا نے ریمنڈ ڈیوس کی فوری رہائی کا مطالبہ کیا تھا لیکن

Marfat.com

پاکستانی فوج اور آئی ایس آئی نے اسے چھوڑنے سے انکار کر دیا اور یوں پوری دنیا میں امریکا کی جگ ہنسائی ہوئی، یہ معاملہ آخر میں میز پر آیا اور پاکستان ریمنڈ ڈیوس کو چھوڑنے پر رضا مند ہو گیا اور اس کے جواب میں امریکا نے پاکستان پر ڈرون حملے بند کرنے اور سی آئی اے کے اہلکاروں کو پاکستان سے واپس لے جانے کا وعدہ کر لیا، آئی ایس آئی نے امریکا کو 438 سی آئی اے اہلکاروں کی فہرست بھی دی جن کی سرگرمیاں مشکوک تھیں اور یہ لوگ پاکستان میں غلط کھیل کھیل رہے تھے۔ بہر حال قصہ مختصر ریمنڈ ڈیوس کو چھوڑ دیا گیا لیکن اس کی رہائی کے اگلے ہی دن امریکا نے 17 مارچ 2011ء کو دتہ خیل میں قبائلی جرگے پر ڈرون گرا کر اپنا وعدہ توڑ دیا، امریکا نے اپنے جاسوس واپس لے جانے سے بھی انکار کر دیا اس وعدہ خلافی پر آرمی چیف اور ڈی جی آئی ایس آئی نے امریکا پر واضح کر دیا کہ ہم اپنی حکمت عملی کا از سر نو جائزہ لیں گے، اس دھمکی سے امریکا ناراض ہو گیا اور اس کا بدلہ انہوں نے یکم اور دو مئی کو لے لیا۔ امریکا نے ہماری سرحدی خلاف ورزی بھی کی اور اس آپریشن میں پاک فوج اور آئی ایس آئی کو بھی اعتماد میں نہیں لیا امریکہ کا انتقام تا حال ٹھنڈا نہیں ہوا چنانچہ یہ اب ملا عمر اور ڈاکٹر ایمن الظواہری کی آڑ میں پاکستان پر براہِ راست حملوں کی منصوبہ بندی کر رہا ہے اگر خدانخواستہ یہ حملے شروع ہو جاتے ہیں تو پھر ہمارے پاس دو آپشن بچیں گے ہم ان کا جواب دیں، ہم اگر ان کا جواب دیتے ہیں تو امریکہ ہمیں افغانستان بنا دے گا اور دوسرا اگر ہم اس پر خاموش رہتے ہیں تو بھی ہم غار کے دور میں چلے جائیں گے۔ امریکہ ہماری اعلیٰ عسکری اور آئی ایس آئی قیادت کو بھی تبدیل کرانا چاہتا ہے اور یہ بھی ہمارے لئے نقصان کا سودا ہوگا کیونکہ یہ قیادت امریکہ کے ساتھ تعاون کر کے امریکہ کی نفسیات کو سمجھ گئی ہے یہ لوگ جان گئے ہیں دنیا میں امریکہ سے برا دوست کوئی نہیں چنانچہ اس لیول پر اس کی تبدیلی پاکستان کے مسائل میں بھی اضافہ کرے گی اور یہ ہماری نفسیاتی شکست بھی ہوگی۔ اللہ تعالیٰ ہم پر رحم کرے کیونکہ اب ہم امریکہ کا براہِ راست ٹارگٹ ہیں اور کسی بھی وقت کچھ ہو سکتا ہے۔

(بشکریہ روزنامہ ایکسپریس)

Marfat.com

اسامہ، اوباما، ڈرامہ!

ڈاکٹر محمد اجمل نیازی

وقت نیوز پہ ایک رپورٹ میں ''مرحوم'' اسامہ اور ''صدر'' اوباما کی مماثلتوں اور مطابقتوں پر بات کی گئی۔ دونوں کی آنکھیں بڑی ملتی جلتی ہیں۔ اوباما داڑھی رکھ لے تو بالکل اسامہ ہوگا۔ یہ تصویر بھی امریکی سی آئی اے جھوٹ اور دھوکے کے لئے استعمال کر سکتی ہے اور کرے گی۔ اسامہ داڑھی منڈوالے تو بالکل اوباما لگے گا۔ مگر وہ ایسا نہیں کرے گا۔ امریکی جو ایک جھوٹی خبر پر جشن منا رہے ہیں، بے وقوفی کی حد تک سادہ ہیں۔ اس سے پہلے صدر بش نائن الیون کے فراڈ سے امریکی قوم کو یرغمال بنا چکا ہے۔ تب امریکیوں کو ماتم کرنے پر مجبور کیا گیا تھا۔

نوائے وقت میں مقتول اسامہ اور مقبول اسامہ کی تصویریں ساتھ ساتھ شائع ہوئی ہیں۔ کمزور نظر والے بندے کو بھی پتہ چل رہا ہوگا کہ یہ دو مختلف آدمیوں کی تصویریں ہیں۔ صدر بش کی دوسری بار انتخابی کامیابی کے لئے جو تقریر جس اسامہ نے کی تھی اس کی تصویر الگ ہے۔ اب صدر اوباما کی دوسری بار کامیابی کے لئے اسامہ کی یہ تصویر ہے۔ مجھے یقین ہے کہ اوباما سے داڑھی رکھوا کے اس کی تصویر سے وہ اسامہ کا کام لیں گے۔ نجانے کیوں مجھے صدر اوباما کے انجام سے ڈر لگتا ہے۔ پھر ایک شخص کالم لکھے گا، جس کا عنوان ہوگا۔ ''اوباما کا انجام''۔ ایک گمنام اخبار میں داڑھی سمیت صدر اوباما کا کارٹون چھپا ہے۔ نیچے لکھا ہے، ابھی امریکی سی آئی اے کی نظر اس تصویر پر نہیں پڑی۔ اسامہ، اوباما، ڈرامہ۔ مجیب الرحمٰن شامی کے اخبار میں ''رات گئے آپریشن'' کو امریکی شب خون کا نام دیا گیا ہے۔ جس انداز میں اس ڈرامے کا سکرپٹ تیار کیا گیا ہے وہ بہت احمقانہ ہے۔ کم از کم ہالی وڈ والوں سے فلمی ٹریننگ امریکی دہشت گردوں کو لینا چاہیے تھی۔ اسامہ کے نام سے امریکی بہت ڈرتے ہیں اور دنیا والوں کو ڈرا کے رکھا ہوا ہے۔ ایک آدمی جس کے پاس نہ ملک

Marfat.com

ہے، نہ فوج ہے نہ مورچہ ہے، نہ میدان ہے۔ اس آدمی سے واحد سپر پاور امریکہ ڈرتا ہے۔ وہ افغانستان کو فتح نہ کر سکا اور افغانستان سے ''عزت مندانہ'' نکلنے کے لئے یہ ڈرامہ رچایا گیا۔ وہ ویت نام سے ذلیل وخوار ہو کے نکلا تھا تو کمبوڈیا کو پھنسا گیا۔ اب افغانستان سے بھاگے گا تو پاکستان کو اجاڑ کے زخم زخم کرے گا۔ اسامہ امریکیوں کی طرح طاقت کے نشے میں بدحواس نہیں کہ ایبٹ آباد میں پناہ لیتا۔ شمالی وزیرستان میں امریکی اور نیٹو فورسز داخل نہیں ہو سکتیں۔ افغانستان کے کئی علاقوں میں ان کا کوئی کنٹرول نہیں۔ پہاڑوں میں اپنا مسکن بنانے والا ایک گھر میں کیوں چھپتا۔ اپنی افغان حکومت پٹھانوں نے ملا عمر کی قیادت میں تباہ کر لی مگر اسامہ پر آنچ نہ آنے دی۔ اب وہ اسے بے یار مددگار کیوں چھوڑیں گے۔ امریکی ملا عمر تک نہیں پہنچ سکے۔ ایبٹ آباد ایسا شہر ہی نہیں القاعدہ کا وہاں نام ونشان نہیں۔ ایبٹ آباد کے لئے یہ مطمئن صورتحال امریکیوں کے لئے سازگار تھی کہ وہ نہتے دشمن پر حملہ کرتے ہیں۔ یہ بھی تسلی تھی کہ ان کے ہی منظور کرائے گئے نام خیبر پختونخوا صوبے کا شہر ہے، صوبہ سرحد کے کسی شہر میں امریکیوں کی جرأت نہ تھی۔ اسفند یار سے امریکہ کا سودا ہو چکا ہے۔ یہ پاکستان مخالف خاندان بھارت کے ساتھ ہے۔ وہ روس کے ساتھ تھا تو یہ روس کے غلام تھے۔ اب امریکہ کے نوکر ہیں۔ ایبٹ آباد کے لئے دوسری پسندیدگی یہ تھی کہ اس طرح پاک فوج اور آئی ایس آئی کو بدنام کرنے میں آسانی تھی کہ کاکول اکیڈمی کا پڑوس اس شہر کو حاصل ہے۔ وہ جو آدمی قتل ہوا ہے اس کا قصور صرف یہ تھا کہ وہ اسامہ کا ہم شکل تھا۔ باقی کام پلاسٹک سرجری اور جدید ٹیکنالوجی سے کر لیا گیا ہوگا اسکا کریڈٹ یہ بھی ہے کہ اس نے آخر وقت تک مزاحمت کی کہ مجھے امریکی ظالموں نے اسامہ بنا دیا ہے تو مجھے بزدلی نہیں دکھانا چاہیے۔ صدر صدام حسین بھی امریکہ کا کارکن تھا۔ اس کا ایران پر حملہ ایک ناقابل معافی گناہ ہے جو اس سے امریکہ نے کرایا مگر وہ تختہ دار پر جس شان سے گیا امریکہ شرمندہ ہو گیا اور صدام زندہ ہو گیا۔ اسے کہتے ہیں نئی زندگی......

جس دھج سے کوئی مقتل میں گیا وہ شان سلامت رہتی ہے

Marfat.com

یہ جان تو آنی جانی ہے اس جان کی کوئی بات نہیں

مسلمانوں کی تاریخ ایسی شاندار اموات سے بھری پڑی ہے۔موت کی طرف جانے کے لئے زندگی کی راہ سے ہو کے جانا پڑتا ہے۔ مجھے لگتا ہے جو کوئے یار سے نکل کے نہیں جاتا وہ سوئے دار جانے کے قابل ہی نہیں ہوتا۔ رومانس یعنی عشق و مستی اور موت دونوں کے لئے ضروری ہے۔

صدر اوباما کمپلکس کا مارا ہوا کمزور امریکی صدر ہے۔ ریمنڈ کے لئے اس کی اپیل شرمناک تھی اور اب اسامہ کی شہادت کی خبر دینے کے لئے قوم سے خطاب اسے زیب نہیں دیتا تھا۔ امریکہ کو کوئی شکست نہیں دے سکتا مگر وہ خود تو شکست پہ شکست کھائے چلا جا رہا ہے۔ کتنے سالوں سے اسامہ کی طلسماتی شخصیت امریکیوں کے حواس پر حاوی ہے۔ صدر اوباما کا یہ جملہ صدر بش کی ظالمانہ، بزدلانہ اور احمقانہ پالیسیوں کی یاد دلاتا ہے۔ اسامہ کی ہلاکت (شہادت) سے دنیا محفوظ ہوگئی ہے۔ عراق کو جھوٹ بول کر ''فتح'' کرنے والے ایک نہتے صحافی نے جوتا مار کر مبارکباد پیش کی تھی۔ اب صدر اوباما کس طرح کی مبارکباد کا منتظر اور مستحق ہے؟ جھوٹ بول کر افغانستان اور پاکستان سے باعزت اور بامراد نکلنا اس کے مقدر میں نہیں اور اوباما کے لئے صدر بش بننا بھی ممکن نہیں۔

وہ تقریر میں لطیفوں سے کام چلاتا ہے۔ نقلی اسامہ کی جعلی ہلاکت کا سن کر سادہ مگر مظلوم امریکی ناچتے کودتے گھروں سے باہر نکل آئے۔ مجھے ایک نوجوان کے کندھوں پر سوار شوخ امریکی لڑکی اچھی لگی وہ بڑھکیں لگا رہی تھی۔ صدر اوباما قوم سے خطاب کر سکتا ہے تو صدر زرداری کیوں نہیں کر سکتا تھا۔ جنرل (ر) جاوید نے کہا کہ مشکوک صورتحال میں امریکی پاگل ہیں۔ دو ہیلی کاپٹروں کے ذریعے چھپ کر کی جانے والی کارروائی کو عظیم فتح قرار دے رہے ہیں۔ اس طرح اسامہ کو مزید ہیرو بنایا جا رہا ہے۔ اسے صرف حکمران اوباما کیش کرائے گا۔ جیسے پاکستان میں ہو رہا ہے۔ مگر امریکہ اپنے ملک میں معاشی صورتحال کے لئے معاملات ٹھیک نہیں کر لیتا تو کچھ حاصل نہیں ہوگا۔ یہ نان ایشو کی سیاست تو پاکستانی سیاست ہے۔ جنرل جاوید کے بقول صدر زرداری نے اپنی خاموشی کو ایک ہتھیار کے طور پر استعمال کیا ہے۔ وزیر اعظم گیلانی نے سوچے سمجھے بغیر

Marfat.com

امریکی کارروائی کو اپنی فتح قرار دیا ہے۔ وہ دوسروں کے مارے ہوئے شکار پر گزارا کرنے والا آدمی ہے۔ ہمارے سیاست دان نہیں جانتے کہ خاموشی بیان سے اچھی ہوتی ہے۔ جنرل کیانی نے اس واقعہ کے بعد برسلز جانے سے انکار کر دیا مگر وزیراعظم گیلانی فرانس چلا گیا۔

پاکستانی میڈیا اس سے غافل ہے کہ یورپی، امریکی اور بھارتی میڈیا نے کیا کیا بکواس کی ہے۔ پاکستانی میڈیا صرف امریکہ کی زبان بول رہا ہے۔ ایک ٹی وی چینل یہ کریڈٹ لے رہا تھا کہ اسامہ کی ہلاکت کی خبر سب سے پہلے اس نے دی ہے۔ ڈرون حملوں کے بعد مرنے والوں کو ہمارا میڈیا فوراً دہشت گرد قرار دیتا ہے۔ سارے اینکر پرسن امریکہ کے لئے ایک دوسرے پر بازی لے جانے کو بے قرار رہتے ہیں اور جھوٹ بولتے ہیں۔ اسامہ شہید کی لاش سمندر میں بہانے کی خوف زدگی کیا ہے؟ بڑے لوگوں کی قبریں دلوں میں ہوتی ہیں۔ پورا سمندر اسامہ کی قبر ہے۔ وہ بھی امریکہ کا دوست تھا۔ امریکہ اپنے دوستوں کے ساتھ یہی کچھ کرتا ہے۔ پھر بھی لوگ اس کی دوستی پر اعتبار کر لیتے ہیں۔ مجھے اسامہ کے طریق کار سے اختلاف ہے مگر میں اس کے لئے اعتراف بھی دل میں رکھتا ہوں ظالم امریکہ اسامہ کی لاش سے بھی ڈر رہا ہے۔ بہادر عرب کے لئے بحیرہ عرب ہی مناسب تھا۔ لیکن اگر اسامہ شہید کل کسی پہاڑ پر اپنی چھڑی لئے چڑھتا ہوا نظر آیا تو امریکہ بہادر کیا کرے گا؟

(بشکریہ روزنامہ نوائے وقت)

Marfat.com

اسامہ کی ہلاکت کھلا قتل ہے

زاہدہ حنا

اسامہ بن لادن کی ہلاکت سے ایک باب بند ہوا اور ایک ہزار ایک ابواب کھل گئے، پاکستان کی خودمختاری، سلامتی، دوستی اور دشمنی کے معاملات کے بارے میں ان گنت سوالات ہیں اور کہیں سے ان کے سچے جواب نہیں آتے۔ اب اس واقعے کی تمام ذمہ داری ان کی دہلیز پر رکھی جارہی ہے جو گزشتہ تین برسوں سے میر کے اس مصرعے کی تصویر بنے بیٹھے ہیں کہ ''ناحق ہم مجبوروں پر تہمت ہے مختاری کی۔''

آنے والے دن ہمارے لیے کیا کچھ لے کر آرہے ہیں، اس کا اندازہ کسی نہ کسی حد تک ابھی سے لگایا جاسکتا ہے، ہمارے تجزیہ نگاروں اور ٹیلی وژن پر سیاسی مکالمہ کرنے والوں کی بے چینی قابل فہم ہے۔ ان کی سمجھ میں نہیں آرہا کہ وہ عسکری اور سیاسی قیادت کے صبح وشام بدلتے ہوئے بیانات میں سے سچ کو کس طرح تلاش کریں۔ ہمارے یہاں ایک سطح پر جو رنج وملال ہے، وہ قابل فہم ہے۔ وہ لوگ جو اسامہ کو اپنا ہیرو سمجھتے تھے، انہیں پرامن طور پر اپنے اس رنج کا اظہار کرنے کا حق ہے، امریکی حکومت کے خلاف سخت بیانات دینا اور احتجاج کرنا بھی ان کا حق ہے لیکن اس کے ساتھ ہی ہمیں اس طرف بھی نگاہ ڈالنی چاہیے کہ امریکا میں بے دھڑک اپنی بات کرنے والے باضمیر افراد اس سارے معاملے کو کس طرح دیکھ رہے ہیں۔

جمعے کی رات کو امریکی ٹیلی وژن چینل سی این این سے مائیکل مور کا گھنٹے بھر کا ایک انٹرویو نشر ہوا جس میں سوالات اس چینل کے معروف اینکر پرسن پیرز مورگن کر رہے تھے۔

سرخ رنگ کی پی کیپ سر پر رکھے ہوئے ایک شخص ٹی وی اسکرین پر نظر آرہا تھا جو اپنے چہرے مہرے سے کسی ٹرک کا ڈرائیور یا ہارڈ ویئر اسٹور پر کام کرنے والا دکھائی دیتا تھا لیکن

Marfat.com

درحقیقت وہ ایک ایسا امریکی ہے جو ری پبلکن پارٹی سے تعلق رکھنے والوں، نسبتاً قدامت پسند امریکیوں اور انتظامیہ میں بیٹھے ہوئے سخت گیر لوگوں کے پہلو میں کانٹے کی طرح کھٹکتا ہے اور دنیا اسے مائیکل مور کے نام سے جانتی ہے۔ نائن الیون کے سانحے کے بعد مائیکل مور نے جو ڈاکو منٹری فلم بنائی اور جو متنازعہ مؤقف اختیار کیا اس نے مور کو امریکی انتظامیہ کے لیے ایک ناپسندیدہ شخصیت بنا دیا، مائیکل مور اپنی ڈاکومنٹری پر آسکر ایوارڈ لے چکا ہے اور اس کا شمار امریکا کے اس لبرل طبقے سے ہے جو امریکا کو سفاک اور کمزور ملکوں اور قوموں کو کچل دینے والی عالمی طاقت کی بجائے ایک شریف اور ذمے دار ملک کے طور پر دیکھنا چاہتا ہے۔

سی این این پر مور کا ایک گھنٹے کا یہ انٹرویو براہ راست نشر ہو رہا تھا اور سوالات کرنے والا پیرز موگن جو ابتداء میں پر اعتماد اور پرسکون نظر آرہا تھا، انٹرویو کے اختتام پر مضطرف ہو چکا تھا اور بار بار پہلو بدل رہا تھا۔

مائیکل مور نے دوٹوک الفاظ میں کہا کہ ہمارے یہاں بن لادن کی موت کا جشن منایا جارہا ہے لیکن یہ جشن غلط ہے اور بدمذاقی ہے۔ اس نے امریکی حکومت پر کڑی تنقید کرتے ہوئے کہا کہ ہمیں اسے گرفتار کر کے امریکا لانا چاہیے تھا اور اس پر مقدمہ چلانا چاہیے تھا۔ اس کا کہنا تھا کہ میری تربیت جن اقدار کے ساتھ ہوئی ہے ان میں کسی کی موت کا جشن منانا ہمیں یا کسی کو بھی زیبا نہیں۔ اسامہ کی ہلاکت کا سن کر وہ لوگ جن کے اپنے نائن الیون کے حملے میں جاں بحق ہو گئے تھے انہیں یاد کرنے اور ان کے لئے دعا کرنے گراؤنڈ زیرو پہنچے تو وہاں سینکڑوں نوجوان ہاتھوں میں شیمپین کی بوتلیں لیے جشن منا رہے تھے۔ یہ سوگوار لوگ اس غل غپاڑے کے لیے تیار نہیں تھے، وہ بیہودگی کے اس مظاہرے سے کچھ اور غم زدہ تو ہو سکتے تھے، ان کے جشن میں شریک نہیں ہو سکتے تھے۔

مائیکل مور ان امریکیوں میں سے ہے جو اس خبر کے آتے ہی بہ آواز بلند یہ کہہ رہے ہیں کہ اسامہ کی ہلاکت کھلا قتل ہے۔ ان لوگوں کا کہنا ہے کہ اسامہ کو گرفتار کر کے امریکا لانا چاہیے تھا جہاں اس پر کھلی عدالت میں مقدمہ چلتا جسے دنیا دیکھتی اور ہمارے بارے میں نہ کہا جاتا کہ ہم قاتلوں کا

Marfat.com

ٹولہ ہیں۔ مائیکل مور کا کہنا تھا کہ اسامہ مر چکا ہے لیکن سچ تو یہ ہے کہ وہ جیت گیا ہے۔ ہم اس شخص کے پھیلائے ہوئے خوف و ہراس سے اس حد تک متاثر ہوئے کہ ہم نے اپنی شہری آزادیوں اور اپنے حقوق سے ہاتھ اٹھالیا۔ ہم نے بے چوں و چراں پیٹریاٹک بل منظور ہونے دیا، ہمارے کھربوں ڈالر اس غیر ضروری جنگ کی دلدل میں غرق ہوئے۔ ہم پر خوف کی حکمرانی ہے اور ہماری اسلحہ سازی کی صنعت کو اس خوف کی ضرورت ہے جس سے وہ ڈالروں کے انبار لگا سکیں۔

اس نے سابق صدر بش پر کڑی تنقید کی جس نے ان امریکیوں کو بہت ناراض کیا ہوگا جن کے خیال میں بش جونیئر کسی عظیم مدبر سے کم نہیں۔ اس کا کہنا تھا کہ ہم نے دوسری جنگ عظیم کے خاتمے پر نازی قیادت کو گرفتار کر کے ان پر نیورمبرگ میں مقدمہ چلایا تھا، دنیا کے سامنے ان کے جرائم کی فہرست رکھ دی تھی اور اس مقدمے کا سامنا کرنے والے نازیوں سے کہہ دیا تھا کہ اگر وہ اپنے جرائم کا دفاع کر سکتے ہیں تو ضرور کریں۔ لیکن ہم نے اسامہ کو اس وقت ہلاک کیا جب وہ خود ہمارے کہنے کے مطابق غیر مسلح تھا۔ اسے قتل کے سوا اور کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ کاش ہم اسے یہاں لے کر آتے، اس پر مقدمہ چلتا، اس سے سوالات ہوتے اور دنیا دیکھتی کہ امریکی اپنے دشمنوں کے ساتھ بھی انصاف کرتے ہیں۔

مائیکل مور نے اپنے غصے اور جھنجھلاہٹ کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ میں سمجھتا ہوں اسامہ پر مقدمہ چلائے بغیر اسے ختم کر کے ہم اپنی روح سے محروم ہوگئے ہیں۔ وہ روح جو انصاف میں اور سب کے لیے انصاف میں یقین رکھتی ہے۔

مائیکل مور سے یہ انٹرویو کرتے ہوئے پیرز موگن کے چہرے کا رنگ کبھی سرخ اور کبھی زرد پڑتا رہا۔ مورگن نے مور کی بات کاٹنے کی کوشش کی لیکن اس نے مورگن کی اک نہ سنی۔ اسامہ کے حوالے سے وہ بالکل وہی سوالات کرتا رہا جو ایک پاکستان میں کیے جا رہے ہیں، سابق صدر جونیر بش کے بارے میں وہ اپنی ناپسندیدگی پر ہلکا سا پردہ ڈالنے کے لیے بھی تیار نہیں تھا۔ اسے صدمہ اس بات کا تھا کہ بش جونیر نے اپنے اقتدار کو طول دینے اور اسلحہ ساز صنعت کاروں کے کاروبار کی

Marfat.com

وسعت اور فروغ لیے امریکا کو اخلاقی اور معاشی طور پر تباہ کر دیا۔

مور سے یہ کہا جا سکتا ہے کہ انیسویں صدی اور اس سے پہلے کی بات جانے دیجیے بیسویں صدی میں امریکا نے اپنی اخلاقی گراوٹ اور اپنی ساکھ کو تباہ کرنے میں کون سی کسر اٹھا رکھی تھی؟ اور اکیسویں صدی کے آغاز سے ہی بش جونیئر نے جو کارنامے انجام دیے یہ اسی کا نتیجہ ہے کہ مسلم دنیا میں امریکی سامراج کے خلاف نفرت کے وہ بیج بوئے گئے جن کی لہلہاتی ہوئی فصل سے سب ہی لرزاں و ترساں ہیں۔

مسلم دنیا امریکا کے خلاف اپنی نفرت کا اظہار کرنے میں حق بجانب ہے لیکن اس مرحلے پر ہمیں ''انتقام'' کے نعرے لگانے اور اپنی نسلوں اور اپنے ملکوں کو جوابی انتقام کی آگ میں جلا دینے کی بجائے وہ حکمت عملی اختیار کرنی ہوگی جو ہمیں علم و ہنر اور جدید ترین ٹیکنالوجی کی دولت سے مالا مال کرے۔ یہی دولت ہمیں آئندہ کسی بڑی طاقت کے سامنے شرمندہ ہونے سے محفوظ و مامون رکھ سکتی ہے۔ اس کے ساتھ ہی ہمیں ان امریکی دانشوروں، صاحبان علم اور باضمیر افراد کے بارے میں جاننے کی ضرورت ہے جو امریکی سماج میں ہمارا مقدمہ زیادہ مہارت اور زیادہ قوت سے لڑ سکتے ہیں۔ یہ لوگ امریکی رائے عامہ پر اثر انداز ہونے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ وہ اپنی حکومت اور عسکری قیادت کو اس وقت مشکل میں ڈال دیتے ہیں جب وہ ان سے یہ کہتے ہیں کہ تم نے اپنے سب سے بڑے دشمن کو میدان جنگ میں نہیں، ایک کمرے میں اس وقت ہلاک کیا جب وہ غیر مسلح تھا۔ اس ہلاکت پر جشن مت مناؤ یہ قتل ہے۔ اور اس قتل کا حساب ہمیں درکار ہے۔

امریکا میں مائیکل مور جیسے بے باک اور اپنی حکومت کو چیلنج کرنے والے لوگوں کی کمی نہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جو امریکی اسلحہ سازوں کے خلاف لڑتے ہیں اور ان کی خلاف بھی جو نسل، رنگ، عقیدے اور علاقے کی بنیاد پر دنیا کے کسی بھی گروہ سے یا اس کے مذہب سے نفرت کرتے ہیں اور ان کے خلاف کسی محدود یا لامحدود جنگ کی بساط بچھا دیتے ہیں۔

یہی وہ لوگ ہیں جو چیخ کر اپنی حکومت سے کہتے ہیں کہ اسامہ کی ہلاکت کھلا قتل ہے، یہی

Marfat.com

ہیں جو افغانستان اور عراق پر اپنی حکومت کی فوج کشی کو دہشت گردی کہتے ہیں۔ یہ امریکی رائے عامہ پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ اس موقعے پر مجھے ایک اور امریکی یاد آتا ہے لیکن اس کی بات آئندہ سہی۔

(بشکریہ روزنامہ ایکسپریس)

Marfat.com

اب کیا ہونے والا ہے

عبدالباسط

اسامہ بن لادن کے واقعہ کو کئی روز گزر چکے ہیں اور جو کچھ ہم پڑھ، سن اور دیکھ رہے ہیں، اس کے مطابق اسامہ کا باب ہمیشہ کے لئے بند ہو چکا ہے۔ اسامہ بن لادن کے جاں بحق ہونے کے بارے میں متضاد آرا ہیں۔ کچھ لوگوں کے مطابق اسامہ بن لادن ہلاک نہیں ہوئے، بلکہ امریکہ نے کچھ مخصوص مقاصد کے حصول کے لئے سوچا سمجھا ڈرامہ رچایا ہے۔ کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ اسامہ کو پکڑا کہیں اور سے گیا، جبکہ ہلاک پاکستان میں لا کر کیا گیا، جبکہ کچھ حلقوں کا کہنا ہے کہ اسامہ بن لادن طویل عرصہ پہلے جاں بحق ہو چکے تھے، لیکن امریکہ نے ان کی ہلاکت کو کیش اب کروایا ہے...... یہ تمام آراء اپنے پیچھے بہت ٹھوس دلیلیں دکھتی ہیں، مثلاً اسامہ بن لادن کی ہلاکت کو تسلیم نہ کرنے کا جواز یہ ہو سکتا ہے کہ وہ شخص جو سوویت وار کے دوران دنیا کی سب سے بڑی ایٹمی قوت کے لئے لوہے کا چنا ثابت ہوا اور اسے تگنی کا ناچ نچاتا رہا، صرف چالیس منٹ کے آپریشن میں چپ چاپ جاں بحق نہیں ہو سکتا۔ طویل عرصہ قبل جاں بحق ہونے کی ٹھوس دلیل یہ ہے کہ مبینہ طور پر وہ گردوں کے مرض میں مبتلا اور خاصے کمزور تھے، جس کی وجہ سے وہ طبعی طور پر جاں بحق ہو گئے۔

البتہ کہیں اور سے لا کر پاکستان میں ہلاک کرنے کا تصور خاصا قابل بحث ہے۔ ہوا چاہے کچھ بھی ہو، لیکن یہ بات تو طے ہے کہ امریکہ نے پاکستان میں یہ ڈرامہ رچا کر ساری دنیا کو یہ یاد کرایا ہے کہ پاکستان دہشت گردوں کی آماجگاہ ہے، جبکہ بھارت اور مغربی ممالک سمیت پاکستان کے دشمن اب یہ ثابت کرنے پر زور لگا رہے ہیں کہ ایمن الظواہری سمیت القاعدہ کی تمام قیادت پاکستان میں ہی روپوش ہے۔ 2001ء سے آج تک دہشت گردی کے خلاف جنگ میں

Marfat.com

پاکستان نے فرنٹ لائن اتحادی کا کردار ادا کیا، پینتیس ہزار سے زائد جانیں گنوائیں اور چالیس سے پچاس ارب ڈالر کا نقصان برداشت کیا، لیکن اس کا صلہ سی آئی اے کے چیف کے اس بیان کی صورت میں ملا ہے کہ ''یا تو پاکستان ملوث ہے یا پھر نا اہل''......سونے پر سہاگہ یہ کہ بھارت نے بھی پاکستان میں ایسی ہی کاروائیاں کرنے کی دھمکی دے دی ہے۔

جہاں تک اس سوال کا تعلق ہے کہ امریکہ کو سب کچھ کرنے کی ضرورت کیوں پیش آئی؟ تو اس کی کئی ٹھوس وجوہات ہوسکتی ہیں۔ اوّل یہ کہ امریکہ اس خطے سے باعزت انخلاء چاہتا ہے ، کیونکہ اسے یہ احساس کافی عرصہ قبل ہی ہو چکا ہے کہ وہ جدید ترین ٹیکنالوجی اور مضبوط عسکری قوت ہونے کے باوجود افغانستان میں کامیاب نہیں ہوسکتا، جہاں لوگ بے سروسامانی کے باوجود اپنی غیرت وعزت کو سودا کرنے کو تیار نہیں ہیں۔۔ ''پلٹنا، جھپٹنا اور جھپٹ کر پلٹنا''۔۔ویسے ہی افغانوں میں شمالی اتحاد کے مرحوم کمانڈر احمد شاہ مسعود کے سوویت وار کے دوران دیئے گئے انٹرویو سے بھی ہوتا ہے، جس میں صحافی نے ان سے پوچھا کہ سوویت یونین کو افغانستان سے باہر دھکیل دینے کے بعد آپ کیا کریں گے، تو احمد شاہ مسعود نے جواب دیا تھا کہ اس کے بعد ہم آپس میں لڑیں گے۔

افغانوں کی غیرت وحمیت کا ایک مظاہرہ خود میں نے انٹرنیشنل چینل پر چلنے والی ایک دستاویزی فلم میں دیکھا۔ اس میں دکھایا گیا کہ امریکی فوجیوں نے افغانستان کے ایک گاؤں میں تلاشی لیتے ہوئے ایک گھر سے پھٹے پرانے کپڑے اور بہت بوسیدہ ٹوٹے ہوئے جوتے پہنے ایک بہت بوڑھے افغان بزرگ کو گھر سے باہر نکالا اور کھیت میں لاکر ہاتھ پشت پر باندھے اور زبردستی گھٹنوں کے بل بٹھا دیا۔ اس کے بعد ایک فوجی نے اس بوڑھے افغان کو سر جھکانے کو کہا، مگر اس نے سر جھکانے سے انکار کر دیا۔ فوجیوں نے بے تحاشا تشدد کیا، مگر اس غیرت مند افغان کو سر جھکانے پر مجبور نہ کر پائے۔ شاید یہی وجہ ہے کہ تاریخ میں آج تک کوئی بھی حملہ آور افغانستان پر زیادہ دیر تک تسلط برقرار نہیں رکھ پایا۔ اسامہ بن لادن کی پاکستان میں موجودگی ثابت کرنے کی

Marfat.com

دوسری وجہ یہ بھی ہوسکتی ہے کہ پاکستان پر دباؤ بڑھا کر شمالی وزیرستان میں بھی آپریشن کرنے پر مجبور کیا جائے، کیونکہ مبینہ طور پر پاکستانی حکومت اور پاکستانی فوج شمالی وزیرستان کے عمائدین سے وہاں آپریشن نہ کرنے کا معاہدہ توڑنے کو تیار نہیں ہیں۔

میری نظر میں ایک تیسری وجہ بھی ہوسکتی ہیں اور وہ یہ کہ ممکنہ طور پر اسامہ بن لادن کو ہلاک کرنے کا آپریشن دراصل پاکستان کے ایٹمی پلانٹ پر حملہ کرنے کی ریہرسل اور فضا سازگار کرنا تھا کہ اس قدم پر دنیا بھر میں کوئی لب کشائی نہ کرے، جس طرح اس آپریشن کے دوران امریکی فوجی اور ہیلی کاپٹر پاکستانی علاقے میں گھس آئے اور ہماری معصوم حکومت اور سیکورٹی کے ذمے دار ادارے لاعلم رہے، اسی طرح ہوسکتا ہے کہ کسی روز (اللہ نہ کرے) اسی طرح ہمارے ایٹمی پلانٹ پر حملہ کر دیا جائے، جس طرح 7 جون 1981ء کو اسرائیل کی فضائیہ نے عراق کے جنوب مشرقی بغداد میں زیر تعمیر نیوکلیئرری ایکٹر پر حملہ کر کے اسے تباہ و برباد کر دیا تھا...... ان میں سے کوئی بھی صورت ہو، پاکستان کے لئے بہت خطرات منڈلا رہے ہیں، کیونکہ اگر امریکہ اس خطے سے نکلتا ہے، تو پاکستان کو اسی طرح لاوارث چھوڑ دے گا جس طرح افغانستان سے سوویت یونین کے انخلاء کے بعد اپنا الو سیدھا کر کے چھوڑ دیا تھا۔ امداد اور آئی ایم ایف قرضوں کا حصول بند ہو جائے گا اور ملک معاشی طور پر تباہ و برباد ہو جائے گا، جو بجلی کے بحران کی وجہ سے پہلے ہی تیزی سے روبہ زوال ہے، اگر پاکستانی حکومت اور پاک فوج کو شمالی وزیرستان میں معاہدہ توڑ کر آپریشن پر مجبور کیا گیا، تو اس سے قبائلیوں میں اشتعال پھیل جائے گا اور وہ انتقامی کاروائیوں پر اتر آئیں گے، جس سے ملک میں خانہ جنگی کی سی صورت حال پیدا ہو جائے گی، جبکہ تیسری صورت کی تباہ کاریوں کا اندازہ بھی لگانا ناممکن ہے۔

اس قدر سنگین خطرات کے باوجود پاکستانی حکومت، سیاستدان یہاں تک کہ غیر ممالک میں متعین کئی سفیر بہت ہی برے رویوں کا اظہار کر رہے ہیں۔ اسامہ بن لادن کو ہلاک کرنے کے آپریشن سے قطعاً لاعلم حکومت آپریشن سے کچھ گھنٹے قبل اقتدار کی کرسی کو مضبوط کرنے کے لئے نئے

اتحاد تشکیل دے رہی تھی، جبکہ بعد میں وزیر اعظم یوسف رضا گیلانی صاحب نے اسامہ کی ہلاکت کو عظیم کامیابی قرار دے کر آئندہ بھی آپریشن کے نام پر پاکستانی قوم کی عزت اور وقار پامال کرنے کی کاروائیوں کے لئے راہ ہموار کی۔ امریکہ میں متعین پاکستانی سفیر نے جو بھاری تنخواہ اور مراعات تو پاکستانی قوم کے ٹیکسوں سے لیتے ہیں، لیکن یہ بیان دے کر وفاداری امریکہ سے ثابت کی کہ دہشت گردوں کو پناہ دینا بری بات ہے۔ جہاں تک الیکٹرانک میڈیا کا تعلق ہے، تو وہاں سب سے پہلے خبر جاری کرنے کی دوڑ لگی ہوئی ہے۔ ملک کو درپیش خطرات کے بارے میں کوئی بھی نہیں سوچ رہا، جبکہ آپریشن کے بعد مغربی ممالک اور بھارت نے اپنے میڈیا کے ذریعے پاکستان کے خلاف پروپیگنڈا شروع کر رکھا ہے اور یہ ثابت کرنے پر تلے ہوئے ہیں کہ دنیا کا ہر دہشت گرد پاکستان میں چھپا ہوا ہے۔

پاکستان کو اس وقت جو سنگین خطرات لاحق ہیں ان سے ملک کی بقاء کے لئے سب کو اپنا اپنا بہترین کردار ادا کرنا چاہے۔ حکومت اور سیاستدان امریکہ کی تعریفوں کے پل باندھنا چھوڑ کر پہلے قوم کو یہ جواب دیں کہ امریکی فوج پاکستان میں گھس کیسے آئی؟......اور اپنی غلطی پہ معافی مانگتے ہوئے پاکستان کے تحفظ کے لئے ٹھوس اقدامات اٹھا کر امریکہ نہیں، بلکہ پاکستان سے وفاداری ثابت کریں یا پھر پاکستان چھوڑ کر امریکہ جا کر رہائش پذیر ہو جائیں۔ بیرون ملک متعین ان پاکستانی سفیروں کو واپس بلا لیا جائے، جو غیر ملکی اشاروں پر پاکستان کو دہشت گردوں کی آماجگاہ ثابت کرنے پر تلے ہوئے ہیں اور ان مخلص اور محبِّ وطن لوگوں کو سفیر مقرر کیا جائے، جو بھارتی اور مغربی ممالک کے پراپیگنڈے کا توڑ کر سکیں، میڈیا سے گزارش ہے کہ وہ سب سے پہلے خبر جاری کرنے کی دوڑ ترک کر کے ملک کو درپیش سنگین خطرات اجاگر کرے اور حکومت و سیاستدانوں کو کچھ شرم دلائے کہ وہ اس ملک کی بقاء کے لیے کچھ کریں، جس کے وجود سے ہی ان کا اور ہم سب کا وجود قائم ہے۔

(بشکریہ روزنامہ پاکستان)

Marfat.com

وار تھیٹر!

عبداللہ طارق سہیل

اسامہ کی کہانی ختم ہوگئی، اوراب ایک نئی کہانی شروع ہوگی جوشاید پہلی کہانی سے زیادہ بڑی اور مہیب ہوسکتی ہے۔ نائن الیون کا واقعہ بہت بڑا تھا۔ اس نے دنیا بدل دی۔ اسامہ کی ہلاکت سے بھی تبدیلیوں کی زیرزمین لہریں چلیں گی۔ اسامہ کو مارنا امریکہ کی بہت بڑی فتح ہے لیکن امریکہ سے زیادہ کون یہ بات جانتا ہے کہ جو ''چین ری ایکشن'' عراق اور افغانستان پر اس کے قبضے کے بعد سے شروع ہو چکے ہیں وہ رکنے والے نہیں۔ امریکہ جنگ میں الجھ گیا ہے۔ یہ جنگ اس کی معیشت کا رس نکالتی رہے گی۔ اسامہ کے مرنے سے وہ ''کرشر'' رک نہیں جائے گا جس میں امریکی معیشت پھنس گئی ہے۔ 50 سے زائد مسلمان ممالک کی ڈیڑھ پونے دو ارب آبادی اور مسلمان ملکوں کے حکمرانوں کے درمیان ایک دراڑ پیدا ہوئی ہے جو ہر گزرتے پل کے ساتھ گہری ہوتی جارہی ہے۔ اسی ''چین ری ایکشن'' کی ایک بہت بڑی علامت مشرق وسطیٰ میں نظر آرہی ہے۔ انڈونیشیا سمیت کئی ملکوں میں کایا کلپ پہلے ہی ہو چکی ہے۔ ترکی بھی ان میں شامل ہے جہاں سامی اقلیت آہستہ آہستہ اپنا اثر کھوتی چلی جارہی ہے اور اکثریت کی رائے کو امریکہ اور یورپ غالب آنے سے روک سکے۔ اور بھی بہت سے عامل Catalyst ہیں جن کو بے اثر کرنا آسان نہیں۔

آئندہ کے حالات پر امن نظر نہیں آتے۔ مشرق وسطیٰ سے لے کر پاکستان تک ایک عظیم جنگی تھیٹر کی تصویر بنتی نظر آرہی ہے۔ اسامہ کے بارے میں چند برس پہلے ایک صاحب نظر نے کہا تھا۔ اسامہ بچ نکلا تو اور کہانی ہوگی اور اگر مارا گیا تو یہ ہرمجیدون کا دیباچہ ہوگا۔ جاننے والے ڈر جائیں گے لیکن اگر صاحب نظر کی بات درست ہوئی تو ہونی کو کون روک سکتا ہے۔

Marfat.com

بائبل میں خاتمے کا باب اور کتابِ مکاشفات پڑھنے والے حضرات کو نئی تشریحات نئے سرے سے دیکھنے کی ضرورت ہے۔ امریکی اخبارات نے سرخیاں چھاپی ہیں، وہ بتاتی ہیں کہ جنت دوزخ کا حساب کتاب بھی امریکہ کے پاس ہے۔ ایک اخبار کی سرخی ہے، اسامہ جہنم میں جاؤ، دوسرے نے لکھا باسٹرڈ مارا گیا۔ یہ لہجہ امریکی تہذیب کا عکس ہے اور اس کی روشن خیالی کی روشنی ایسی ہی ہے اور ہر مجیدون کے آغاز کے لئے ایسی ہی تہذیب کی ضرورت ہے۔

اسامہ کی ہلاکت پر اوباما نے کہا، دنیا اب محفوظ جگہ بن گئی ہے۔ کیا واقعی۔ پھر تو آپ کو یہ جنگ ختم کر دینی چاہیے۔ دنیا محفوظ ہوگئی ہے تو جنگ کیوں ختم نہیں ہو رہی! لیکن لگتا نہیں کہ جنگ ختم ہوگی۔ پاکستان کے بارے میں نیویارک ٹائمز نے لکھا تھا کہ تیسری جنگ یہاں ہوگی۔ مراد یہ کہ پاکستان وار تھیٹر بنے گا۔

امریکہ کہے گا، ملا عمر ہمارے حوالے کر دو۔ ہم کہیں گے وہ ہمارے پاس نہیں ہے۔ امریکہ ہماری بات نہیں مانے گا۔ وہ کہے گا، تم اسامہ کے بارے میں بھی یہی کہتے تھے وہ پاکستان میں نہیں ہے اور وہ پاکستان ہی میں تھا۔ ملا عمر بھی پاکستان میں ہے۔ وہ ایمن الظواہری بھی مانگے گا۔ چنانچہ ہماری ذمہ داری بن جائے گی (شاید بن بھی چکی) کہ ہم ملا عمر اور ایمن الظواہری کو ڈھونڈ ڈھانڈ کر لائیں یا ان کے ٹھکانوں کی نشاندہی کا بندوبست کریں۔ دوسری صورت میں وار تھیٹر بنے گا۔ ہم وار تھیٹر کو خود ہی پاکستان کے اندر لے آئے ہیں۔ امریکہ کو کوسنے سے کیا فائدہ۔

امریکی جنگ کا جواز اس لیے بھی نہیں ہے کہ القاعدہ بطور ایک حملہ آور تنظیم کے اپنا وجود کب کا کھو چکی ہے۔ افغانستان اور سرحدی علاقوں میں اس کے جنگجوؤں کی بھاری اکثریت ان گنت حملوں میں ماری جا چکی ہے۔ سیٹلائٹ جاسوس ٹیکنالوجی نے ان کے کام کرنے کے راستے بند کر دیئے ہیں۔ خود امریکہ نے کئی مرتبہ بتایا کہ افغانستان میں القاعدہ کے جنگجوؤں کی گنتی سو سے زیادہ نہیں۔ گھر کے بھیدی مشرف کا کہنا ہے کہ پاکستان میں القاعدہ کے چند درجن سے زیادہ ارکان نہیں ہیں وہ بھی پہاڑوں اور کھوہوں میں چھپے ہوئے ہیں۔ پھر القاعدہ کے نام پر جنگ ختم

Marfat.com

کیوں نہیں کی جاتی۔ القاعدہ کے کچھ جنگجو گروپ یمن اور صومالیہ میں ضرور موجود ہیں لیکن ان کا القاعدہ کے مرکزی نیٹ ورک سے کوئی تعلق نہیں۔ بلکہ سچ یہ ہے کہ القاعدہ کا مرکزی نیٹ ورک اب موجود ہی نہیں ہے۔

اب ایک دوسری القاعدہ ہے جو دوسرے ناموں کے ساتھ، مختلف اور مقامی سطح کی تنظیموں کی شکل میں جگہ جگہ پروپیگنڈے کی جنگ لڑ رہی ہے اور اس کے اثرات مراکش، الجزائر، مصر، تیونس، شام اور یمن کی تحریکوں میں نظر آ رہے ہیں۔ امریکہ کے لئے یہ دوسری القاعدہ زیادہ خطر ناک ہے لیکن وہ اپنی جنگ اب بھی افغانستان میں لڑ رہا ہے۔ کیا امریکہ بہت زیادہ بے وقوف ہے کہ اسے پتہ ہی نہیں چل پا رہا کہ میدان جنگ بدل چکا ہے۔ ظاہر ہے ایسا نہیں ہے۔ اس لئے ماننا پڑے گا کہ امریکہ کا مقصد ہر مجیدون کے سوا کچھ نہیں۔ اضافی بات صرف اتنی ہے کہ اس نے چین کی بے قابو ہوتی ہوئی قوت کو قابو کرنا بھی ہر مجیدون میں شامل کر لیا ہے۔ پیٹریاس کے عزائم کا تعلق اس سے جوڑ لیجئے۔

اینٹی کرائسٹ اپنے نوکیلے دانت ظاہر کر چکا لیکن کیا وہ نہیں جانتا کہ سیکنڈ کمنگ (Second Coming) کے بعد اس کے دانت جھڑ جائیں گے اور اس کا باقی وجود بھی مٹی بن جائے گا؟

وزیر اعظم نے اسامہ کے مارے جانے کو بہت بڑی فتح قرار دیا ہے۔ یہ دوسری بڑی فتح ہے۔ پاکستان کی پہلی بڑی فتح ریمنڈ ڈیوس کی حوالگی تھی۔ البتہ یہ ماننا پڑے گا۔ دوسری فتح پہلی فتح سے بھی بڑی ہے جس نے ثابت کر دیا ہے کہ پاکستان جیسا فاتحہ ملک کوئی نہیں۔ گزشتہ تین برسوں سے فتوحات کا سلسلہ کچھ زیادہ ہی تیز ہو گیا ہے۔ خدا نظرِ بد سے بچائے۔ پربھو، پربھو، رکھیو لاج ہماری!

(بشکریہ روزنامہ ایکسپریس)

Marfat.com

موجاں ای موجاں

عبداللہ طارق سہیل

اسامہ کے بعد امریکہ کا پاکستان میں موجود رہنے کا جواز ختم ہو چکا ہے، یا مضبوط ہو چکا ہے؟ کئی سطح پر یہ بحث ہو رہی ہے۔ وینزویلا کے صدر ہوگو شاویز نے کہا ہے کہ اسامہ کے مارے جانے کے بعد امریکہ کا عراق اور افغانستان میں رہنے کا جواز ختم ہو گیا، اب نکل جائے۔ لیکن امریکی بیانات کے اشارے کچھ اور ہیں۔ واقعات کے ایک ڈرامائی سلسلے کے بعد اب یہ واضح ہو رہا ہے کہ اسامہ کی موجودگی اسلام آباد سے کچھ دور ایبٹ آباد میں ثابت کر کے امریکہ نے ایک پیغام دنیا کو دے دیا کہ پاکستان کو اسامہ کی موجودگی کا علم تھا اور وہ اسے چھپائے ہوئے تھا۔ پاکستان کے سارے ذمہ داروں کو نہ سہی، کچھ کو وہ ضرور یہ الزام دے رہا ہے۔ چنانچہ یہ جواز ہے کہ امریکہ اپنی جنگ کا دائرہ پاکستان میں پھیلا دے۔ اصل ہدف ہے ہماری ایٹمی صلاحیت کا خاتمہ، جس کے بارے میں......پہلی بار...... حقیقی خطرات پیدا ہو گئے ہیں کہ کیا ہم اس کا دفاع کرنے کے اہل ہیں؟

دعوے تو یہی تھے ہمارا دفاع ناقابل تسخیر ہے لیکن ہوا یہ کہ ہمارا نظام ہیلی کاپٹروں کو بھی نہیں روک سکا۔ وہ آئے، اترے، 40 منٹ آپریشن کیا، واپس بیٹھے اور ملکی حدود سے باہر چلے گئے اور باہر جا کر انہوں نے ہمارے ذمہ داروں کو آپریشن کی اطلاع دی۔ لوگ ڈرے ہوئے ہیں، بھارت نے کوئی کارروائی کر دی تو کون روکے گا۔ بھارتی فضائی چیف کا یہ بیان، بیان نہیں، اعلان سمجھنا چاہیے کہ ان کا ملک بھی ایسی ہی سٹریٹیجک کارروائی کر سکتا ہے۔ کرلو بھائی، کون روک سکتا ہے۔ پاکستان کو اس کے اپنوں نے ہر ایک کی خالہ جی کا واڑہ بنا دیا ہے۔ ادھر روحانی ''بابے'' الگ سے ڈرا رہے ہیں کہ پاکستان بغداد بننے والا ہے۔ کوئی بابا پاکستان کے لئے رحم کی اپیل کرنے والا بھی ہے کہ نہیں! (بشکریہ روزنامہ ایکسپریس)

Marfat.com

کیا ہم اس غل غوغا میں دور کی آواز سن لیں گے؟

خالد احمد

گذشتہ دنوں ''وکی لیکس'' نے ''تورا بورا'' سے اسامہ بن لادن کے محفوظ فرار کے دوران ان کی مالی مشکلات کا ذکر کچھ اس ''اندوہ آگیں'' انداز میں عام کیا کہ ہم تو جگر تھام کر رہ گئے! کہاں ''اسامہ بن لادن'' اور کہاں اپنے ''محافظت کے ساتھ ساتھ رقم بھی ادھار لینے اور انہیں بمشکل تمام اقساط میں واپس کرنے کا تذکرہ سامنے آیا تو ہم چونک کے رہ گئے کہ 25 کروڑ ڈالر کا ''مطلوبہ سر'' ابھی تک ان کے کاندھوں پر کیونکر اور کس بابت سلامت ہے! للہذا یہ ''لیکس'' کسی اور مقصد کے تحت ''پاجاما پیلا'' کئے بیٹھی ہیں، کہیں پہ نگاہیں! کہیں پہ نشانہ ایک امیر ترین امریکی شہری کی یہ ''بدحالی'' اس کے اربوں ڈالر چٹ کر جانے والوں کے لئے اس کا سر ''آخری بیئرر چیک'' ثابت ہو سکتا تھا اور یہ ''چیک'' لکھنے کے لیے ''چیک بک'' اور ''قلم'' کی ضرورت بھی نہ تھی، صرف ایک ''گولی'' اور ''ایک ٹیلی فون کال "Mission Accomplished" اور بس پھر فاروق لغاری جیسی خوشحال زندگی گزارنے کے لئے بگرام ائرپورٹ سے ''سپرسانک'' جہاز کے ذریعے سیدھے ''واشگٹن'' بھی پہنچ جانا محض چند لمحوں کی بات رہ جاتی! دیکھنا یہ ہے کہ کیا یہ ''ہیڈ منی'' بھی جناب پرویز مشرف کے اکاؤنٹ میں تو جمع نہیں ہوگی؟ یا پہلے سے جمع تھی اور یہ ''فریز رقم'' بھی ''فریزڈ اسامہ بن لادن'' کے ''ڈی فراسٹ'' ہونے لگے گی! کیونکہ انہوں نے جتنی جلدی ''اس واقعے کی تحقیقات کا مطالبہ کیا ہے! اس سے لگتا ہے کہ انہیں ابھی سے دال میں

Marfat.com

بہت کچھ ''کالا، کالا'' نظر آ رہا ہے! داروغہ زنداں! تحقیقات کا آغاز ہو گی، اسامہ منزل پر تھے! انہیں سر پر گولی مار کر ہلاک کیا گیا اور ان کا جسدِ خاکی سیڑھیوں سے گھسیٹ کر نیچے لایا گیا، یہ سلوک اس ''فرد'' کے ساتھ روا رکھا گیا، جس کے سر پر ''امریکہ کا انتہائی مطلوب شخص'' کا تاج جگمگا رہا تھا اور جسے اس کے سر سجانے کے لئے جناب جارج بش نے اپنے مبارک ہاتھ استعمال کئے تھے کہ جناب ڈک چینی کے بے چین چہرے پر ایک ''پرسکون مسکراہٹ'' جنم لے سکے!

صدر اوباما نے اسامہ بن لادن کے قتل کے اجازت نامے پر دستخط کرتے ہوئے کب سوچا ہوگا کہ یہ ''وارنٹ'' کس طرح ''روبہ عمل'' لایا جائے گا؟ اور اس کی ''ڈیپ فریز ڈ'' میت، اس کے تابوت سمیت سمندر برد'' کردی جائے گی! اگر یہ میت ''بحیرہ کیسپئن'' میں ''تہ نشین'' کردی جاتی تو ہم سمجھتے کہ آئل ٹائی کون جناب ڈک چینی کی کاروباری مسکراہٹ ہمیشہ کے لئے ''منجمد'' ہو کر رہ جاتی مگر اسے بحیرہ عرب میں تہ نشین کرکے جناب ڈک چینی، ان کی ''منجمد مسکراہٹ'' سمیت ''اوون'OVEN' میں پہنچا گئے ہیں!

برطانوی اسلحہ ساز اداروں کے نمائندہ ٹی وی نیٹ ورک نے ''بگرام'' افغانستان کو ''تکریت'' بنانے کی کوشش کی! وہ چاہتا تھا کہ ''صدام حسین'' کی قبر کی طرح بگرام میں بھی ایک ''قبر'' زیارت گاہ عوام وخواص بن جائے مگر امریکی اسلحہ ساز اداروں کے نمائندوں نے برطانوی کھیل الٹ دیا اور برصغیر کے بہت سے اہم لوگوں کی طرح ایک امریکی شہری کو بھی ''بے نام ونشان تدفین'' کی عزت سے سرفراز فرمادیا! ''بزرجمہر'' سزا ''قاتل'' کو دیتے ہیں اور پھر ہڑ بونگ میں ایک کے بعد ایک ایسے قدم اٹھاتے چلے جاتے ہیں کہ ''قاتل'' ''مقتول کے درجے'' پر فائز کر بیٹھتے ہیں! صدر اوباما کی انتظامیہ جلدی میں صدر اوباما کے کھاتے میں ایک امریکی شہری کی میت کی بے حرمتی کا ارتکاب کر بیٹھی ہے مگر مرتکب وہ ٹھہرے ہیں، وہ اسامہ کی یمنی بیوی کے لئے ''انسانی ڈھال'' کا لفظ استعمال کرکے دنیا بھر کے ''زن وشو'' کے رشتے کی ''بے حرمتی'' اور ان کے ساتھ جینے، ساتھ مرنے کے دینی اور قانونی حق سے انکار کر بیٹھے ہیں! ان کے بیٹے کا خون ناحق ماں

Marfat.com

باپ پر فدا ہو جانے کی ''بچگانہ دلیری'' پائے حقارت'' سے ٹھکرا دینے کے مرتکب بھی قرار پا گئے ہیں! یہ کہانی جناب پرویز مشرف کے ''فریز ڈاکاؤنٹ'' کے ''ڈی فریز'' ہو جانے سے کہیں زیادہ غم آگیں ہے! اور یہ کہانی واقعی جناب پرویز مشرف کو شامل تفتیش رکھ کر پوری پوری تفتیش کا استحقاق رکھتی ہے! ہمیں یقین ہے کہ جناب پرویز مشرف اس کہانی کو سرے سے غلط ثابت کر دینے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگاتے ہوئے کئی اور ''متعفن حقائق'' فضا میں چھوڑ دیں گے اور چھوڑتے ہی چلے جائیں گے!

ہم سمجھتے ہیں جناب پرویز مشرف پر کئے گئے ''تنویمی عمل'' کے خاتمے اور جناب اسامہ بن لادن کے ''انجمادی عمل'' کے خاتمے کا کام ایک ساتھ شروع ہونا چاہئے تھا! مگر حالات بدل گئے ہیں، لہٰذا اس کہانی کے کمزور حصوں پر تحقیق کے دوران جناب پرویز مشرف سے قدم قدم پر راہنمائی کے حصول کے لئے انہیں ساتھ رکھنا ضروری ہو گیا ہے! ہم ان لوگوں میں سے نہیں جنہیں ''قاتل'' اچھے لگتے ہیں، لیکن جسے بڑے بڑے قاتل مل کر ''مقتول'' کے طور پر دیکھنے سے انکار بھی نہیں کر پاتے کہ ''انصاف'' ہونا ہی ضروری نہیں ہوتا، انصاف کے لئے ''ہوتا ہوا ہونا'' بھی ضروری ہے! ایک برطانوی ٹی وی نیٹ ورک کے مطابق ''اسامہ بن لادن'' نے اپنے آپ کو خصوصی امریکی افواج پر مشتمل دستے کو ایبٹ آباد کے نواحی بلال ٹاؤن میں ''خصوصی آپریشن'' کے دوران گرفتاری دینے کی کوشش کی مگر اسے سر میں گولی مار کر مار گرایا گیا! کیونکہ یہ دستہ جانتا تھا کہ یہ مقدمہ امریکہ میں چلے گا اور امریکی عدالتیں ''لادن خاندان'' کے ساتھ ''عافیہ صدیقی'' جیسا سلوک کرنے کے بارے میں سوچ بھی نہیں سکتیں! انہیں تو صدام حسین کو پھانسی پر چڑھانے کے لئے امریکہ سے واپس عراق لانا پڑتا ہے اور سرعام پھانسی کو تماشا بنا دینے سے بچانے کے لئے تجربہ کار سفید فام جلاد تک ساتھ لانا پڑتا ہیں! مگر صد شکر کہ اسامہ بن لادن ان تمام مراحلوں سے گزرے بغیر جان جان آفریں کے سپرد کر گیا اور بہت سے پردے پڑے کے پڑے رکھ کر عازم عدم ہو گیا! اسامہ بن لادن ''ایک جنگ جو تھا؟ یا مہم جو؟ وہ دنیا میں کوئی تبدیلی لانا چاہتا تھا، جہان

Marfat.com

آتش و آہن اور ''بارود'' کی بارش اور دھوئیں کے بادلوں کے سوا کچھ نہیں ہوتا! یہ باتیں تو اب کھلیں گی! ''مسلم برادرز'' اب کہاں سر اٹھائیں گے؟ ''اخوان المسلمون'' کے دست و بازو مسلمان بنتے ہیں یا کالی مائی کی وہ آنکھیں اور بارہ ہاتھ! یہ سب کچھ ہمیں دیکھنا ہے! کیونکہ ہم ازل سے لوگوں کا کیا بھرنے کے لئے جنم لے رہے ہیں اور لیتے رہیں گے! ہم گونگے ہیں، ہم اپنے قائد کی بات دوہرانے سے قاصر ہو چکے ہیں! ہم بہرے ہیں ہمیں قائد کا راستہ دکھائی نہیں دے پاتا! ہم بہرے ہیں ہمیں قائد کی آواز سنائی نہیں دیتی اور سنائی دے تو بہت دور سے آتی سنائی دیتی ہے! اللہ ہمارے حال پر رحم فرمائے! آمین

(بشکریہ روزنامہ نوائے وقت)

Marfat.com

شیخ اسامہ کے بعد پاکستان کی قومی سلامتی کا سوال

محمد احمد حافظ

کوئی وجہ نہیں کہ اب امریکا کے اس دعوے پر یقین کرلیا جائے کہ اسامہ بن لادن شہید ہو چکے ہیں۔قرائن اور دستیاب معلومات یہی ہیں کہ یکم اور دو مئی کی درمیانی شب ایبٹ آباد کی ''وزیرستان حویلی'' میں وہ خونی معرکہ پیش آیا جس میں ایک عرصے تک امریکیوں کے لیے خوف و دہشت کی علامت بنے رہنے والے شیخ اسامہ نے بالآخر بہادری سے لڑتے ہوئے اپنی جان جانِ آفریں کے سپرد کردی۔آخر کو جس راہ کے راہی تھے وہ...... ''ہر راہ جو ادھر کو جاتی ہے مقتل سے گزر کر جاتی ہے''......اس بات کا انہیں بھی ادراک تھا لیکن......وہ زبان حال سے پکار رہے تھے:

کچھ سمجھ کر ہی ہوا ہوں موجِ دریا کا حریف
ورنہ میں بھی جانتا ہوں عافیت ساحل میں ہے

یہ ایک طویل عہد کا اختتام بھی ہے اور ایک نئے دور کا آغاز بھی۔ایبٹ آباد میں شیخ اسامہ کے اس دنیا سے چلے جانے کے بعد ان سے محبت رکھنے والے اور انہیں چاہنے والے حیرت اور سوگ کی ملی جلی کیفیت میں ہیں۔یہ دنیا فانی ہے اور یہاں کسی بھی ذی روح کو ہمیشہ کے لیے قرار نہیں ہے۔اس موقع پر ہم یہی بات کہیں گے جو سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر کہی تھی...... جب صحابہ آپ کے انتقال پر ملال کی خبر سن کر دم بخود تھے اور ان پر خود فراموشی کی کیفیت طاری تھی۔ جب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ جیسے جلیل القدر صحابی بھی اپنے

Marfat.com

جذبات پر قابو نہ رکھ پائے اور کہا تھا کہ اگر کسی نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا گئے ہیں تو میں اس کی گردن اڑا دوں گا۔ یہی موقع تھا جب سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرام کو سنبھالا دیا، آپ نے خطبہ دیتے ہوئے فرمایا: ''اگر کوئی شخص محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پرستش کرتا تھا تو وہ جان لے کہ بتحقیق محمد صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا گئے ہیں۔ اور اگر وہ اپنے رب کی عبادت کرتا تھا تو وہ جان لے کہ اس کا رب زندہ ہے، کبھی نہیں مرے گا۔''

ان الفاظ نے صحابہ کے مجروح دلوں پر مرہم رکھا اور پھر وہ مطمئن ہو گئے۔ بلاشبہ اسامہ بن لادن کی شہادت معمولی واقعہ نہیں۔ عام آدمی سے لے کر خواص تک سب ہی ملول و مغموم ہیں۔ کتنے ہی علماء و صلحاء ہیں جنہوں نے اسامہ کی شہادت پر چپکے چپکے آنسو بہائے ہیں۔ لیکن حقیقت فراموش نہیں کرنی چاہیے کہ اگر کوئی شخص اسامہ بن لادن کی پرستش کرتا تھا تو وہ اس دنیا سے رخصت ہو گئے اور اگر اسامہ کے پروردگار کی عبادت کرتا تھا تو وہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ ہمیں سمجھنا چاہیے کہ وہ ذات اقدس جس نے روس کے خلاف جہاد کے دوران جلال آباد کے سخت ترین محاذ پر برستے بموں اور گولیوں کی بوچھاڑ میں اسامہ کی حفاظت فرمائی اور جس نے تورا بورا کی چوٹیوں پر شدید ترین بم باری اور امریکیوں کے سخت ترین محاصرے سے شیخ اسامہ کو بحفاظت نکالا ......اور پھر اس کے بعد دس سال تک یوں حفاظت فرمائی کہ دشمن ان کی گرد کو بھی نہ پہنچ سکا، کیا وہ ذات اس بات پر قادر نہ تھی کہ دو مئی کی شب بھی اسامہ کی حفاظت فرماتی؟

ہمارے خیال میں اسامہ اپنے حصے کا کام مکمل کر چکے تھے اور وہ اپنے مقصد میں کامیاب رہے تھے۔ امریکا جیسی سپر پاور کو افغانستان کے پہاڑوں میں لا کر اسی کی ناک رگیدنا ایک خواب معلوم ہوتا تھا مگر یہ وقوعہ بھی ہو کر رہا۔ امریکا افغانستان میں اپنی جنگ ہار چکا ہے۔ پہلے وہ صرف عراق اور افغانستان کو ''دہشت گردوں'' کے مرکز سمجھتا تھا مگر اب صورتحال یہ ہے کہ ''دہشت گردی'' صومالیہ، یمن، مراکو، موریطانیہ، لیبیا، الجزائر تک پھیل چکی ہے۔ اب وہ کہاں کہاں سر پھوڑے گا؟

Marfat.com

اللہ تعالیٰ کا دستور ہے کہ جو لوگ اس کی راہ میں مزدوری کرتے ہیں اللہ تعالیٰ انہیں نقد انعام سے نوازتے ہیں۔ اور ''مزدور'' اسامہ جیسا ہو تو پہلا انعام شہادت کے اعزاز سے کم نہیں ہو سکتا۔

اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے: ویتخذ منکم شھداء ''کہ اللہ خود شہداء کو چنتا ہے۔''

شیخ اسامہ کو یقیناً اللہ پاک نے شہادت کے لیے منتخب کر لیا تھا۔ حق بات یہ ہے کہ وہ اس اعزاز کے صحیح حقدار تھے۔ ان کی شہادت میں ہمیں بہت سے اسباق ملتے ہیں من جملہ دو سبق نہایت اہم ہیں ایک عامۃ الناس کے لیے......اور دوسرا حکمرانوں کے لیے۔

عامۃ الناس کے لیے تو سبق یہ ہے کہ وہ اس مجاہد اعظم کی زندگی پر غور کریں کہ کیونکر ایک شخص نے محلات کی پرتعیش زندگی اور مال و دولت کی فراوانی کو لات مار کر پہاڑوں اور ویرانوں کی زندگی اختیار کی۔ جہاں ہر لحہ ایک نیا معرکہ، ایک نئی کٹھن منزل، عیار و شاطر دشمن کا تعاقب درپیش رہتا تھا؟......اس کی دعوت کیا تھی؟ اس نے تحفظ حرمین کی آواز کیوں اٹھائی، وہ عالم اسلام کے قدرتی وسائل ہڑپ کرنے والوں سے نفرت کیوں کرتا تھا؟ اس نے امریکیوں کے خلاف اعلان جنگ کیوں کیا؟......یہ سب باتیں میرے آپ کے سوچنے کی ہیں۔

اسامہ ایسے متمول شخص کے لیے یہ بات نہایت آسان تھی کہ افغانستان سے واپسی پر مسجد نبوی کی تعمیرات میں حصہ لیتا، اور اپنے مال کو عالم اسلام کے مختلف خطوں میں یونیورسٹیاں بنانے، کالج قائم کرنے اور سائنسی ریسرچ ادارے تشکیل دینے میں خرچ کرتا۔ یا پھر وہ مغرب سے ڈائیلاگ کرتا اور انہیں ''علمی دلائل'' کے ساتھ سمجھانے کی کوشش کرتا کہ حضور آپ جو جزیرۃ العرب سے پیٹرول کی دھڑا دھڑ کھلے عام ڈکیتی کر رہے ہیں وہ کسی قانون، اصول اور اخلاق کی روشنی میں درست نہیں۔ آخر کو وہ جدید تعلیم یافتہ اور زمانے کی اونچ نیچ کو سمجھنے والا جہاندیدہ انسان تھا۔ مگر اس نے جہاد ہی کا میدان کیوں چنا؟ اور کیا ہم جہاد کو اپنی زندگی سے خارج کر سکتے ہیں اور کیا اس راہ کو یکسر ترک کر کے ہم اپنی پسند کے میدان چن سکتے ہیں؟ اسامہ کی روح یقیناً ہم سے سوال کر رہی ہے کہ وہ خود ایک کامیاب زندگی گزار آئے۔ ان سے محبت کرنے والے آج کہاں کھڑے ہیں؟

Marfat.com

دوسرا سبق جو پاکستان کے حکمرانوں اور مقتدر اداروں کے لیے ہے، انہیں سوچنا چاہیے کہ امریکیوں نے جس طرح ایبٹ آباد میں آپریشن کیا اور انتہائی اہم شخصیت کو نشانہ بنا کر ان کی لاش کو اٹھا کر چلتے بنے اس نے ہماری ملی سلامتی پر سوالیہ نشان لگا دیا ہے۔ پوری دنیا میں ہماری جگ ہنسائی ہو رہی ہے۔ امریکی میڈیا پاکستان کو ایک دوست ملک یا پارٹنر کے طور پر نہیں دیکھ رہا بلکہ ایک دشمن ملک کے طور پر لے رہا ہے۔ سی آئی اے کے نئے چیف جنرل پیٹریاس نے کھلے الفاظ میں کہہ دیا ہے کہ اب ہمیں جنگ پاکستان کی سرحدوں میں لڑنا ہوگی۔ یوں تو امریکا پہلے ہی اپنی جنگ پاکستان منتقل کر چکا ہے۔ ڈرون حملے تسلسل سے ہو رہے ہیں۔ بلیک واٹر کے اہل کار کھلے عام دندنا رہے ہیں۔ عوامی مقامات پر بم دھماکے، اہم شخصیات کا قتل، علماء کی شہادتیں سب اسی سلسلے سے تعلق رکھتی ہیں۔ امریکیوں کی دوستی میں ہم نے اپنے ہی ملک میں آپریشن کر کے خودکش حملوں کے بیج بوئے ہیں۔ آج صورت حال یہ ہے کہ طالبان جو کبھی ہماری سیکنڈ ڈیفنس لائن تھے وہ ہمارے دشمن ہیں اور جن کی دوستی کا دم بھرتے ہوئے قربانیاں دیں وہ ہمیں قابل اعتماد تصور نہیں کرتے۔

کیا حالات و واقعات اس بات کی دعوت نہیں دیتے کہ آج ہم اپنی داخلی اور خارجی پالیسیوں پر نظر ثانی کریں؟ جو لوگ اس خطے کے باسی ہیں ان سے مذاکرات کی سبیل نکال کر امن و امان کی صورت پیدا کی جائے اور باہم مل کر صلیبیوں کے لشکر کو یہاں سے مار بھگانے کا انتظام کیا جائے؟

Marfat.com

دو شہید قائد

عبداللہ عزّام اور اسامہ بن لادن

روزنامہ اسلام کراچی

روس کے خلاف جہاد کے دوران عرب نوجوانوں کو جس شخصیت نے جہادِ افغانستان کی طرف متوجہ کیا وہ شیخ عبداللہ عزّام تھے۔ شیخ عزّام اصلاً فلسطینی تھے۔ وہ 1941ء کو فلسطینی شہر جنین کے قریب ایک قریہ میں پیدا ہوئے۔ بچپن ہی سے دینی مزاج رکھتے تھے۔ نوجوانی کے دنوں مُس اپنے علاقے میں دعوتی سرگرمیوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے رہے۔ اسرائیل کے خلاف عسکری کارروائیوں میں بھی حصہ لیا۔ آپ نے ابتدائی تعلیمی مدارج اپنے علاقے کے تعلیمی اداروں میں طے کیے۔ اس کے علاوہ دمشق یونیورسٹی کے کلیۃ الشریعہ میں پڑھتے رہے، اصول فقہ میں ڈاکٹریٹ کی ڈگری جامعہ ازہر قاہرہ سے حاصل کی۔ اس کے بعد اردن اور سعودی عرب کے تعلیمی اداروں سے وابستہ رہے۔ 1981ء میں آپ اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد سے وابستہ ہو گئے۔ اس دوران افغانستان میں روس کے خلاف جہاد کا آغاز ہو چکا تھا۔ انہیں متعدد بار افغانستان جا کر مجاہدین سے ملنے اور جہاد کا قریب سے مشاہدہ کرنے کا موقع ملا۔ تھوڑے ہی عرصے میں آپ نے اپنے آپ کو مکمل طور پر جہاد افغانستان سے وابستہ کر لیا۔

آپ بلند پایہ ادیب، خطیب اور علمی شخصیت تھے۔ آپ نے دعوتِ جہاد کے لیے اپنی تینوں صلاحیتوں کا بھرپور استعمال کیا۔ عرب ممالک کے دورے کر کے وہاں کے نوجوانوں کو جہاد افغانستان کی طرف متوجہ کیا۔ ایک اندازے کے مطابق چالیس ہزار عرب نوجوان افغانستان میں جہاد کے لیے آئے، ان میں بڑے بڑے مال دار تاجر، انجینئرز اور عرب شہزادے شامل تھے۔ انہیں میں ایک اسامہ بن لادن بھی تھے۔ جو تموّل اور مالداری میں سب سے بڑھ کر تھے۔

Marfat.com

شیخ عبداللہ عزّام نے روس کے خلاف طویل جنگ لڑی اور اسے شکست کھا کر بھاگنے پر مجبور کر دیا۔ 1989ء میں جب روسی فوجیں واپس جا رہی تھیں، شیخ عبداللہ عزّام کو پشاور میں نماز جمعہ پڑھانے کے لیے جاتے ہوئے ریموٹ کنٹرول بم کے ذریعے شہید کر دیا گیا۔ اس حملے میں آپ کے دو بیٹے محمد اور ابراہیم شہید ہوئے۔

شیخ اسامہ عرب مجاہدین کے دوسرے بڑے قائد ہیں جو شہید ہوئے۔ افسانوی شہرت کے حامل شیخ اسامہ بن لادن 1984ء میں افغانستان آئے، وہ عیش و نعم میں پلے ہوئے اور اربوں روپے کی دولت کے مالک تھے۔ سعودی عرب کی سب سے بڑی بن لادن کنسٹرکشن کمپنی کے حصہ دار تھے۔ ایک وقت میں سعودی حکومت نے شیخ اسامہ سے بھاری قرضہ لیا تھا جو کبھی واپس نہیں کیا۔ افغانستان آنے کے بعد انہوں نے اپنی تجوریوں کے منہ جہاد اور مجاہدین کے لیے کھول دیے تھے۔ کہا جاتا ہے کہ شیخ اسامہ ہر تنظیم کو ماہانہ دو کروڑ روپے دیا کرتے تھے۔ جلال آباد کے محاذ پر روس کے خلاف مشہور جنگ میں شیخ اسامہ نے اکیس ملین ڈالر کا اسلحہ خرید کر مجاہدین کو دیا۔ اس جنگ میں سب سے اگلا مورچہ شیخ اسامہ کا ہی تھا۔ دس ہزار عرب مجاہدین کے تمام مصارف اسامہ نے اپنے ذمے لے رکھے تھے۔ ایک ذریعے کے بقول ایک مرتبہ شیخ اسامہ نے بتایا کہ میری چھوٹی بہن نے جہاد میں ہمیشہ بہت سا مال خرچ کیا ہے، ایک مرتبہ اس نے بیک وقت تین کروڑ ریال جہاد افغانستان میں دیے تھے۔ شیخ اسامہ کے والد محمد بن لادن نے اپنی زندگی میں خیال ظاہر کیا تھا کہ اب قیامت قریب ہے اور حضرت مہدی کا دور آنے والا ہے اس لیے انہوں نے حضرت مہدی کی خدمت میں پیش کرنے کے لیے بغرض جہاد بارہ ملین ریال محفوظ رکھے ہوئے تھے۔ شیخ کے بقول والد صاحب انتقال فرما گئے اور جہاد افغانستان شروع ہوا تو میں نے بھائیوں سے کہا کہ نہ معلوم کب حضرت مہدی کا زمانہ ہوگا؟ والد صاحب نے رقم جہاد ہی کے لیے رکھی تھی۔ چنانچہ سب کے اتفاق سے وہ رقم جہاد پر صرف کی گئی۔ روس کے خلاف جہاد کے اختتام پر آپ سعودی عرب چلے گئے لیکن امریکی دباؤ پر سعودی عرب نے آپ کو ناپسندیدہ شخصیت قرار دے کر

Marfat.com

شہریت ختم کر دی۔ جس کے بعد آپ سعودیہ سے سوڈان چلے گئے اور وہاں بیٹھ کر دنیا بھر کی جہادی تنظیموں کو مالی امداد دیتے رہے، شیخ عبداللہ عزام نے آپ کے جذبہ انفاق فی سبیل اللہ پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا تھا کہ اسامہ بن لادن مشرق وسطیٰ کی حدود میں سب سے زیادہ غنی و مالدار ہے۔

شیخ عزام نے اپنی وصیت میں لکھا کہ: ''میں ڈھیروں دعائیں کرتا ہوں اپنے مجاہد بھائی ابوعبداللہ اسامہ بن محمد بن لادن کے لیے جنہوں نے اپنے ذاتی مال سے جہاد کی بھرپور خدمت کی۔ مکتب الخدمات کے اخراجات کا بوجھ اٹھایا۔ میری دعا ہے کہ اللہ ان کے اہل وعیال اور ان کے مال میں برکت ڈالے اور ہمیں ان جیسے اور بہت سے ساتھی عطا کرے۔ میں اللہ کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ مجھے پورے عالم اسلام میں اسامہ جیسا کوئی دوسرا نظر نہیں آتا، اسی لیے میری دعا ہے کہ اللہ آپ کے مال کی حفاظت فرمائے اور آپ کی زندگی بابرکت بنائے''۔

شیخ اسامہ کی زندگی ایک نظر میں

تقریباً دو عشروں تک امریکیوں کے اعصاب پر سوار رہنے والے اسامہ بن لادن کے بارے میں امریکی دعویٰ کیا جا رہا ہے کہ وہ امریکیوں سے لڑتے ہوئے دو مئی کو ایبٹ آباد میں شہید ہو گئے۔ اسامہ بن لادن 1998ء میں اس وقت عالمی افق پر ابھر کر سامنے آئے جب ان پر کروز میزائل برسا کر انہیں شہید کرنے کی کوشش کی گئی۔ تب سے وہ امریکا کو مطلوب ترین شخصیت تھے اسی بات نے انھیں پراسرار اور افسانوی شہرت کا مالک بھی بنا دیا تھا۔

ولادت اور تعلیم

اسامہ بن لادن دستیاب معلومات کے مطابق 10 مارچ 1954ء کو سعودی دارالحکومت ریاض میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد محمد بن عود بن لادن یمنی نژاد مالدار شخص تھے۔ ''بن لادن'' کمیٹی کے مالک اور سعودی شاہی خاندان میں خاطر خواہ اثر ورسوخ رکھتے تھے۔ شاہ فیصل مرحوم سے خاص دوستی کا تعلق تھا۔ اسامہ نے کنگ عبدالعزیز یونیورسٹی سے اکنامکس اور بزنس ایڈمنسٹریشن میں تعلیم حاصل کی۔ بعض اطلاعات کے مطابق شیخ اسامہ نے 1979ء میں سول انجینئرنگ

Marfat.com

اور 1981ء میں بزنس ایڈمنسٹریشن میں تعلیم حاصل کی۔ تعلیم سے فراغت کے بعد اپنے خاندانی ادارے ''بن لادن'' کمپنی کے تحت حرم کعبہ اور حرم نبوی کے توسیع کی نگرانی کرتے رہے۔

جہادِ افغانستان میں شرکت:

1984ء میں جہاد افغانستان میں شرکت کی غرض سے پشاور آ گئے۔ یہاں انہوں نے شیخ عبداللہ سے مل کر مجاہدین کی جملہ ضروریات کی کفالت کے لیے ''مکتب الخدمات'' کی بنیاد رکھی۔ اس کے لیے بھاری سرمایہ فراہم کیا۔ اپنی فیملی کے ساتھ پشاور منتقل ہونے کے بعد آپ کا زیادہ وقت افغانستان کے محاذوں پر گزرتا تھا۔ روس کے افغانستان سے نکل جانے کے بعد جب افغان مجاہدین کے لیڈر آپس میں لڑنے لگے تو آپ سعودی عرب واپس چلے گئے۔ جہاں وہ اپنے کاروبار سنبھالنے لگے۔ اسی دوران 1991ء میں جب عراق نے کویت پر حملہ کیا تو سعودی عرب نے امریکی افواج کو اپنی حفاظت کے لیے بلالیا۔ جس پر شیخ اسامہ بن لادن نے کڑی تنقید کی اس پر امریکا برافروختہ ہوا اور اس نے سعودی عرب پر دباؤ ڈالا کہ وہ شیخ اسامہ کی شہریت منسوخ کردے۔ امریکی دباؤ کی تاب نہ لاتے ہوئے بالآخر آپ کی سعودی شہریت منسوخ کردی گئی۔

سوڈان میں قیام

سعودی شہریت منسوخ ہونے کے بعد آپ اپنے ساتھیوں کے ہمراہ سوڈان چلے گئے۔ اس وقت سوڈان میں جنرل عمر البشیر اور حسن الترابی نے مل کر نئی حکومت قائم کی تھی۔ اور یہ لوگ خاصے اسلام پسند کہلاتے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ عالمی مغربی طاقتوں کی نظروں میں کھٹکتے تھے۔ سوڈان پر اقوام متحدہ نے اقتصادی پابندیاں لگا رکھی تھیں۔ شیخ اسامہ اپنے ساتھیوں کے ہمراہ سوڈان چلے گئے تاکہ وہاں کی نوزائیدہ اسلامی حکومت کو سپورٹ فراہم کرسکیں۔ شیخ اسامہ نے وہاں مختلف صنعتیں لگوائیں اور وہاں کی زراعت میں خاص دل چسپی لی اس کے ساتھ ساتھ وہ جزیرۃ العرب میں امریکی و یہودی افواج کی موجودگی پر بھی کڑی تنقید کرتے رہتے۔ یہی وجہ تھی کہ امریکا کو شیخ کا سوڈان میں قیام ایک آنکھ نہیں بھایا اور اس نے سوڈانی حکومت کو دھمکیاں دینا شروع

Marfat.com

کر دیں۔ساتھ یہ لالچ بھی دیا کہ وہ اسامہ کو ملک بدر کر دے تو سوڈان پر اقتصادی پابندیاں ختم کرادے گا۔ اس سلسلے میں ایک روایت کے مطابق شیخ اسامہ کا بیان یوں نقل کیا گیا ہے کہ:''سوڈانی صدر جنرل بشیر نے مجھے پیغام بھیجا کہ اب ہم پر امریکی دباؤ بڑھتا جا رہا ہے، آپ کا مزید قیام عمل سے باہر ہے۔لہٰذا آپ کوئی بندوبست کر لیں۔''

مجھے کوئی پریشانی نہیں تھی کیوں کہ میرا قرآن کے اس آسمانی وعدہ پر ایمان ہے:

''جو اللہ کی راہ میں ہجرت کرتا ہے تو وہ زمین کو اپنے لیے کشادہ پائے گا''۔۔۔مگر مجھے یہ پریشانی ضروری تھی کہ والدہ کو کیسے اطلاع دوں؟ تین دن کے بعد والدہ کو فون پر اطلاع دی تو ان کی بے چینی کی انتہا نہ رہی۔میں نے افغانستان کے عزم کا اظہار کیا تو انہوں نے سختی سے منع کیا اور کہا کہ وہاں آپ کو قتل کر دیا جائے گا۔یہ سب آپ کے خلاف سازش ہوئی ہے۔میں جنرل بشیر سے بات کرتی ہوں اور انہیں ڈانٹتی ہوں کہ وہ کیوں بزدلی دکھا رہا ہے؟ دوسرے دن والدہ فون پر ہشاش بشاش تھیں میں سمجھا کہ شاید جنرل بشیر سے بات کرنے کی نوعیت ہی نہیں آئی، میں نے خواب دیکھا کہ حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام تشریف فرما ہیں۔دونوں برگزیدہ نبی باہم صلاح و مشورے میں مصروف ہیں۔مشورے سے فارغ ہو کر میری طرف متوجہ ہوئے اور کہا آپ مطمئن رہیں ہم نے اسامہ کے لیے حفاظتی تدابیر کر لی ہیں اور یہ جس جگہ جانا چاہتے ہیں وہاں جانے دیں، والدہ نے کہا آپ بسم اللہ کریں''۔

جلال آباد میں:

اسامہ بن لادن کہتے ہیں کہ ہم جلال آباد پہنچے تو کابل میں ربانی حکومت نے امریکیوں کے ساتھ ایک معاہدہ کر لیا تھا جس کے تحت ہمیں امریکیوں کے حوالے کیا جانا تھا۔معاہدے پر ربانی، احمد شاہ مسعود اور حاجی قدیر سمیت تمام اعلیٰ عہدیداران نے دستخط کیے تھے۔اس معاہدے کی تصدیق اسلام آباد میں مصری سفارت خانے کے سفارت کار نے یوں کی کہ ربانی نے دہشت گردوں کو ہمارے حوالے کرنے کا معاہدہ کیا تھا تو آپ کیوں نہیں کرتے؟

Marfat.com

شیخ اسامہ کے مطابق مجھے اس معاہدے کا علم جلال آباد میں طالبان کے حامی اور متقی کمانڈر انجینئر محمود شاہ اور استاذ ساز نور شہید کے ذریعے ہوا جو اس وقت جلال آباد ہوائی اڈے پر قابض کی حمایت کی پاداش میں شہید کر دیے گئے۔

ربانی حکومت اور امریکا کے درمیان طے پانے والے معاہدے کے بعد دو امریکی طیاروں کو جلال آباد آنا تھا مگر کمانڈر محمود شہید اور استاذ ساز نور شہید نے اعلان کیا کہ وہ اسامہ کی حفاظت کریں گے اور اگر امریکی جہاز آئے تو ان کو اترنے نہیں دیا جائے گا۔ ربانی حکومت اور محمود ساز نور کے درمیان مزاحمت جاری تھی کہ اللہ نے ملا بورجان کو بھیج دیا وہ یلغار کرتے ہوئے جلال آباد پر حملہ آور ہوئے اور دیکھتے ہی دیکھتے وہ حکومت جو ہمیں امریکا کے سپرد کرنے کے تمام انتظامات کر چکی تھی جلال آباد، پھر دو دن بعد صوبہ لغمان اور صوبہ کنڑ سے بھی ہاتھ دھو بیٹھی۔ شیخ اسامہ ساتھیوں کے ہمراہ اپنے مرکز نجم الجہاد میں مقیم تھے۔

طالبان کے مہمان

جلال آباد پر طالبان کے قبضے بعد شیخ اسامہ کا طالبان سے باضابطہ رابطہ ہوا جس میں رابطہ کار کے طور پر بعض پاکستانی شخصیات بھی شامل تھیں، اس کے بعد شیخ اسامہ شہید کو امیر المومنین ملا محمد عمر نے بعض خطرات کے پیش نظر قندھار بلوا لیا۔

1998ء میں بل کلنٹن کے دور میں شیخ اسامہ امریکا کو مطلوب ترین افراد کی فہرست میں شمار ہونے لگے تھے۔ امریکی کمانڈوز مختلف گروپس میں بھیس بدل کر شیخ کو ڈھونڈنے آتے رہے مگر ناکام رہے۔ 1998ء میں ہی امریکا نے بحیرہ عرب میں موجود اپنے بحری بیڑے سے میران شاہ کے قریب شیخ اسامہ کے مرکز پر کروز میزائل برسائے۔ اسی رات قندھار اور سوڈان میں بھی مجاہدین کے ٹھکانوں پر میزائل برسائے گئے۔ لیکن شیخ اسامہ بچ نکلنے میں کامیاب رہے۔ اس کے بعد شیخ اسامہ نے ایک پریس کانفرنس کر کے امریکا کے خلاف کھلی جنگ کرنے کا اعلان کیا۔ اسی عرصہ میں کینیا اور تنزانیہ میں امریکی سفارت خانوں پر حملے ہوئے جن کا الزام شیخ اسامہ پر لگایا

Marfat.com

گیا۔ امریکا نے طالبان کی امارتِ اسلامیہ کو بھی دھمکیاں دینا شروع کر دیں اور ان پر ''دہشت گردوں'' کی سرپرستی کا الزام لگایا جانے لگا لیکن طالبان ان دھمکیوں کو کبھی بھی خاطر میں نہیں لائے۔

نائن الیون

ستمبر 2001ء میں جب نیویارک میں ٹوئن ٹاور اور واشنگٹن میں پینٹاگون پر حملے ہوئے تو امریکا طاقت کے نشے میں پاگل ہوگیا اس نے طالبان سے کہا کہ اسامہ ہمارے حوالے کر دو یا جنگ بھگتنے کے لیے تیار ہو جاؤ۔ طالبان نے اس کے جواب میں اصولی مؤقف اپنایا کہ اسامہ ہمارا مہمان ہے۔ اس کے خلاف ثبوت پیش کیے جائیں تو ہم خود کاروائی کریں گے اسامہ کو امریکا کے حوالے نہیں کریں گے، اس لیے کہ شرعاً ایک مسلمان کو کافر کے حوالے کرنا جائز نہیں۔ جس پر امریکا نائن الیون کے چند ہفتوں بعد ہی افغانستان پر چڑھ دوڑ اور اس نے افغانستان کا چپہ چپہ چھان مارا لیکن دس سال تک وہ شیخ اسامہ کو نہیں ڈھونڈ سکا۔ نائن الیون کے بعد شیخ اسامہ روپوش ہو گئے اور انہوں نے اسی روپوشی کی حالت میں امریکا کے خلاف جہاد کی قیادت کی۔ امریکا کو اپنی پسند کے میدان میں لا کر ایسی جنگ لڑی کہ آج امریکا کی معیشت بری طرح ڈانواں ڈول ہو چکی ہے۔ وہ ہزاروں فوجی مروا چکا ہے۔ اور جس ''دہشت گردی'' کو ختم کرنے کے لیے وہ افغانستان آیا تھا وہ افغان حدود سے نکل کر صومالیہ، یمن، مراکش، موریطانیہ، لیبیا وغیرہ میں پھیل چکی ہے۔

Marfat.com

تین غلطیاں

عمار چودھری

ہم تین سنگین غلطیاں کر رہے ہیں، پہلی غلطی اسامہ کو نائن الیون کا ماسٹر مائنڈ ثابت کرنا ہے اور یہ غلطی آج ہمارے چند قلم کار بھی کر رہے ہیں، یہ اکیسویں صدی میں بھی دو سو سال قبل کے دور میں رہ رہے ہیں، یہ درست ہے کہ اسامہ بن لادن ایک پڑھا لکھا نوجوان تھا، اس کے پاس دولت بھی تھی، صلاحیت بھی اور القاعدہ کی شکل میں طاقت بھی، لیکن یہ ساری دولت، صلاحیت اور طاقت اس وقت تک بے کار رہی جب تک امریکہ نے خود نائن الیون برپا کرنے کا فیصلہ نہیں کیا، آپ دیکھئے القاعدہ اگست 1988ء کو دریافت ہوئی لیکن یہ نائن الیون جیسا کوئی ایک حملہ نہیں کر سکی، کیوں؟ کیونکہ اس کی اصل طاقت صرف روسی اسلحے، دستی اور ریموٹ بموں اور خودکش جیکٹوں تک محدود ہے اور اس کی اصل صلاحیت افغانستان کے پہاڑوں اور صومالیہ، یمن اور عراق جیسے ملکوں میں بم دھماکوں کی صورت میں ہی دیکھی جا سکتی ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ کیا محض الٹ بازیاں لگانے والے جوڈو کراٹے کے ماہر اور شاطر نشانہ باز امریکی ڈیفنس سسٹم کو کنٹرول کر سکتے ہیں؟ ہم یہاں پر بھی غلطی کر رہے ہیں، ''انٹرانیٹ'' امریکہ کا کوئی خفیہ اطلاعاتی نظام نہیں بلکہ یہ کسی بھی چھوٹے بڑے ادارے کے چند کمپیوٹروں اور دفاتر کے درمیان ایک نیٹ ورک ہوتا ہے جو اکثر اوقات انٹرنیٹ سے منسلک نہیں ہوتا اور یہ سسٹم بیرونی مداخلت سے بچانے اور کارکردگی بڑھانے کیلئے بنایا جاتا ہے، یہ پاکستان میں بھی ہزاروں لاکھوں دفاتر میں چل رہا ہے، انٹرانیٹ کو ہیک کرنا آسان نہیں چاہے کوئی سٹاف میں سے ہی کوشش کیوں نہ کرے، اس میں ہر شخص کو ایک مخصوص حد تک ایکسیس حاصل ہوتی ہے، ڈیٹا آپریٹر، منیجر، سسٹم انجینئرز، آئی ٹی مینیجر وغیرہ کے عہدوں کے حساب سے سب کو الگ الگ پاس ورڈ، اور کوئی نیٹ ورک کے سسٹم میں جانے کی کوشش کرے تو

Marfat.com

وہ ٹریسنگ نظام کے ذریعے پکڑا جاتا ہے اور جب تک ٹاپ آئی ٹی انجینئرز اور انتظامیہ نہ چاہے یہ نظام جام کرنا ممکن نہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ اسامہ جیسے ''باغی'' ہمیشہ سے امریکہ کی ضرورت رہے ہیں، یہ امریکہ کیلئے آکسیجن کا کام دیتے ہیں اور ضرورت پوری ہونے پر امریکہ ان کی کہانی بھی مٹا دیتا ہے چنانچہ نائن الیون کیلئے امریکہ کے پاس اسامہ اور القاعدہ سے بہتر کوئی اور انتخاب نہیں تھا، اس نے اپنی خفیہ ایجنسیوں کے اہلکاروں کو القاعدہ کے قریب کیا، ان کے 19 ارکان کو ہوائی جہاز کی تربیت دلوائی اور ان لوگوں کو گیارہ ستمبر کی صبح چار مسافر جہاز اغوا کرنے کا ٹاسک دیا، ہمیشہ کی طرح اس روز بھی ایئر پورٹس پر سکیورٹی حکام الرٹ تھے تاہم انہیں اوپر سے حکم تھا کہ فلاں 19 لوگوں کی تلاشی نہیں لی جائے سارے قفل خود بخود کھلتے گئے، یہ جہازوں میں پہنچے، انہیں ہائی جیک کیا اور ان کا رخ ٹوئن ٹاورز اور پینٹا گون کی جانب موڑ دیا، اس لمحے زمین پر کنٹرول ٹاورز کا عملہ چاہتا تو جہازوں کے روٹس کی تبدیلی کی اطلاع ائیر فورس کو دے دیتا اور یوں چالیس پچاس سیکنڈز میں یہ طیارے فضا ہی میں تباہ کر دیئے جاتے، لیکن چونکہ یہ سب ماسٹر مائنڈ بش جونیئر کی مرضی سے ہو رہا تھا اس لئے سکیورٹی حکام چاپ تماشا دیکھتے رہے، طیارے ٹکرائے اور ساتھ ہی ٹوئن ٹاورز کی بیسمنٹ میں پہلے سے نصب بم بھی پھٹنے لگے اور انہیں طے شدہ پلان کے مطابق زمین بوس کر دیا گیا، یہاں تک کہ WTC7 کی عمارت بھی زمین بوس ہوئی جس سے کوئی طیارہ نہیں ٹکرایا اور اس کی ویڈیو یوٹیوب پر بھی موجود ہے اور آپ اس سلسلے میں گزشتہ روز کا قاضی حسین احمد صاحب کا مضمون بھی پڑھ لیجئے، آج وہ بھی یہ اعتراف کر رہے ہیں کہ یہ کام اسامہ کے بس کا تھا نہ اسے قبول کرنا چاہیے تھا اور اس سے عالم اسلام کو شدید نقصان پہنچا۔ ہمارے دانشوروں کو قاضی صاحب کے اس موقف پر غور کرنا چاہیے اور یہ سمجھنا چاہیے کہ نائن الیون کے امریکی ڈرامے کا مقصد امریکی عوام میں القاعدہ کا خوف بٹھانا اور مسلمان ممالک پر قبضہ کرنا تھا چنانچہ وہی ہوا، امریکی ڈر گئے اور امریکی حکومت نے انہیں تسلی دی کہ وہ گھبرائیں نہیں ہم القاعدہ کو پوری دنیا میں پیچھا کریں گے بس آپ ٹیکس پر ٹیکس دیتے جائیں اور باقی ہم پر چھوڑ دیں چنانچہ امریکہ نے

Marfat.com

اس انتہائی مطلوب ''دہشت گرد'' کو پکڑنے کیلئے گیارہ ستمبر سے لیکر دو مئی تک ایک اعشاریہ سنتیس ٹریلین ڈالر جھونک دیئے جو امریکہ کے مطابق پانچ سال سے خود نظر بندی کی حالت میں تھا، جہاں نہ کوئی ٹنل تھی نہ سٹنگر میزائل اور نہ امریکی انٹرانیٹ جام کرنے والے آلات، ملا تو کیا ملا، گائے، بھینس، مرغیاں، خرگوش ایک پستول، زنگ آلود گن اور ایک پرانا کمپیوٹر؟

ہماری دوسری غلطی، ہمیشہ کی طرح ہمارا الیکٹرانک میڈیا دہرا رہا ہے، ایبٹ آباد آپریشن کی معلومات اتنی خفیہ تھیں کہ ہماری سکیورٹی ایجنسیاں تک اس سے لاعلم رہیں لیکن ہمارے چند اینکرز حضرات نے خفیہ معلومات کے اتنے ڈھیر لگا دیئے کہ خود امریکہ اور اس کی سکیورٹی ایجنسیاں اس ڈھیر کے نیچے چھپتی محسوس ہوئیں، کوئی دو ہیلی کاپٹرز کوئی چار کا دعویٰ کرتا رہا، کسی نے ہیلی کاپٹرز غازی بروتھا سے اڑائے کسی نے جلال آباد سے، کسی نے ثابت کیا اسامہ کو مار کر یہاں لایا گیا اور کسی نے کہاں یہاں کوئی اسامہ تھا ہی نہیں، کوئی اس مکان کی دیواروں کی اونچائی اور کوئی اس کی بناوٹ کے پیچھے پڑا رہا، حتیٰ کہ کسی نے اصل معلومات ملنے کا انتظار تک نہیں کیا اور اس سارے عمل کے ساتھ ساتھ پاکستانی سیکورٹی اداروں پر ایسے تنقید کی گئی جیسے نائن الیون سے اب تک دہشت گردی کے خلاف آپریشن فوج اور آئی ایس آئی نے نہیں، بلکہ ہمارے چند اینکر حضرات نے کئے ہیں اور انہوں نے ہی القاعدہ کے 20 مطلوب افراد کو گرفتار کیا یا مارا اور انہی نے ہی سوات اور دیگر علاقوں کو دہشت گردوں سے آزاد کرایا، آپ ذرا دل پر ہاتھ رکھ کر بتایئے، کیا ایبٹ آباد کا واقعہ نائن الیون سے بڑا تھا اور اگر ہم القاعدہ کو نائن الیون کا موجد مان لیں تو کیا نائن الیون امریکہ کا سکیورٹی فیلیئر نہیں بنتا اور کیا امریکہ نے اپنے کسی ادارے یا کسی امریکی افسر سے استعفیٰ لیا؟ یہ درست ہے کہ ایبٹ آباد آپریشن کے حوالے سے پاکستان سے کچھ غلطیاں ہوئیں، اس کے راڈار پوری طرح ایکٹو نہیں تھے، اس مکان میں اسامہ کی موجودگی (اگر وہ یہاں واقعی تھا) سے بے خبری اور اس حوالے سے ایکشن نہ لینے پر بھی سوال کیا جاسکتا ہے لیکن سوال یہ ہے کہ ہم اپنی فوج اور اپنی ایجنسیوں کو اولین ٹارگٹ بنا کر کیا حاصل کرنا چاہتے ہیں اور کیا ہمارے اس

Marfat.com

انداز سے بھارت کو یہ کہنے کا موقع نہیں ملا کہ وہ بھی پاکستان میں آپریشن کرنے کا حق رکھتا ہے؟

ہماری تیسری اور آخری غلطی ہماری حکومت کر رہی ہے، آپ ایبٹ آباد آپریشن کے بعد ہمارے حکمرانوں کے بیانات کا تضاد ملاحظہ کیجئے، پاکستان میں دفتر خارجہ جو کہہ رہا تھا، لندن میں ہائی کمشنر واجد شمس الحسن قطعی مختلف بیان دے رہے تھے، وزیر اعظم نے پہلے روز اسے قوم کی فتح قرار دیا اور اگلے روز پوری دنیا کی خفیہ ایجنسیوں کی ناکامی بتلا دیا اور آپ ساری کی ساری اس کھچڑی کو دیکھئے، آپ کو اس میں طرح طرح کے روڑ اور کنکر نظر آئیں گے، آپ کو معلوم ہوگا، ہماری حکومت قومی سلامتی کے انتہائی اہم معلامات میں بھی سنجیدہ نہیں، یہ حشر کے میدان میں بھی بنٹے کھیلنے اور ایک دوسرے کو کہنیاں مارنے میں مصروف ہے اور اس کی حکومت اور سیاست کا مقصد ''رات گئی بات گئی'' سے زیادہ کچھ نہیں۔

یقین کیجئے، اگر ہم یہ تین غلطیاں دہراتے رہے تو پھر 2 مئی کے آپریشن کی دوسری قسط بھی جلد سامنے آجائے گی اور سٹیلتھ ہیلی کاپٹر مارگلہ کی پہاڑیاں کراس کر کے حکمرانوں اور اس کے بعد ہمارے سروں پر پہنچ جائیں گے؟ کیا ہم اس وقت تیار ہیں؟

(بشکریہ روزنامہ ایکسپریس)

Marfat.com

امریکہ، پاک فوج اور انڈیا

حسن نثار

زبانیں لمبی، عقلیں چھوٹی

ایبٹ آباد میں امریکی ایکشن نے اس طرح بوکھلا دیا کہ اپنی فوج اور اپنی آئی ایس آئی پر ہی یلغار کر دی۔ جس نے بجا طور پر کہا کہ ان کی کارکردگی بہت اچھی رہی لیکن یہ انسانوں پر مشتمل ایک ادارہ ہے جو خدا نہیں۔ چیخ چیخ کر آسمان سر پر اُٹھانے والے تو یہ کہتے ہیں کہ امریکہ نے ہماری سرحدوں کا احترام نہیں کیا لیکن یہ کوئی نہیں سوچتا کہ اُسامہ نے بھی تو ہماری سرحدوں کا احترام نہیں کیا۔ وہ دنیا کا مطلوب ترین شخص ہونے کے باوجود غیر قانونی اور خفیہ طور پر اس ملک کی حدود کے اندر موجود تھا اور اس کی یہ موجودگی مختلف مسائل میں گھرے اس ملک کو پوری عالمی برادری میں خجل کر گئی ہے۔ ذرا تصور کریں کہ کوئی عام معصوم پاکستانی ''برادر'' اسلامی ملک سعودی عرب میں غیر قانونی طور پر مقیم ہو اور وہ بھی اپنے اہل وعیال کے ساتھ لیکن حقیقت پسندی اور دلیل کے ساتھ تو ہماری پرانی دشمنی ہے۔

فوج اور آئی ایس آئی کے بارے بات اور وہ بھی ان حالات میں کرنے سے پہلے سوچ لینا چاہئے کہ فوجوں کی زندگی میں ''شب خون'' بھی ہوتے ہیں اور افواج سفاک ترین زمینی حقائق کو سامنے رکھ کر ہی فیصلے کرتی ہیں کہ ان کے فیصلوں پر کروڑوں انسانوں کے مستقبل کا انحصار ہوتا ہے۔ فوج نہ افسانے لکھتی ہے نہ کالم نہ مصوری کرتی ہے نہ شاعری ورنہ غالبؔ، علامہ اقبالؒ، فیض احمد فیضؔ فیلڈ مارشل ہوتے۔ فوج کے سامنے اس قسم کی ''فیکٹ شیٹ'' ہوتی ہے جس کا عام آدمی تو کیا اس کے خاص خاص جعلی ڈگری ہولڈر نمائندے تصور بھی نہیں کر سکتے۔ ایوب خاں کی ''فرینڈز ناٹ ماسٹرز'' سے لے کر پرویز مشرف کے نام نہاد ''یوٹرن'' اور '' آج'' تک کی

Marfat.com

''خاموشی'' میں بالغوں کے لیے بہت سے اشارے ہیں اور نپولین کا یہ جملہ بھی نہ بھولو کہ فوجیں پیٹ کے بل چلتی ہیں یعنی عسکری قوت کے پیچھے مضبوط معیشت ضروری ہوتی ہے۔ پاکستانی فوج کو ایک خاص سچویشن کا سامنا ہے کہ اس کے پڑوس میں وہ بھارت ہے جس کی وزیر اعظم نے کہا تھا کہ اس نے ہزار سال کی شکستوں کا بدلہ لے کر نظریۂ پاکستان کو خلیج بنگال میں غرق کر دیا ہے اور امریکہ تو ہر ملک کا پڑوسی ہے ہی۔ کیا یہ کم ہے کہ خود سے کئی گنا بڑے بھارت کے سامنے یہ فوج اور آئی ایس آئی دیوارِ چین بنی کھڑی ہے سو امریکہ کے ساتھ معاملہ کرتے وقت یہ سوچنا ہوگا کہ کون ہمارا کتنا اور اصل دشمن ہے اور کس کے ساتھ ہماری مخاصمت صدیوں پر محیط ہے اور کون ہمارے لیے موذی ترین ثابت ہوسکتا ہے۔

آیئے! ایک تاریخی حقیقت کو ''ہضم'' کرنے اور اس کو سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ہم سب جانتے ہیں کہ امریکہ سے پہلے برطانیہ سپر پاور تھا جس میں کبھی سورج غروب نہ ہوتا تھا تب برطانیہ کی ایک ڈاکٹرین تھی جسے اس وقت "Pax Britanica" کہتے تھے اور اس کا مطلب یہ تھا کہ پورے کرۂ ارض پر اگر کوئی ایک برطانوی بھی کہیں کسی ظلم، زیادتی، جبر کا شکار ہوگا تو اس فرد واحد کو پورا برطانیہ سمجھا جائے گا اور پورا برطانوی سسٹم اپنی تمام تر مائٹ کے ساتھ ایک برطانوی کو ظلم، زیادتی اور جبر کا شکار بنانے والے یا والوں کی اینٹ سے اینٹ بجا کر رکھ دے گا۔

وقت بدل چکا ہے۔ اب وہی سٹیٹس امریکہ کو حاصل ہے اور امریکہ نے یہ سٹیٹس کسی وظیفے یا تعویذ سے حاصل نہیں کیا۔ سو آج اُن کی ڈاکٹرین ہے "Pax Americana"۔ بالی بومبرز کے عبرتناک انجام سے لے کر ایمل کانسی، رمزی یوسف اور خالد شیخ کے انجام تک...... ریمنڈ ڈیوس کی جیل اور اُسامہ بن لادن کی زندگی سے رہائی تک سب اسی "Pax Americana" کی جہنمی جھلکیاں ہیں۔ میں صحیح غلط، جھوٹ سچ، اچھے برے یا خیر و شر کی بات نہیں کر رہا کہ کبھی مسلمانوں پر بھی وہ وقت تھا کہ سپر پاور تھے۔ حجاج بن یوسف، صالح ترین مسلمانوں کو بے دریغ موت کے گھاٹ اتار دیتا۔ اسے مسلمان سروں کی فصل کاٹنے کا بہت شوق

Marfat.com

تھا لیکن کسی غیر مسلم کے ہاتھوں مسلمان پر ظلم اس کے لیے ناقابل برداشت تھا کہ ہر سپر پاور کے لوگ ایسے ہی سوچتے ہیں۔ اسی لیے جب دریائے سندھ کے پانیوں میں بحری قزاقوں نے مسلمان مسافروں کو لوٹا تو ایک مسلمان عورت نے حجاج کے نام کی دہائی دی۔ اس تک یہ خبر پہنچی تو بے قرار ہو کر پکار اُٹھا...... "لبیک لبیک لبیک"۔ اور پھر محمد بن قاسم نے چند مسلمان بحری مسافروں کے لٹنے کی سندھ کے راجہ داہر کو ایسی سزا دی کہ دیبل سے ملتان تک روند کر رکھ دیا۔ ایسا ہی ہوتا ہے اور آپ چاہیں تو اسے "Pax Islamia" بھی کہہ سکتے ہیں۔

اپنی فوج اور آئی ایس آئی کے بارے میں ذہن اور زبان استعمال کرتے وقت قدرت کی یہ ستم ظریفی ضرور سامنے رکھیں کہ ہمارے پڑوس میں ہندوستان نام کا ایک ملک ہے اور امریکہ تو دنیا کے ہر ملک کا پڑوسی ہے ہی۔ ہندوستان کی پوری کوشش اور شدید ترین خواہش ہوگی کہ پاکستان اور امریکہ کے درمیان معاملات "پوائنٹ آف نو ریٹرن" تک چلے جائیں اور پھر وہ.......... طاقت صرف بھارت کے لیے........ باقی دنیا بالخصوص سپر پاور کے ساتھ ڈیل کرتے وقت تحمل، تدبر اور توازن کہ ہم جیسے کھچکے ہوئے، جہالت اور غربت زدہ ملک.. منتشر، غیر متحد، بے سمت، منقسم، جذباتی، غیر منظم، افقی اور عمودی طور پر قسم قسم کے مکروہ خانوں اور ڈربوں میں بٹے ہوئے ملک ایک سے زیادہ محاذوں کے متحمل نہیں ہو سکتے کہ غزوہ بدر سے پہلے حضرت بلالؓ پر ہونے والے مظالم، بے سروسامانی کی حالت میں حبشہ تک کا سفر اور پھر ہجرت عظیم ہماری تاریخ کا حصہ ہے اور حکم یہ کہ مومن کی فراست سے ڈرو لیکن یہاں تو فکری نجاست کی جھاڑیوں پر مکھیاں بھنبھنا رہی ہیں۔

(بشکریہ روزنامہ جنگ)

Marfat.com

اسامہ بن لادن......آپریشن ایبٹ آباد

نذیر ناجی

اور آخر کار اسامہ بن لادن اپنے انجام کو پہنچ گیا۔ انہوں نے یہ راستہ خود منتخب کیا تھا۔ ان کی امریکہ دشمنی، اپنے ملک سعودی عرب کی صورتحال کے نتیجے میں تھی۔ جس کے بارے میں ان کا خیال تھا کہ امریکہ نے اپنے حامی حکمرانوں کے ذریعے سعودی عرب کے قدرتی وسائل پر قبضہ کر رکھا ہے اور وہاں کے عوام آزادی اور بنیادی حقوق سے محروم ہیں۔ اپنی اس جنگ کو انہوں نے عالم اسلام کی جنگ کی صورت میں دیکھا اور القاعدہ کے نام سے ایک ایسی تنظیم بنائی جو سرحدوں کی قائل نہیں اور اپنی اس جدوجہد کے لئے دہشت گردی کا راستہ اختیار کیا۔ جو ظاہر ہے وہ سیاسی نتائج پیدا نہ کر سکا جو اسامہ کا مقصد تھے۔ اس کے برعکس یہ بھی حقیقت ہے کہ اس دہشت گردی کا زیادہ نشانہ خود مسلمان بنے۔ صرف پاکستان میں 35 ہزار سے زیادہ انسان دہشت گردوں کی کارروائیوں کا نشانہ بنے۔ سعودی عرب، یمن، سوڈان، عراق اور متعدد دیگر مسلمان ملکوں میں ان گنت افراد جان سے گئے۔ اسی تنظیم القاعدہ کی وجہ سے افغانستان پر فوجی حملہ ہوا اور آج تک یہ ملک بیرونی افواج کے قبضے میں ہے۔ اسامہ بن لادن کو جو تکلیف دہ زندگی گزارنا پڑی، وہ اپنی جگہ ایک دردناک کہانی ہے۔ تشدد اور دہشت گردی کا راستہ کبھی آزادی اور امن کی طرف نہیں لے جاتا۔ اس کی سب سے بڑی خرابی یہ ہے کہ خود تشدد کرنے والے بھی اسی طرح کے انجام سے دوچار ہوتے ہیں، جو وہ اپنے مخالفوں کے لئے تجویز کرتے ہیں۔

یکم اور 2 مئی کی درمیانی رات کو ایک بجے ایبٹ آباد میں کاکول کے قریب واقع ملٹری اکیڈمی کے نواح میں ٹھنڈا چوہا نامی جگہ اچانک فوجی کارروائی شروع ہوئی۔ مقامی آبادی سے کہا گیا کہ کوئی گھروں سے باہر نہ نکلے۔ کارروائی کے دوران ایک بڑے دھماکے اور گولیاں چلنے کی

Marfat.com

آوازیں سنی گئیں۔ایک ہیلی کاپٹر تباہ ہوا۔خبروں کے مطابق اسامہ بن لادن، ان کے کچھ ساتھی اور بیٹا اس کارروائی میں کام آئے۔ان کی دو بیویاں گرفتار کر لی گئیں۔تادم تحریر وہ عمارت جہاں اسامہ بن لادن کافی عرصے سے مقیم تھا، فوج کے حصار میں ہے۔پاکستان کی طرف سے تادم تحریر (صبح 10 بجے) اس واقعہ کے بارے میں سرکاری بیان سامنے نہیں آیا۔لیکن ایک بات طے ہے کہ گزشتہ چند ہفتوں کے دوران آئی ایس آئی کے چیف جس تیزی سے بیرونی دورے کرتے رہے اور میزبان ملکوں کے حکام سے ملاقاتیں کیں، ان میں کوئی غیر معمولی بات ضرور نظر آ رہی تھی۔امریکیوں کا موقف ہے کہ انہوں نے یہ آپریشن انتہائی رازداری سے کیا۔ان کا دعویٰ ہے کہ پاکستانیوں کو اس وقت تک پتہ نہیں تھا جب تک یہ آپریشن مکمل نہیں کر لیا گیا۔مگر یہ کہانی قابل اعتبار نہیں لگتی۔کیونکہ دونوں ہیلی کاپٹر یا افغانستان سے آئے تھے یا مقبوضہ کشمیر کی طرف سے، دونوں صورتوں میں پاکستان کی سیکیورٹی فورسز کا ان ہیلی کاپٹروں کی آمد سے بے خبر رہنا ممکن نہیں تھا۔یقینی طور پر ایسی کارروائی باقاعدہ اجازت لینے کے بعد ہی کی جا سکتی ہے۔صدر اوباما نے اپنی تقریر میں پاکستانی تعاون کا ذکر کیا ہے۔بعض دہشت گرد تنظیموں اور پاکستانی میڈیا میں ان کے بعض حامیوں کی طرف سے تردید کی جا رہی ہے کہ اسامہ بن لادن کے ہلاک ہونے کی خبر غلط ہے۔لیکن اب تو ہلاک شدہ اسامہ بن لادن کی تصویر نیٹ پر آ چکی ہے۔تھوڑی دیر کے بعد ٹیلی ویژن چینل پر بھی آ جائے گی۔اب اس کی ہلاکت پر کوئی شبہ باقی نہیں رہ جاتا۔جس عمارت میں اسامہ بن لادن مقیم تھا، اس کا محل وقوع اور اس کا ڈیزائن دونوں ہی نظر انداز نہیں کیے جا سکتے تھے۔اس عمارت کے چاروں طرف دیوار کی اونچائی 16 سے 18 فٹ کے درمیان ہے۔عمارت کی پہلی منزل اس دیوار کے پیچھے چھپی ہوئی ہے۔کہا جاتا ہے کہ یہ عمارت 2005ء سے اسامہ بن لادن کے قبضے میں تھی۔وہ خود وہاں کب آیا؟ یہ تو واضح نہیں لیکن اسامہ بن لادن کا تعاقب 4 سال پہلے شروع ہو گیا تھا۔القاعدہ کے جو لوگ گرفتار کر کے گوانتاناموبے کے کیمپ میں لے جائے گئے، ان میں خالد شیخ کے ایک قریبی ساتھی نے اسامہ سے اپنے رابطوں کی تفصیل بیان کی۔اسی کی مدد

Marfat.com

سے ایک کوریئر کو رابطے میں لایا گیا۔ دو سال سے وہ امریکیوں کو اسامہ کے بارے میں اطلاعات فراہم کرتا رہا۔ اسامہ کے بارے میں ایک ایک پل کی اطلاع امریکیوں کو ہونے لگی۔ ان اطلاعات کی روشنی میں خود صدر اوباما نے سیکیورٹی اداروں کے انتہائی محدود افسروں کے ساتھ پانچ خفیہ میٹنگیں کیں، جن میں آپریشن کا منصوبہ انتہائی احتیاط اور رازداری سے تیار کیا جاتا رہا۔ اس بات کا خاص خیال رکھا گیا کہ اسامہ اور اس کے ساتھیوں کو کسی قسم کا شک نہ ہونے پائے کہ وہ امریکیوں کی نظر میں آچکے ہیں۔ خود اسامہ بن لادن کے حفاظتی انتظامات بھی انتہائی مؤثر تھے۔ جس گھر میں وہ رہتے تھے، وہاں کوئی انٹرنیٹ اور ٹیلی فون استعمال نہیں کیا جاتا تھا۔ اس کامیاب فوجی آپریشن پر امریکی حکومت اور عوام اپنی کامیابی کے جشن منا رہے ہیں۔ نیویارک میں گراؤنڈ زیرو نامی اس مقام پر ہزاروں افراد جمع ہوئے جہاں دنیا کی دو بلند ترین عمارتیں جڑواں ٹاور ہوا کرتے تھے اور جن عمارتوں کو القاعدہ کے خودکش بمباروں نے تباہ کیا تھا۔

میں اس کارروائی میں پاکستانی ایجنسیوں کے کردار کے بارے میں کوئی قیاس آرائی نہیں کروں گا۔ یہ انتہائی حساس معاملہ ہے اور جب تک خود پاکستانی حکومت اور آئی ایس پی آر کی طرف سے کوئی بیان جاری نہیں کیا جاتا، ہمیں رائے زنی نہیں کرنا چاہیے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ بدقسمتی سے اسامہ بن لادن کی پاکستان میں موجودگی ثابت ہوگئی۔ یقین کرا دیا گیا کہ اسامہ پاکستان میں ہلاک ہوا۔ اب ہمیں دوطرفہ ردِعمل کا سامنا کرنا ہوگا۔ ایک القاعدہ کا ردِعمل جو کسی بھی صورت میں ظاہر ہوسکتا ہے۔ ممکن ہے اسامہ بن لادن سے جذباتی وابستگی رکھنے والے تربیت یافتہ دہشت گرد پاکستان کے اندر انتقامی کارروائیاں کریں۔ وہ جذباتی حالت میں یہاں کسی کو بھی نشانہ بنا سکتے ہیں۔ خصوصاً سیکیورٹی کے اداروں اور فوجی مراکز کی حفاظت کے لئے بلا تاخیر خصوصی اقدامات کرنا ہوں گے اور یہ انتظامات صرف پاکستان میں ہی نہیں، دنیا بھر میں جہاں جہاں بھی پاکستان کے سفارتی مراکز ہیں، ان پر بھی توجہ دینا ہوگی۔ القاعدہ کہیں بھی کارروائی کرسکتی ہے۔ دوسرا ردِعمل امریکہ کی طرف سے آئے گا۔ امریکہ یقینی طور پر یہ کہے گا کہ ہم اسامہ بن لادن کی

Marfat.com

پاکستان میں موجودگی پر اصرار کیا کرتے تھے مگر آپ لوگوں نے کبھی اسے تسلیم نہیں کیا۔ اب اسامہ بن لادن کی پاکستان میں موجودگی ثابت ہو چکی ہے۔ اب ہم دہشت گردی کے ان مراکز کے بارے میں کہتے ہیں کہ وہاں تیار ہونے والے دہشت گرد سرحد پار کر کے افغانستان میں ہمارے فوجیوں کے خلاف کارروائیاں کرتے ہیں۔ آپ ان مراکز کو ختم کریں۔ ظاہر ہے پاکستان کو اپنی پوزیشن واضح کرنے میں کافی دشواری کا سامنا کرنا پڑے گا۔ ہمیں دنیا کو یہ سمجھانے میں بھی بڑی مشکل پیش آ رہی ہے کہ ہمارے ہاں دہشت گردی کے منصوبے نہیں بنائے جاتے۔ ہمارے مخالفین طرح طرح کی الزام تراشیاں کر سکتے ہیں کہ اسامہ بن لادن خود پاکستان میں بیٹھا تھا۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ وہ دہشت گردی کی کارروائیوں کے لیے راہنمائی نہ کرتا رہا ہو؟ بنیادی طور پر اسامہ بن لادن کا پاکستان سے کوئی تعلق نہیں تھا۔ اسے طالبان نے افغانستان میں جڑیں پھیلانے کا موقع دیا۔ طالبان خود بھی اس غلطی کے نتیجے میں عالمی جارحیت کا نشانہ بنے اور امریکی حملے کی وجہ سے اسامہ بن لادن اپنا نیٹ ورک لے کر پاکستان آ گیا اور یہ بلا ہمارے گلے پڑ گئی۔ اسامہ صاحب خود تو ختم ہو گئے مگر ہمارے لئے دہشت گردی کے اثرات چھوڑ گئے، جو نہ جانے کب تک ہمیں مشکلات میں مبتلا رکھیں گے اور ان میں ایک مشکل امریکی دباؤ بھی ہے۔

(بشکریہ روزنامہ جنگ)

Marfat.com

2 مئی......امریکی انتقام

جاوید قریشی

دو مئی: چار امریکی ہیلی کاپٹرز افغانستان کے کسی مقام سے پرواز کر کے پاکستان کی فضائی حدود کی خلاف ورزی کرتے ہوئے ایبٹ آباد پہنچے اور پاکستان ملٹری اکیڈمی سے محض ایک کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ایک وسیع وعریض کمپاؤنڈ میں روپوش، امریکہ کو مطلوب اپنے دشمن نمبر ایک اسامہ بن لادن پر حملہ کر کے اسے جاں بحق اور لاش لے کر واپس افغانستان روانہ ہو گئے۔ پروگرام کے مطابق چار میں سے دو ہیلی کاپٹرز کو اترنا تھا اور دو غالباً نگرانی کی غرض سے فضا میں ہی محو پرواز رہے۔ اترتے وقت ایک ہیلی کاپٹر کو حادثہ پیش آیا، اسے کریش لینڈنگ کرنا پڑی۔ ایک اطلاع یہ ہے کہ حادثہ فائرنگ میں تبادلہ کی وجہ سے پیش آیا۔ اس آپریشن میں 40 منٹ لگے۔ جاتے وقت امریکی فوجی ناکارہ ہو جانے والے ہیلی کاپٹر کو مکمل طور پر تباہ کر گئے تاکہ کوئی شہادت، کوئی ثبوت باقی نہ رہے۔ امریکہ کے اس حملہ سے پاکستانی قوم ششدر رہ گئی۔ چار ہیلی کاپٹرز جلال آباد سے پرواز کر کے ہماری فضائی حدود کی خلاف ورزی کرتے ہوئے ایبٹ آباد تک پہنچے، ہماری فضائیہ، ہمارے ریڈارز کو خبر تک نہ ہوئی۔ اس کے بعد ملٹری اکیڈمی کاکول سے ایک کلومیٹر کے فاصلہ پر واقع ایک کمپاؤنڈ پر امریکیوں کے مطابق گولیوں کا زبردست تبادلہ ہوا۔ آپریشن 40 منٹ تک جاری رہا جس میں اسامہ جاں بحق ہوا، اس کی لاش حملہ آور قبضہ میں لے کر واپس پرواز کر گئے ہماری سیکیورٹی فورسز کو کانوں کان خبر نہ ہوئی۔ آپریشن ایسے شہر میں ہوا جو گیریژن ٹاؤن کہلاتا ہے اور ایک ایسے مقام پر جو ملٹری اکیڈمی سے محض ایک کلومیٹر کے فاصلہ پر واقع ہے۔ یہ سب کچھ کیسے ممکن ہوا؟ ہم لوگ جو اپنی انٹیلی جنس سروسز اور سیکیورٹی فورسز کی پیشہ وارانہ صلاحیتوں کے راگ الاپتے نہیں تھکتے، حیران ہیں کہ اتنا بڑا سیکیورٹی لیپس (Security

Marfat.com

Lapse) کیونکر ممکن ہوا۔ یہ غریب قوم پیٹ پر پٹی باندھ کر اپنی ڈیفنس فورسز کی ضروریات پوری کرتی رہی ہے۔ لیکن اس واقعہ نے قوم کو ہلا کر رکھ دیا ہے۔ ایسی غفلت، ایسی نا اہلی۔ دوسری شدید ہزیمت اس بات کی کہ اسامہ جسے ایک عالم عرصہ سے تلاش کر رہا تھا اور جس کی پاکستان میں عدم موجودگی کا ہم سینہ ٹھونک کر اعلان کرتے تھے آخر ہمارے گیریژن ٹاؤن ایبٹ آباد میں ہماری ملٹری اکیڈمی سے ایک کلومیٹر دور ایک کمپاؤنڈ میں روپوش تھا جس کا پتہ ہماری ایجنسیز نہ لگا سکیں۔ قوم ان سوالوں کے جواب مانگتی ہے۔ محض خاموش رہنے، پیرس اور روس کے دورے کرنے سے بات نہیں بنے گی ان واقعات کی تفصیلی تحقیقات ہونی چاہیے اور قوم کو انکوائری کے نتائج سے آگاہ کیا جائے۔ دنیا ہمیں شک کی نگاہ سے دیکھ رہی ہے۔ سی آئی اے کے ڈائریکٹر نے تو لگی لپٹی رکھے بغیر کہہ دیا کہ پاکستان حکومت اس تمام واقع میں ملوث ہے یا انتہا سے زیادہ نا اہل ہے۔ حامد کرزئی نے ایبٹ آباد کے واقعہ پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ وہ عرصہ سے کہتے آئے ہیں کہ دہشت گردوں کی تربیت گاہیں اور ان کے لئے محفوظ پناہ گاہیں افغانستان سے باہر (پاکستان میں) ہیں۔ اسامہ بن لادن کی ایبٹ آباد میں موجودگی ان کے دعوؤں کو درست ثابت کرتی ہے۔ ادھر بھارت کی فضائیہ کے سربراہ نے بیان دیا کہ امریکہ کی طرح وہ بھی دہشت گردی کے خلاف سرجیکل سٹرائیک کا حق رکھتے ہیں۔ بھارت خود کو خطے کا امریکہ سمجھتا ہے اور امریکی زبان بول بول کر اپنا قد کاٹھ بڑھانے کا کوئی موقعہ گنوانا نہیں چاہتا۔ خیر واقعہ ہی اس قسم کا ہو گیا ہے کہ ہم پاکستانیوں کو یہ دلخراش باتیں سننی پڑی ہیں۔

میں نے اپنے پچھلے کالم میں لکھا تھا کہ پاکستان اور امریکہ کے تعلقات سرمہری اور گرمجوشی کے بین بین چلتے رہے ہیں۔ کبھی سردمہری ان پر غالب رہی اور کبھی گرم جوشی، لیکن اندازہ لگایا جائے تو تعلقات میں سرمہری کا غلبہ زیادہ عرصہ کے لئے رہا ہے۔ ریمنڈ ڈیوس کے واقعہ سے اسامہ کی اسیری اور ہلاکت کے آپریشن تک تعلقات میں سردمہری کے ساتھ بداعتمادی بھی داخل ہو گئی۔ جو باتیں ڈھکے چھپے انداز میں دونوں ملکوں کی مذاکراتی ٹیموں کے درمیان بند کمروں میں ہونا

Marfat.com

چاہئیں، وہ اب کھلے عام کی جانے لگیں ہیں۔ قارئین کو یاد ہوگا ایڈمرل مائک مولن نے اپنے گذشتہ دورے کے دوران بعض اینکر پرسنز سے گفتگو کے دوران پہلی بار آئی ایس آئی پر الزام لگایا تھا کہ آئی ایس آئی کے کچھ عناصر کے حقانی نیٹ ورکس سے تعلقات ہیں۔ اور حقانی نیٹ ورکس کے لوگ شمالی وزیرستان سے نکل کر افغانستان میں امریکیوں پر حملے کر کے انہیں ہلاک کرتے ہیں۔ مولن نے یہ بھی کہا تھا کہ امریکی جانوں کی حفاظت ان کا مقدس فریضہ ہے۔ ایسی ہی باتیں سی آئی اے کے ڈائریکٹر پینٹا نے جنرل پاشا سے موصوف کے واشنگٹن کے دورے کے دوران کی تھیں۔ اب جب کہ امریکہ میں سی آئی اے پینٹا گون کے عہدوں کے لئے نئے سربراہ تعینات کرنے کا فیصلہ کر لیا گیا، جنرل پیٹریاس کو ڈائریکٹر سی آئی اے تعینات کرنے کی تجویز ہے۔ جنرل پیٹریاس اور جنرل کیانی کے درمیان بہت گرم جوشی کے تعلقات نہیں ہیں۔ بلکہ جنرل کیانی پیٹریاس کو سیاسی جنرل کہتے ہیں۔ جنرل پیٹریاس جو عراق اور افغانستان میں جنگی جوہر دکھا چکے ہیں ان کے متعلق کہتے ہیں کہ وہ اگلی جنگ خاکم بدہن پاکستان میں لڑیں گے۔ خدا کرے ایبٹ آباد پر برق رفتار امریکی یلغار کسی ایسی مہم جوئی کا پیش خیمہ ثابت نہ ہو۔ پاک امریکہ تعلقات اس وقت مشکل صورت حال سے دوچار ہیں مگر اس حقیقت سے بھی انکار ممکن نہیں کہ دہشت گردی کے خلاف جنگ میں پیش قدمی اور افغانستان سے اتحادی فوجوں کی باعزت واپسی پاکستان کے تعاون کے بغیر ممکن نہیں۔ اس لئے ایک جانب امریکیوں سے کھل کر بات کرنے کی ضرورت ہے کہ گراس مین کے بیان کے مطابق اگر ان کا پیمانہ صبر لبریز ہو سکتا ہے تو بے شمار قربانیاں دینے کے بعد پاکستانی قوم کا پیمانہ صبر بھی لبریز ہو چکا ہے۔ امریکہ سے وہ مزید (Do more) کی گردان سننے کے لئے تیار نہیں۔ قوم اپنی حکومت کی اس پالیسی سے بھی نالاں ہے کہ دہشت گردی کے خلاف جنگ میں ملکی سلامتی کے بنیادی تقاضوں کو مسلسل دوسروں کی خواہشات کے تابع بنایا جا رہا ہے۔ پاکستانی قوم بلا شبہ ایک خوددار قوم ہے اور دوستوں کے لئے کوئی بھی قربانی دے سکتی ہے۔ لیکن اس کے بدلے میں دھمکیاں اور الزامات سننے کی کسی طور روادار نہیں۔ اس قوم کی آزادی وخود

Marfat.com

مختاری کو چیلنج کرنے کا سلسلہ جاری رہنے کی صورت میں کسی بڑے حادثے کے امکان کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔

پاکستان کے سیکرٹری خارجہ نے بجا طور پر اس قوم کے جذبات کی ترجمانی کرتے ہوئے کہا کہ ایبٹ آباد جیسا کوئی اور واقعہ اگر رونما ہوا تو تباہ کن ہوگا۔ سلمان بشیر نے کہا کہ ایبٹ آباد کے واقعہ کے حوالے سے کوئی غلط فہمی میں نہ رہے۔ ایسا واقعہ دہرایا گیا تو اس کے تباہ کن نتائج ہونگے۔ Do more کا راگ الاپنا بند کیا جائے۔ ہم قومی خود مختاری پر سمجھوتا نہیں کریں گے آئندہ یک طرفہ کارروائی کرنے والے تباہی سے دوچار ہونگے۔ دہشت گردی سے نمٹنے میں آئی ایس آئی کا شاندار ریکارڈ ہے۔ آئی ایس آئی اور القاعدہ کے مابین روابط کا الزام حقائق کے منافی ہے۔ سلمان بشیر نے مزید کہا کہ پاکستان امریکہ سے اچھے تعلقات کا خواہش مند ہے لیکن ڈرون حملے ہماری خود مختاری کے خلاف ہیں۔ انہیں بند ہونا چاہیے۔ ایبٹ آباد میں ہونے والے امریکی آپریشن سے ملکی سالمیت اور عالمی اخلاقیات پر سوال پیدا ہوتے ہیں۔

کور کمانڈرز کے اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے آرمی چیف نے کہا کہ آئندہ کوئی (ایبٹ آباد) ایسا واقعہ رونما ہوا تو برداشت نہیں کیا جائے گا اور آئندہ کوئی ایسی کارروائی ہوئی تو امریکہ سے فوجی اور انٹیلی جنس تعاون پر نظر ثانی کی جائے گی۔ پریس ریلیز کے مطابق ایبٹ آباد واقعہ کی تحقیقات کا حکم دے دیا گیا ہے۔ اجلاس میں ملک میں امریکی فوجیوں کی تعداد کم کروانے کا فیصلہ بھی کیا گیا ہے۔ اسامہ بن لادن کی پاکستان میں موجودگی کے حوالے سے انٹیلی جنس کمزوریوں کو تسلیم کرتے ہوئے یہ بھی کہا گیا کہ القاعدہ اور دہشت گردوں کے خلاف آئی ایس آئی کی کارروائیوں کا کوئی نعم البدل بھی نہیں۔ اجلاس میں بیان کیا گیا کہ پاکستان کے سٹریٹجک اثاثے انتہائی محفوظ ہیں اور ان کی حفاظت کے لئے محفوظ حصار قائم کیا گیا ہے۔ امریکہ کے ایوان زیریں میں ایک بل پاکستان کی امداد روکنے کے متعلق پیش کیا گیا ہے۔ ادھر سینٹ کی آرمڈ کمیٹی کے سربراہ نے بیان دیا ہے کہ وہ تسلیم نہیں کر سکتے کہ پاکستان کے اعلیٰ عہدے داروں کو پاکستان میں اسامہ کی

Marfat.com

موجودگی کا علم نہ ہو۔ انہوں نے کہا کہ ان لوگوں کو ملا عمر کی موجودگی اور کوئٹہ شوریٰ کے متعلق بھی معلومات ہیں۔ ان الزامات کا جواب دینا تو وقت ضائع کرنا ہے۔ لیکن سپر پاور کے عہدے داروں کو یہ بتا دینا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ دہشت گردی کے خلاف جنگ جو ہم نے چھیڑی نہیں اسے ہماری مدد کے بغیر جاری رکھنا اکیلے آپ کے بس کی بات بھی نہیں۔ آپ چاہیں یا نہ چاہیں آپ کو ہماری اتنی ہی ضرورت ہے جتنی ہمیں آپ کی۔ لہٰذا دھمکیوں اور الزام تراشی کو ترک کر کے تعاون کی بات کرنا زیادہ مناسب ہوگا۔ باہمی اعتماد کی بحالی اور ایک دوسرے پر انحصار حالات کا جبر ہے اسے دونوں ملکوں کو تسلیم کر لینا چاہیے۔ اپنے تین ہزار سے کچھ اوپر شہریوں کی ہلاکت کا انتقام لینے کے لئے امریکی عراق، افغانستان اور پاکستان میں لاکھوں کا خون بہا چکے ہیں۔ اپنے دشمن نمبر ایک کو قتل کر کے اس کی لاش سمندر برد کر دی اب تو امریکی انتقام کی آگ کو سرد ہونا شروع ہونا چاہیے۔

(بشکریہ روزنامہ نوائے وقت)

Marfat.com

سمندر میں اتر جاؤں گا

منیر احمد بلوچ

امریکی سیکرٹری آف سٹیٹ ہیلری کلنٹن کے بقول ''دہشت گردی کی انجمن'' اور امریکہ کی سب سے بڑی حریف القاعدہ کے سربراہ اسامہ کے جسد خاکی کو القاعدہ کی طرف سے تباہ کئے جانے والے ورلڈ ٹریڈ سنٹر کے ملبہ سے حاصل کردہ لوہے سے تیار کردہ یو ایس ایس کارنیول کے ذریعے سمندر کی اتھاہ گہرائیوں کی نذر کر دیا گیا ہے۔ اسامہ کو ہلاکت کے بعد سمندر میں بہا دینے کی یہ خبر سنتے ہی احمد ندیم قاسمی کا یہ شعر نظروں کے سامنے گھومنے لگا۔

کون کہتا ہے کہ موت آئی تو مر جاؤں گا
میں تو دریا ہوں سمندر میں اتر جاؤں گا

احمد ندیم قاسمی نے نہ جانے کب، کس کے لئے اور کن حالات کی مناسبت سے یہ شعر کہا تھا اور یقیناً یہ شعر انہوں نے اسامہ کے لئے نہیں کہا ہوگا لیکن کیا کیا جائے کہ اتفاقات اسی کا نام ہے۔ اسامہ کو سمندر کی نذر کرنے کا امریکی خواب تو پورا ہو گیا لیکن یہ مت بھولئے کہ امریکی اس وقت اور لمحے کا مدتوں سے انتظار کر رہے تھے۔ دس سال پہلے امریکیوں سے جو غلطی تورا بورا میں ہوئی تھی وہ اسے دہرانا نہیں چاہتے تھے دس سال قبل امریکی فوجیوں کے نرغے میں آیا ہوا اسامہ بن لادن افغانستان کی تورا بورا کی پہاڑیوں سے نکل جانے میں کامیاب ہو گیا اور سینیٹر جان کیری کے دسمبر 2009ء میں لاس اینجلس ٹائمز میں لکھے گئے مضمون کے مطابق امریکہ کو مکمل یقین تھا کہ تورا بورا سے بچنے کے بعد اسامہ پاکستان میں جا چھپا ہے جس کا امریکی حکام اکثر اظہار کرتے رہے ہیں۔ شاید یہ وجہ ہے کہ اسامہ کی ہلاکت کے بعد 5 مئی کو امریکی سینٹ کی خارجہ تعلقات کمیٹی سے خطاب کرتے ہوئے سینیٹر جان کیری جیسے معتدل امریکی لیڈر نے بھی برملا اس شک کا اظہار کر دیا

Marfat.com

ہے کہ ایمن الظواہری پاکستان میں کسی جگہ روپوش ہو سکتا ہے۔ لاس اینجلز ٹائمز میں لکھے ہوئے اپنے مضمون میں کفِ افسوس ملتے ہوئے جان کیری نے لکھا کہ اگر اس وقت ہم بن لادن کو پکڑ لیتے یا ہلاک کر دیتے تو آج کی دنیا بہت مختلف نظر آتی۔ اس کی موت سے عالمگیر انتہا پسندی کا خطرہ تو ختم نہیں ہو سکتا تھا لیکن ہماری غفلت سے ہونے والی اس ناکامی سے ظاہر ہوتا ہے کہ ہم نے ایک ایسا موقع کھو دیا جس نے افغانستان میں جنگ کا رخ اور بین الاقوامی دہشت گردی کے مستقبل کو تبدیل کر کے رکھ دیا۔

امریکیوں نے دسمبر 2001ء کے اوائل میں اسامہ اور اس کے نائب ایمن الظواہری کو مشرقی افغانستان کے پہاڑی علاقے کی غاروں اور سرنگوں میں گھیر لیا تھا لیکن وہ دونوں بچ نکلے۔ تورا بورا کا یہ علاقہ پاک افغان سرحد سے چند میل کے فاصلے پر واقع ہے۔ امریکہ کی سپیشل ملٹری کمانڈ نے بھی 2007ء میں چھپنے والی رپورٹ میں بن لادن کی تورا بورا میں موجودگی کی توثیق کرتے ہوئے لکھا تھا کہ وہ اپنے قریبی ساتھیوں سمیت تورا بورا میں 9 سے 14 دسمبر 2001ء تک موجود تھا۔ امریکی پوری یکسوئی سے اپنے دشمن نمبر ایک کا پیچھا کرتے رہے اور آخر کار دس سال بعد 2 مئی 2011ء کو وہ اپنے بڑے ٹارگٹ کو ختم کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ امریکہ کے آپریشن جیرونیمو کے نتیجہ میں اسامہ تو اپنے اس انجام کو پہنچ چکا ہے جس کا انتخاب اس نے اپنے لیے خود کیا تھا جسے کل نہیں تو آج یا کسی بھی وقت ہو کر رہنا تھا جس کی اسامہ کو بھی اتنی ہی توقع تھی جتنی شدت سے اس کے دشمنوں کو اس کا انتظار تھا لیکن کیا کیجئے کہ اس کے لئے جگہ کا انتخاب پاکستان کے لئے انتہائی شرمندگی اور خفت کا باعث بن کر رہ گیا ہے اور آپریشن جیرونیمو کے لئے اس جگہ کے انتخاب نے پاکستان کے اہم ترین شہر ایبٹ آباد اور اسامہ بن لادن کا نام تاریخ میں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے کندہ ہو چکا ہے۔

دنیا بھر میں یہ سوال کچھ عرصہ بعد اتنا اہم نہیں رہے گا کہ اسامہ کیوں اور کس طرح مارا گیا بلکہ یہ سوال عرصہ دراز تک پوچھا جاتا رہے گا کہ اسامہ پاکستان کی نظروں سے کس طرح اوجھل

Marfat.com

رہا۔ وہ ان سے اس قدر نزدیک ہونے کے باوجود اس کی موجودگی سے بے خبر کیوں رہا؟ امریکی سی آئی اے اسامہ تک کیسے پہنچی؟ پاکستان کے تمام عسکری اور سول خفیہ ادارے اور مقامی پولیس اور اسامہ اور اس کے نیٹ ورک سے کیوں لاعلم رہے؟ اسامہ کی پناہ گاہ کے طور پر استعمال ہونے والے گھر کی بیرونی دیواریں معمول سے تین گنا اونچی تعمیر کرنے کی اجازت کس نے اور کیوں دی؟ ایبٹ آباد پولیس کی حدود میں واقع اس منفرد گھر میں سب سے ہٹ کر کسی سے نہ ملنے جلنے والے منفرد لوگ مقامی پولیس اور سپیشل برانچ کی نظروں سے کیسے اوجھل رہے؟ پولیس کی ڈسٹرکٹ سیکورٹی، ملٹری پولیس اور فوج کی فیلڈ انٹیلی جنس یونٹس کیوں بے خبر رہیں؟ واضح سچائی اور حقیقت پر مبنی یہ وہ سوالات ہیں جو عرصہ تک پاکستان کا پیچھا کرتے رہیں گے اور جن سے صرف نظر کرنا جاہلیت کے سوا کچھ نہیں۔ اس تلخ حقیقت سے نظریں چرانا کسی طور پر بھی درست نہیں اس غفلت یا لاعلمی کا ذمہ دار کوئی ایک نہیں بلکہ سب کی اجتماعی غفلت ہے جس کے ہم سب ذمہ دار ہیں شاید یہی وجہ ہے کہ اس ناکامی کی ذمہ داری قبول کرتے ہوئے افواج پاکستان نے پوری قوم سے معذرت بھی کی ہے۔ لیکن اس موقع پر مختلف گروپوں کی جانب سے فوج سے بدلے اتارنے کی کوششیں کی جارہی ہیں۔ اے این پی کے حاجی عدیل کا یہ کہنا کہ ہزارہ صوبہ کی تحریک اور کاکول سمیت ایبٹ آباد کا متعلقہ علاقہ چونکہ فوجی عمل دخل کا ہے اس لیے صوبائی پولیس کا وہاں کنٹرول نہ ہونے کے برابر ہوتا ہے۔ ایسا لگتا ہے کہ ولی خان کی اے این پی کسی پرانے منشور پر عمل کر رہی ہے۔

کیا اسامہ کے نیٹ ورک کے پاس ایبٹ آباد بلال ٹاؤن کا یہی ایک گھر تھا؟ کیا اٹک کے حاجی شاہ روڈ جہاں سے آٹھ لاوارث ناقابل شناخت لاشیں ملی ہیں اس سے ملحقہ ہری پور شہر کے اردگرد کا علاقہ اس کے عارضی مسکن کے لئے استعمال کیا جا سکتا ہے؟ متعلقہ خفیہ ایجنسیوں کو ابو فراج اللبی کی گرفتاری کی فائلوں کو ایک دفعہ پھر دیکھنا ہو گا کیونکہ اسی ایبٹ آباد میں اسی جگہ پر ابوفراج نے تین گھر لیے ہوئے تھے جن میں وہ جگہ بدل بدل کر قیام کرتا تھا...... القاعدہ کا الفراج جیسا انتہائی اہم ترین اور مطلوب شخص جس کی سب سے بڑی شناخت یہ تھی کہ اس کا چہرہ برص

Marfat.com

گزیدہ تھا وہ تین مختلف گھروں میں رہنے کے باوجود عرصہ تک سب کی نظروں سے اوجھل رہا۔

پاکستان کے مسائل ابھی مزید بڑھیں گے۔ مالی سال 12-2011ء کا بجٹ سر پر ہے اور ہمارے وسائل نہ ہونے کے برابر ہیں۔ انرجی کی قلت اور ضرورت پہاڑ کی طرح سر اٹھائے کھڑی ہے۔ سیاسی قیادت نا اہلی کی انتہا کو چھو رہی ہے اور امریکہ نے پاکستان کی دکھتی رگ نیوکلیئر پر ہاتھ رکھ دیا ہے۔ امریکہ سمیت مغرب اور اس کا ہمنوا میڈیا اسامہ کی ہلاکت کے بعد جس نکتے کو سب زیادہ اچھال رہا ہے وہ ہے ''گریژن سٹی ایبٹ آباد'' اور نیوکلیئر اثاثے ہیں اور یہ کوئی نئی بات نہیں ہے۔ اس سے پہلے جب 27 دسمبر 2007ء کو بے نظیر بھٹو کو راولپنڈی میں القاعدہ اور طالبان کے مشترکہ آپریشن کے ذریعے قتل کیا گیا تھا تو اس وقت بھی امریکہ سمیت یورپ بھر کے میڈیا کی زبان پر ایک ہی فقرہ تھا کہ ''اگر بے نظیر بھٹو کی زندگی گیریژن سٹی راولپنڈی میں محفوظ نہیں تو پاکستان کے نیوکلیئر اثاثے القاعدہ سے کیسے محفوظ رہ سکتے ہیں۔'' مغربی اور امریکی میڈیا یہ کہتے ہوئے نہ جانے کیوں بھول جاتا ہے کہ امریکی صدر جان ایف کینیڈی کو جب گولی مار کر بھری سڑک پر قتل کیا گیا تو کیا امریکہ اس وقت نیوکلیئر طاقت نہیں تھا؟ امریکی صدر ریگن کو جب امریکی سڑکوں پر گولی ماری گئی تو کیا امریکہ نیوکلیئر طاقت نہیں تھا؟ اسرائیلی صدر اسحاق رابن کو جب اسرائیل میں ہلاک کیا گیا تو وہ نیوکلیئر طاقت نہیں تھا؟

کیا امریکہ اور اسرائیل کے یہ شہر گیریژن سٹی نہیں تھے؟ بھارتی وزیراعظم راجیو گاندھی کو جب تامل خودکش حملہ آوروں نے ہلاک کیا تو وہ نیوکلیئر طاقت نہیں تھا؟ بھارت کی وزیراعظم اندرا گاندھی کو دہلی کے وزیراعظم ہاؤس میں جب قتل کیا گیا تھا تو کیا اس وقت بھارت نیوکلیئر طاقت اور دہلی گیریژن سٹی نہیں تھا؟ آج اگر امریکی یہ الزام دے رہے ہیں کہ انہوں نے پاکستان کی بے خبری اور لاعلمی میں اسامہ کو قابو کر لیا ہے تو وہ یہ کیوں بھول جاتے ہیں کہ 9/11 کا سانحہ امریکی ناکامی کا وہ تھپڑ ہے جس کی کسک ان کی تمام ایجنسیوں کو ہمیشہ تڑپاتی رہے گی۔ امریکہ کو یہ بھی یاد ہو گا جب تورا بورا میں 200 سے زائد امریکی سپیشل کمانڈوز، قندھار کے قریب امریکی میرینز کے دو

Marfat.com

یونٹ جن کی نفری ایک ہزار سے زائد اور اپاچی، چنوک جیسے ہیلی کاپٹروں کے علاوہ تباہ کن جنگی طیاروں کی فضا میں موجودگی کے باوجود اسامہ اور اس کی ٹیم ان کے ہاتھ سے نکل گئی تھی اور اسی پاکستان کے سیکورٹی اداروں نے جب اسامہ، الظواہری کے بعد القاعدہ کے تیسرے نمبر کے اہم ترین لیڈر ابوالفراج اللبی کو گرفتار کیا تھا تو امریکی اپنے تمام ذرائع کے باوجود اس کی گرفتاری سے چار دن تک بے خبر رہے۔ کیا اسے دنیا کی جدید ترین وسائل سے لیس آئی ایس آئی سے ایک لاکھ گنا زائد فنڈز اور وسائل رکھنے والی دنیا کی سب سے بڑی خفیہ ایجنسی سی آئی اے کی ناکامی کہا جائے گا؟ 26/11 کو کیا ایٹمی بھارت کی تمام ایجنسیاں سوئی ہوئی تھیں؟ 9/11 کو دنیا کے سب سے بڑے ایٹمی شہنشاہ امریکہ کی جدید ترین جاسوسی آلات سے لیس سب امریکی ایجنسیاں کہاں تھیں کیا وہ سوئی ہوئی تھیں کہ ورلڈ ٹریڈ سینٹر کے علاوہ اپنی ہیبت کے نشان پینٹا گان کو بھی نہ بچا سکیں؟ 1987ء میں ہلنسکی ائرپورٹ سے میتھیوز نامی 19 سالہ نوجوان ایک سیسنا طیارہ لے اڑا اور ہلنسکی سے ماسکو کے ریڈ اسکوائر تک پہنچ کر وہاں کے چکر لگاتا رہا، کیا روس ایٹمی قوت نہیں؟ کیا ماسکو گیریژن شہر نہیں؟

امریکیوں اور ان کے ہمنواؤں کو اپنی اس حالیہ کامیابی پر نخوت اور تکبر کے حصار سے باہر نکل کر دیکھنا ہوگا کہ اسامہ اپنی ریٹائرڈ زندگی گزار رہا تھا جسے القاعدہ نے کچھ عرصہ سے نظرانداز کیا ہوا تھا جبکہ القاعدہ ابھی سلامت ہے اس لیے انہیں افغان مجاہدین کے گروپوں کو نظرانداز کرتے ہوئے 1990ء کی تاریخ دہرانے کے بجائے یہ دیکھنا ہوگا کہ وہ کہیں پاکستان کو ایک بار پھر تنہا کر کے اسی طرز کی احمقانہ اور سخت غلطی کا ارتکاب کریں گے؟ امریکی فیصلہ سازوں کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہیے کہ وہ پاکستان کے بغیر ایک ایسے دشمن کی طرف پیٹھ موڑ کر اپنی قومی سلامتی کو یقینی نہیں بنا سکتے جس کو تباہ کرنے کی انہوں نے قسم اٹھائی ہوئی ہے۔

(بشکریہ روزنامہ خبریں)

Marfat.com

اسامہ بن لادن

زندگی اور موت کی پوری کہانی

اسامہ طیب
قاضی عثمان طارق

الہلال ایجنسی

Marfat.com